

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الجزء الأول

في المرد علي

و فی تا می

الابراهيمى

رہتا فلم سے نام قیامت لڑکے زون :- اولاد سے تو چھی دوشت چارشت

صاعت ۳ و نصفه ۱۲۰۰ عدد مطابق در مارچ ۶۴ تا قیمت علاوہ محصول و روئے

اعلام

یہ کتاب بقول اکبر ۳۳ جمادی الآخر ۱۰۵۲ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۶۴۳ء کو تیار ہو گئی۔ لیکن طباعت کا بندوبست نہ ہو سکا جب تقریباً چھ مہینے گزر گئے تو یہ خیال گذرا کہ اجماعی مولف کا لفظ بقید حیات ہیں اگر وہ اپنے اعتراضات کی تردید بحیثیت خود دیکھ لیں تو بہتر ہے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا ایک نسخہ قلمی ہی ان کے پاس بھیج دیا جائے چنانچہ ۱۲ راج ۱۰۵۲ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۶۴۳ء کو اس کا ایک نسخہ قلمی جلد نظر معائنہ بھیج دیا گیا تقریباً دو ماہ کے بعد مولف ابکار اللہ نے اس کی رسید میں یہ بھی لکھا کہ جو حاصل یہ ہے کہ بقول اکبر کے جواب کلمے کا ارادہ کر لیا گیا ہے حسرت و انوس یہ ہے کہ صاحب ابکار نے ۲ جنوری ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶ ریشوال ۱۰۵۲ھ روز شنبہ بوقت صبح اس دار فانی سے انتقال فرمایا خداوند تعالیٰ غریق رحمت و رزق کے چونکہ یہ کتاب بقول اکبر دس ماہ سے کچھ زیادہ ان کے پاس رہ چکی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا لہذا ممکن ہے کہ بقول اکبر کے جواب کچھ سودہ تیار کر گئے ہوں اس لیے ہم ان کے شاگردان اور خاص لوگوں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ اگر میری کتاب بقول اکبر کا جواب تیار ہو گیا ہو تو شائع کرنا چاہئے اور واضح ہو کہ بعد انتقال صاحب ابکار مرحوم رسالہ قلمی بقول اکبر کے مضامین میں کمی بیشی بھی کی گئی اور کافہ وغیرہ کی کئی جگہ اس کا جھنڈا بھی ملتا رہا جو کہ اب رزائی کی آئینہ نہیں ہے لہذا اس گزشتہ میں ناچاریہ کتاب شائع کرنا پڑی ۱۲ منقہ ابن السیوی ۱۲

ترغیب

اگر ابکار اللہ کا جواب در حضرت بھی لکھے ہوں جیسا کہ بنارس شہر سے بعض علماء نے لکھا تھا کہ میں ابکار اللہ کا جواب لکھنا چاہتا ہوں تو اس کا بھی شائع کرنا مفید ہو گا کیونکہ ہر گزے راز نگہ ہونے دیگر مست: ابکار اللہ کے صرف ان ابکار کا جواب جملہ اس کتاب میں چھوڑ دیا گیا ہے اگر کسی کو شائع کرنا چاہیں تو یہ بھی مناسب ہو گا۔

تنبیہ

آثار السنن جو نہ قاضی تقریباً چالیس سال سے صوبہ بہار اور اڑیسہ کے مدارس اسلامیہ میں داخل مضامین تعلیم ہے اور پنجاب کے بھی بعض مقامات میں اصل درس ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ مصر میں بھی پڑھائی جاتی ہے چنانچہ حاجی خان بہادر محمد جان صاحب نے آثار السنن کو کلکتہ میں چھپوایا اگرچہ اس کتاب کی غلطی سے کتابت قصور غلط ہو گئی مگر انہوں نے کلکتہ میں کچھ در قیام کیا اور ماہ محرم ۱۰۵۲ھ میں غلط نامہ شائع کر دیا اب کتاب بغلط تصحیح و تصحیح ہوئی ہے مگر تحریر بذال اطلاع دی جاتی ہے کہ جن حضرات کے پاس آثار السنن مطبوعہ کلکتہ موجود ہیں اس سے غلط نامہ شائع ہو گیا ہے اور آئندہ جو صاحب کہ خریدار ہوں وہاں یہ بھی لکھیں کہ غلط نامہ آثار السنن ارسال ہوا غلط نامہ نہیں ہے یہ ہے دارالاشاعت اسلامیہ نمبر ۸، کو لوگوں کے اطلاع کے لیے

فہرست بعض مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲	صاحب ابکار کا مسرقہ	۵۲	مولف ابکار نے آثار السنن جزوقاتی مطبوعہ
۶	صاحب ابکار کا قانون تحت سے لاعلمی		عظیم آباد ۱۰۵۲ھ میں غلط نامہ دیکھا گرا کی
۹	علمائین طرح کے ہیں۔		سجھ میں نہ آیا اور پہل اعتراض کر دیا۔
۱۰	روح معنی منظور عربی ہے اور معنی متوفی اردو	۵۴	مولانا مفتی عبداللطیف رحمانی رحاکاثر انظون
۱۱	ڈیوان سیمے میں کون کون سا پرکھن جانب کی بغیر		مطبوعہ مصر کی عبارت سے غلطی میں آیا۔
۱۲	علامہ قسطلانی کا بیان ان کے پاس آثار السنن کا جواب		مولانا اور شاہ کشمیری کا بھی غلطی میں جتنا ہوا۔
۱۳	لکھنے کے لیے لوگوں کے خطوط آئے۔	۶۱	مصطفیٰ ابن ابی شیبہ کے دوسرے نام
۱۴	آثار السنن کی تالیف کا زمانہ ۱۰۵۲ھ کے کچھ قبل		سے صاحب ابکار کی بے خبری
۲۰	مولانا رشید احمد گویا رح	۶۳	مسند امام احمد کی جلد سادس نہ دیکھا
۴	شیخ احمد مولانا محمود حسن رح		لغو اعتراض کرنا۔
۶	مولانا احمد راسیم گویا رح		چھاپے کی غلطیاں
۲۳	مولانا اور شاہ کشمیری کا کتب درسیہ کی تحصیل سے	۶۴	شیخ احمد مولانا محمود حسن
۲۴	۱۰۵۲ھ میں فارغ ہوئے۔	۶۵	علمی و ادبی قلمی کی عبارت
۲۵	علامہ کشمیری کا آثار السنن سے استفادہ علامہ	۶۶	کتاب دہام الخواص میں علامہ حوری کی بحث
۲۶	مولانا قسطلانی کی جہالت قدر علامہ کشمیری کی نظر میں۔		محقق لفظ میں۔
۳۱	آثار السنن جلد ثانی میں جلد اول کا غلط نامہ مولف	۸۰	کتاب البصائر قلمی لابی علی الفارسی
۳۲	ابکار نے تصحیح باوجود اس کے غلط استرجاع	۸۵	شعبہ اور ذری احیاء اخیر فقہ سے بھی ادویت
۳۳	حدیث کے اسناد میں صاحب ابکار کی غلطی۔		کرتے ہیں۔
۳۴	مستحق کی غلطی۔	۸۶	فتاویٰ ابن تیمیہ رح
۳۵	علامہ زعفرانی کی چوک	۸۸	مولانا شبلی نعمانی رح
۳۶	مصحح الآثار قلمی مصنف حمادی	۹۰	آثار السنن کے دیباچہ کی عبارت میں
۳۸	رواہ ابویہ علیاً کما صحیح ہے ہاں اخیر		مولف ابکار مرحوم نے غور نہیں کیا
۳۹	البحاری القلیقہ قاضی صیح نہیں۔	۱۰۸	ابن السیوی کی تنبیہ
۴۳	غایۃ القصور بشرح البداء و البدایہ قاضی	۱۱۳	مولف ابکار منصور نے کتاب کا حال غلط دیا۔

نسب نامه فوقانی

مَنْ أَطَاعَ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

الحمد لله ذي الجلال والإكرام والمنة على ما وفقنا لطبع هذا الكتاب في هذه الأوقات

القول الحسن

فی الرد علی

ابکار المنی

الابن البيهقي

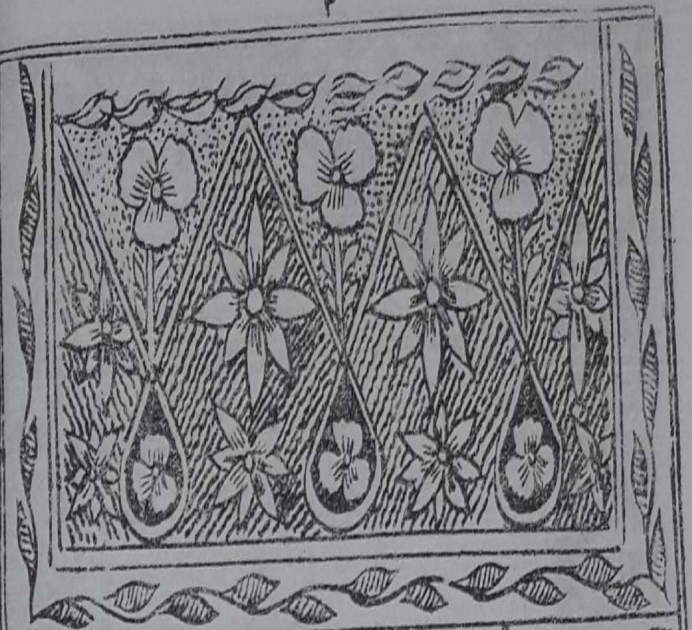
رحمہما اللہ تعالیٰ

قد طبع في المطبع الدائم الواقع في بلدة كوت

نیت علامہ محمول دوا ہے آغاز طبع ذی قعدہ ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ء

[illegible]

به آنکه چون در آنکه اول را از جانب چپ، برتر کنی نسبت نامه نام گمده در نگاه و آنکه آن خورا از جانب راست آن خور کنی پشت نامه نام باشد ۱۲ مندر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله والصلوة والسلام على محمد الذي خلق الخلق من أجله
وعلى آله واصحابه الذين هم من اخيار احرابه واحبابه شهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله
لا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه اللهم بك استدى وايات
استعين واستهدي فانت ولي وصي اما بعد فقد قال ابن
السيوطي احقر العبيد الحياي محمد بن عبد الرشيد الذي نبه الفوقاني
المكشي بابن السهيوي كانت له جنة الفردوس ثم لا من الله القوي
اني رايت كتابا مستجابا بكبار المن في جواب اناس السن من تاليفات
حسن كان على عهد السهيوي لكن السهيوي رحمة الله تعالى له يراي بكبار المن
فانه طبعه بعد موت السهيوي بدهر طويل سنة خمس وعاما فاستحسن ان يجاب
عما اوردته عليه في الجواب فوضعت هذا الكتاب في جواب الجواب وسميت هذا

له قوله الصلوة اذ ان قلت اذا استعمل الدعاء على كون المصترع كيف يصح استعمالها على على تقدير كونها بمعنى الدعاء
قلت هذا يخص بلفظ الدعاء قال الله تعالى ان الله وما كنتم تعلمون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا
تسلية ١٢ له قوله من كان فهو افضل لمولوي محمد بن عبد الرحمن بن ابي بكر بن عظمي كذا في كتابي صاحب تحفة الاحوذى شرح
الترغى وتحقيق الكلام في قسرة طبع الامام ١٢ له قوله ما اوردته من مقال ضعيفات غير انها حقا غير صحيحة

مستخير بالله سبحانه وتعالى بالقول الحسن في الرد على بكبار المن اللهم اجعل كتابي
سميت بالقول الحسن مقبولا كما تار السن من في هذه الاغصار وبين من ياتي اناس
الادها من دن كاسر آتي فيا بينهم انا الليل واطراف النهار ودسيلة الى ثقات في جنات
تجزي من تحتها الا همار واجعل في في العقبى ثمار فاعطها وفي الدنيا ذكر كرم
واعف عني واسعا ورحمى كما ملأ وادخلني الجنة بغير عذاب سبق وليحق اللهم اني
سائل سوال الضارعين فاستجب لي يا مجيب الخاضعين **اعلم** ايها الناظر في كتابنا
هذا ارحمنا الله وياك ان مولف اكبار المن لا اجاب ولا رد على الجزء الثاني من
اناس السن مع انه عاش زمانا طويلا خمسة عشر عاما بعد الفراغ من الجزء الاول
من كتابه اكبار المن واما ما وقع من من اضاف الجواب عما في الجزء الاول من
اناس السن الى هذا الجزء الاول من اكبار المن فهي ان هي الا لاجل هذا المثل
الساخر الذي اثر في كل كلامه جوابا وانت خبير بان الجواب على نوعين ضعيف و
رصيف وجوابه واردة على الجزء الاول من اناس السن هو من النوع الاول لان
الثاني كما لا يتحقق على من له ذوق كامل في فن الحديث ثم اعلم يا اخي نور الله قلبك
وقلبى وسؤك وسترى ان ما ذكر السهيوي من الاحاديث والاناس فكثير منهن قد نقل صاحب
اكبار المن جوابه واردة في زعمه على المحقق النجوى العلامة فاني امرت ان يجاب جوابا
حسنا على بعض الابواب في اكبار المن وان كان ما في سائر الابواب من الجواب بعزل
عن سنن الانصاف عند غير ابواب الاعتداف لكيلا يكره حجم الكتاب في جواب الجواب
هذا القدر من الجواب يكون عنوانا لغيره عند ادلى الالباب قال صاحب اكبار

له قوله مستخير بالله تعالى ربك تخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة وما رد من حديث الشيخ رداه لطرفي
مرنوعا ما تاب من استخاره لانهم من انتشار ولا غال من القصد لان العبد لا يعلم خبره من شدة الخوف تعالى وعسى ان يجزي
شيئا او خير لكم وعسى ان تجزي شيئا او خير لكم والله اعلم واتم العلمون واخير اجمع اختارها لقا ١٢ مرعاة
له قوله واسعا في غير اناس واعلم ان في هذا الكتاب تقصية على غيبنا محمد صلى الله عليه وسلم في موضع كثيرة
وقد رد في حديث رداه الطبراني في الاوسط من صلى على في كتاب لم تزل الملكة تستغفر له ام اسي في ذلك
الكتاب انتهى قلت قال بعض العلماء هذا موضوع انتهى لكن الحق انه ضعيف كما حقق السيوطي في كتاب
التعقبات على كتاب الموضوعات لابن الجوزي وقد نقلنا ما فيه من الاجاث في كتابنا وسميته العقبى
بالفارسية في آخر الفصل الذي هو في قسرة القرآن للموتى ١٢

١
٩١٢
٣٢

النظر في كتابه سماه الفرع الثاني من الاصل السامي وفي كتابه الذي سماه بالجد العلوم
 في كتابه صاحب فتح البيان قد صرح في هذين الكتابين الذين بغير العربية بان اسمي
 صديق حسن وادم والدي اولاد حسن واسم جدي اولاد علي فلفظ محمد بن علي مثل فلفظ
 بن حسن في كونها تحت المحضا فلما تحت النيموي اسمه واسم الابيه في نفس المتن رواه الاختصا
 بقوله محمد بن علي اراد ان يعلم ويظهر ايما شئ تحت اسم نفسه وعن علم والده فقال
 في التعليق محمد ظهير احسن ابن العارف المرحوم الشيخ سبحان علي فتبين لك من هذه
 التعليقة ان المنحوت هو لفظ ظهير احسن ولفظ سبحان كلاهما واسمه الكامل التام
 محمد ظهير احسن واسم الوالد علي وجه التمام سبحان على لا غير من الشيخ على كما
 يقول غلطاً فاحتمل صاحب الابكار لانه قال في الابكار قلت الاول ان يقول في التعليق
 الشيخ على المذكور الشيخ سبحان على الخوا ايراد النيموي لفظ الشيخ قبل اسم والده
 فهو للتدبير على علو شأنه ورفعة مكانه قال صاحب تبصرة الناظر في معنى الشيخ
 لغة من استبان فيه السن من خمسين او احدى وخمسين الى اخر عمره او الى الثمانين
 كذا ذكره في القاموس وفي عرف اهل الاصول الاستاذ... وفي عرف اهل الطريقة
 مرشدها وفي العرف العام لاهل الاسلام الرجل المجل انتم اعلم يا صديق نور الله
 قلبك وقلبي ومشرق وشاري ان ابا علي الظهير بن الخطير الفارسي الثمالي قد صنف كتابا
 في معرفة المنحوت سماه تنبيه البارعين على المنحوت من كلام العرب والتعريب اخی وصديق
 ان صاحب الابكار لا يعرف بقانون المنحوت ولم ير شيئا من الكتب صنف العلماء في
 معرفة المنحوت فلذا اتراه ولم يكن لا يعرف به واعترض على النيموي العلامة من جهالة
 والعجب منه انه كيف لم ير ايضا ما هو في المفصل للزمخشري والشافعية لان الحاجب
 وفخرهما المرضي والحجاء بردي وغيره من كتب النصارى ان الحذف والاختصار
 يسوغ عند النسبة ولا شك ان لفظ محمد في محمد بن علي منسوب الى
 سبحان علي كما يظهر من التعليق وقد قال الشيخ الدهلوي في المعاني
 شرح المشكاة قوله البغوي هو منسوب الى بغشور قرية بين هراة وهرات
 ولا غلب في النسبة الى المركب الامتواحي النسبة الى الحزبة الثاني وقد ينسب

له قول في نسخة الساقية في علم ان قصبة الناقور في العراق والى في ذكره الاشهر في فوس الكلمة في نسخة الساقية
 في نسخة الساقية في علم ان قصبة الناقور في العراق والى في ذكره الاشهر في فوس الكلمة في نسخة الساقية

في الحزبة الاولى ايضا نحو معد يركب ويعلق في علبك والبغوي من هذا القبيل وقد
 يقال قلت العربية يغ فعلى هذا الحاجة الى الاعتدال ويقال في توجيه وجود
 النوا وان احدى بغ مجرى دم محمد وف العجز فاعيدت الواو في حالة النسبة
 مثل ديموي كذا قيل انتم كلام الشيخ الدهلوي في معاني التنقيح
 قوله لثلاث يتوهم ان عليا المذكور في المتن والشيخ سبحان علي المذكور في التعليق
 رجلان هو سب في الظاهر والله اعلم باسرها فانه قال لثلاث يتوهم ان عليا المذكور
 في المتن والشيخ علي المذكور في التعليق رجلان فان هم به كما يتبادر الى ذهن
 الذاهن فهو منكر ليس من شأن مسلمة فضلا عما يسمى نفسه باهل الحديث عفا
 الله عنه وعدا وقوله ليتوافق المتن والتعليق من الجانب الاول عليه صاحب الابكار
 ان الموافقة بين المتن والتعليق في سياق الكلام لا توجب فان المتن
 يكون فيه الايجاز لا في التعليق وقال صاحب الابكار الاول
 ان يزيد بعد العارف لفظ بالله قال ابن النيموي ان لفظ الجلالة مع الجا
 اي بالله محذون ههنا وهو مفرد منصروف صحيح مجرور افتاء ومنسوب معنى
 فانه مفعول به غير صريح للعارف وحذف المفعول به كثير في كلامهم كما قال صاحب
 المفصل جاز الله الزمخشري في مفصله فحذف النيموي رحمه الله تعالى على سنن
 العرب العرباء قال العلامة احمد بن فارس في كتابه **الصاحبي** في باب
 الحذف والاختصار ومن سنن العرب الحذف والاختصار يقولون والله افعل ذلك
 تريد لا افعل وقال هو في باب اختصار المحذوف وفي كتاب الله جل ثناءه فان اختصر
 فما استيسر من الهدى اي ففعلكم وقال السكاكي في **مفتاح** العلوم ومن الاجاز
 قوله واخرون اختفوا بنوهم خلطوا عملا صالحا واخر سيئا قال صل كلام
 خلطوا عملا صالحا سيئا واخر سيئا بصالح وقال القزويني في التلخيص الحذف

له قوله بعد العارف الم حضرت الامام فريد الدين عطار قدس سره در رساله تكملة اللفي ص ١٢١
 ذوالنون مصري نكاشته كه ذوالنون گفته معرفت بر سر وجه بود كي معرفت توحيد بود ايا عارفان
 راست و دوم معرفت حجت و بيان است اين حكما و لمعا و علما است سوم معرفت صفات و حدانيت
 است و اين اهل ولايت راست دان جماعته است كه شاي حق اند بهاي فريش تاتق تعالى
 بر ايشان ظاهر ميگرداند آنچه كه بر بچكس از عالميان ظاهر نگردد و اندر انتهي ١٢

الله عليه بل اراد به معناه الذي توفاه الله تعالى كما هو عند المولدين كان قوله
وهو لا يستعمل في هذا المعنى في اللغة العربية بل يستعمل في محاورتنا الهندية
من الصواب قال صاحب **المنجد** المرحوم كناية عن المتوفى عند المولدين
استغنى قلت قد قالوا ان كلام المولدين ليس بحجة لانهم ليسوا من العرب وقال
السيوطي في كتاب الاقتران اجمعوا على انه لا يحتج بكلام المولدين والمحدثين
في اللغة العربية وقال الجاني مولانا سيدنا في الفوائد الضائية ويحدث الفعل
الناصب للمفعول المطلق حذوا واجبا سماعيا نحو حمدوا وشكروا وعجبوا اي حمدت حمدوا
وشكرت شكروا وعجبت عجبا فانه لم يوجد في كلامهم استعمال الافعال العاملة في
هذه المصادر ثم قال قيل عليه قد قالوا احدث الله حمدا وشكرا وشكروا وعجبت عجبا
واجاب بعضهم بان ذلك ليس من كلام الفصحاء استغنى وقال الملا جمال في حاشيته
بل هو من كلام المولدين وكلامنا في كلام العرب لا في كلام المولدين استغنى وقال السيد
العلامة صديق بن حسن القنوجي في كتابه لفظ القمط على تصحيح بعض ما استعمله
العامية من المغرب والدخيل والمولد والاغلاطمة المولد من الكلام المحدث يقال
هذه مولدة وهي ما احدثه المولدون الذين لا يحتج بانفاظهم والفرق بينه وبين
المصنوع ان المصنوع يورده صاحبه على انه عربي فصيح وهذا بخلافه استغنى وبالحكمة
فان المرحوم بمعنى المغفور والمتعطف عربي محض فصيح ومعنى المتوفى مولد كما في
المنجد فمضى له ياخذ به معنى المتوفى بل اراد به معنى المغفور والمتعطف على صنعة
المجهول كما ذكرنا معناه انه بمعناه من كتب اللغة فصار الاعتراض كهاب منقول
وكذا دى عليه امر المقدور **ثم نقل صاحب البكار** قول النيموي ان كتابي انا
السنن كتاب نادر غريب في هذا الفن وقال بعد ما نقله قلت لا ريب انه كتاب نادر في
فن الحديث قال **ابن النيموي** كون انا السنن كتابا غريبا نادرا لا يشبهه فيه ولا ينكره
هنا ولا خصم خالف فلذلك الله سبحانه وتعالى التقى في سره انه يتلفظ به فله الحمد في
الاولى والاخرى **ثم قال صاحب البكار** وانما حملني على تأليف هذا الكتاب ابكار
المنن ندراته وغرابتة وقد بذلت جهدي في بيان ما فيه من النوادر والعجائب فلا اعتذر
به من ليس له مما تلهه الصناعة وبالله التوفيق قال **ابن النيموي** يتعين عليك
ان الشيخ شمس الحق صاحب التعليق المفتي على الدارم قطني جمع الى نفسه جماعة
من العلماء بالحديث في موطنه يسكن ديانا ايام تأليف كتابه

لي قوله ديانا اي جانب الجنوب لا المغرب على سنة ايرال من قريتي قال اما كما ذكرنا قريتين من عظيم الجاهل ودان الجاهل

غاية المقصود وكتابه عون المعبود كلاهما شرعان على سنن ابي داود ثم دخل عليه
هذا صاحب البكار ايضا لهذا وهو لا يوافقون كتب لقوم لتحقيق المسائل الشرعية
حتى كمل شرحه على سنن ابي داود وشرح غاية المقصود فانه لا يطرأ لناظر الى الان
سوى الجزء الاول من غاية المقصود واعلم ان عوضهم للشيخ المذکور وان تأليف كتابه
غاية المقصود وعون المعبود كان كما كان السيد القنوجي الجهوي ان السيد جمال الافضل
والا كمال في بلدة بوفال ايام رياسته النوايبية من كانوا غير المقلدة وغيرهم من اهل
التقليد كما يظهر هذا من فحوى الكلام لشيخنا في الفتح عبد النصير الذي كلامه كلام
الشيخ العلامة بشير السهسوي حقيقة كما ادعاه العلامة محمد عبد المحي الكنتي في ابرز
النق وغيرة قال الشيخ في شجرة الناقذ **ثم** فعند اى عند السيد البوفال جماعة مستعدة
لخول يقوم كل واحد منهم استغنى بقدر الحاجة **ثم** المحقق النيموي احرى كتابه
انار السنن مع التعليق الحسن وتعليق التعليق حتى انتشر في فخر عريق فصرح الانظار في
مبانيه وطرحت الافكار في معانيه من كانوا من اهل التحقيق والتدقيق ورفوا فخره فترى
ورضوا عليه رضوة عظيمة بارأوا من تحقيقات عجيبة وفوائد غريبة في المتن والتعليق
بل لاجلها في بعض الاحيان للمحقق النيموي التمام دعا شيخ العلماء بمكة المكرمة **ثم** افعا
يديه في المسجد الحرام كما هو مذکور في رسالته عمدة المناقيد من حدائق بعض الاسانيد
ثم الشيخ العلامة شمس الحق ومن دونه من علماء اهل الحديث غير المقلدين نظروا في
انار السنن وفي تعليقه التعليق الحسن فوجدوا فيه ان كثيرا من الاحاديث وانار السنن
وافقها رايهم حكم النيموي على بعض بالضعف وعلى بعض بالوضع كما في حديث اوردته
في باب ما استدلل به على ان رفع اليدين في الركوع واظب عليه النبي صلى الله عليه و
سلم ما دام حيا تحكمه عليه بالوضع وان نبذة من الاخبار والا نارا التي خالفها لارهم
حكم عليها النيموي بالصرحة وبالحسن في مواضع من انار السنن ولعمري ان النيموي
اهل لذلك اذ هو من رزقه الله تعالى فهما ناقبا ومعرفة تامة بعقل الاحاديث
في الحديث والمسانيد ومكة قوية بالتحقيق والتقليد في الاسانيد ثم من الناس الافاق
وصل الخطوط الى هذا الشيخ العلامة شمس الحق المتوطن في ديانا وهم مقترون
على هذا الشيخ ان يرد ويحيا على النيموي الحدائق فقال هذا الشيخ المذکور
لصاحب البكار وكان هو نزيلا مقما ايام وروا مكاتيبهم في وطنه ديانا ان علينا
رد ما في سننه الانار السنن ان الناس قد حركوا وتشبهوا علينا بالخطوط ان نرد كتب

عما فی آثار السنن فاشتمل فی الردود الجواب صاحب بکار المنن وغیرہ فی موضع ذیابوا
من ادب الفنون و اجابوا اولاً فی رسالۃ موسوۃ اعلام اهل الزمن عن بعض تحقیقات النبیوی
وہی بالہندیۃ قد طبعت سنۃ الف و ثلث مائۃ و عشرين ہجری و اسرسلوها الی النبیوی
ثم وصل النبیوی رحمہ اللہ نقالی الی الوفیق الاعلی بعد ارسالہ بسنتین اثنتین
و کتبوا فی خاتمۃ الرسالۃ بعبارة الاعلان والاشتمال ما حاصلہ لا یخفی علیکم انما نحن
الآن مشغولون فی الجواب عما فی آثار السنن و کتبہ فی کتاب مستقل بالعربیۃ ثم بعد
الاختتام لتتبع هذا الکتاب فی الافاق و اعلم ان ما ذکرنا فیما سبق من وصول المخطوط
الی صاحب التعلیق المتقی علی الدار قطنی من دیار مختلفہ و امصار متفرقة و اما کن
بعیدۃ و من کون صاحب البکار و کون غیرہ مستغلاً باضافۃ الجواب الی کتاب مستقل
منفرد بالعربیۃ عما فی آثار السنن فاکل مصرح فی اعلام اهل الزمن ان شئت جمع
تسمیات الشیخ الذی یأونی فی السنۃ التاسعة و العشرین بعد الف و ثلث مائۃ بعد موت

قولہ فی اعلام اهل الزمن انہ اعلام اهل الزمن کی عبارت یہ ہے اہل انسان بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ بولف کی
آثار السنن سنانوں کو کہاں تک و کس قدر دھوکے اور مغالطے میں ڈال سکتے ہے اور یہ بھی طرح
معلوم کر سکتے ہیں کہ اس کتاب کے جواب کی کہاں تک ضرورت ہے جب میں نے اس کتاب کو کچھ ایسی
وقت اس کے مفصل اور بیوط جواب لکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا لیکن فرصت کا منتظر تھا ان تین
جواب مولانا ابوالطیب شمس الحق صاحب محدث عظیم آبادی کی خدمت میں مختلف دیار و امصار سے
مقتد و خطوط اس کتاب کے جواب کے بارے میں آئے اور جناب ممدوح نے اس خاک را کو اس کے جواب لکھنے
کی نسبت ارشاد فرمایا اس لیے اس کا جواب شروع کر دینا مناسب معلوم ہوا پس بذریعہ اس اہتمام کے عام اطلاع
دی جاتی ہے کہ آثار السنن کا جواب نہایت تحقیق و بسط کے ساتھ مولانا علی الشیرازی نے کیا گیا جواب میں
ایسی ایسی نایاب قلمی عتیق کتابوں سے مدد لی جاتی ہے کہ جن کی زیارت کو اہل علم کی آنکھیں ترس رہی ہیں
المستربوا العلی محمد عبد الرحمن مبارک پوری اعظم گڑھی عفا اللہ عنہ و اردھال موضع ذیابوا نواں ضلع پٹنہ دولت
خانہ جناب مولانا ابوالطیب شمس الحق صاحب زیدت برکاتہ و عم فیضہ انتہی واضح ہو کہ سال طباعت مرقوم
نہیں ہے مگر دو سال تیرہ سو تیس ہجری تھا ۱۲ محمد عبد الرشید فوقانی فیوی ۱۲ سے قولہ شیخ الذی یأونی نسبت الی
ذیابواں حضرت الالف والنون عند النسبة قال السکاکی فی المفتاح ص ۳۵ و لہذا الیاریعی یا الرنبۃ تغیرات منها
حذف التا کبیری و علامتی التنبیہ و الجمع و التفتتانی المنسوب کبیری فی زیدان و زیدون بہن لہی قلت ذیابواں انکان
مکن خلف الالف والنون عن الحاق یا النسبة فتقول یأونی وقد لا تجد ان کانی لسان قول لسانی ذی زعفران و غفرانی و فی
ہند وستان منہ و ستا فی ۱۲ مرقمہ

النبیوی بسبع سنین و لا تقدر ولا شاع هذا الجزء الاول من البکار المنن فی حیات الشیخ
الذی یأونی فلذلك لم تکن الشیخ المعرفۃ جمیع ما فیہ کما کتب کا تہ صاحب البکار فی
ما یبیل یلج فی الجزء الثانی من کتابہ تحقیق الکلام و اتی متعجب من ناصرہ الشیخ الذی
لہ لم یصلح ما وقع فی البکار من الاغلاط المسامحات فی العبارات فان ما فی البکار
لعل کثیر من ذلك کان کتبوا فی الحیات فاذا اطلعت علی ما قلنا من قولنا فیما سبق
نغنی بہ هذه العبارة **یتعین** علیک ان الشیخ شمس الحق صاحب التعلیق
المتقی علی الدار قطنی **انہ عرف** من ما قالہ صاحب البکار انما حملنی علی
تالیف هذا الکتاب البکار المنن ندرتہ و غربتہ و قد بذلت جهدی فی بیان
ما فیہ من النوادر و العجائب و الغرائب الثلاثیغث من لیس لہ جہا تہذہ الصناء
هو القول خلاف القول بالحق فان الظاهر ان الذی حملہ علی تالیف
البکار المنن تحریک الشیخ المذکور و اناس الافاق و ترغیبہم الی الرد علی آثار السنن
وان کان مادہ علیہ لاحقاق الحق و ابطال الباطل و الله اعلم کما ان العلماء

سے قولہ تحقیق الکلام انہ اس کے صفحہ دوم ما یبیل بیچ مطبوعہ ۱۳۳۰ ہجری پر یہ **اعلان** اردو میں قوم
ہے **البکار المنن** فی تنقید آثار السنن یعنی کتاب آثار السنن کا جواب سنی ہے البکار المنن مولوی الفیر حسن
صاحب شوق نبوی نے حقی مذہب کی حمایت و نصرت میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام رکھا
ہے آثار السنن اس تالیف سے اصل مقصود حنفی مذہب کی تائید و تقویت ہے اس مقصد کے حصول
کی غرض سے ان احادیث صحیحہ کے ضعیف یا قابل عمل بنانے میں جو حنفی مذہب کے مخالف ہیں اور ان
احادیث ضعیفہ کے صحیح اور قابل احتجاج ثابت کرنے میں جو حنفی مذہب کے موافق ہیں بہت زور لگایا
گیا ہے بڑی بڑی تدبیریں کی گئی ہیں تاہم ان کوئی دقیقہ اٹھائیں رکھا گیا ہے دیکھو ہمارا رسالہ
اعلام اہل الزمن۔ اس کتاب کے جواب لکھنے اور دودھ کے دودھ اور پانی کے پانی جدا کرنے
کی جیسی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے۔ عرصہ ہوا مولانا شمس الحق صاحب محدث عظیم آبادی کی تحریک
سے اس کتاب کا جواب لکھنا شروع کیا گیا تھا مگر مولانا ممدوح کی وفات کی وجہ سے ملتوی ہو گیا
تھا۔ الحمد للہ کہ اب اب جناب کے ایک محترم اہل علم کی تحریک سے پھر جواب لکھنا شروع
کیا گیا ہے اور بفضلہ نقالی نصف کتاب کا جواب ہو گیا ہے جواب مکمل ہوجانے کے بعد اگر
مصارف طبع کار سامان ہو گیا تو طبع ہو کر جلد شائع ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاک را محمد عبد الرحمن
مبارک پوری۔

یہ بعضہم علی بعض فهو متاب **تبلیہ** واعلم یا اخي ان النبیوی شرع فی کتابہ
 آثار السنن فی السنۃ السادسة بعد الالف وثلثمائة من الهجرة النبویة بل من قبلها
 وخرج من تحریر اخر ابواب الصلوة من ذلك الكتاب فی الثالثة عشر بعد الالف
 وثلث مائة كما صرح بنفسه فی رسالته ببيان التحقیق قد طبع من قبل المجلی
 وهذا المجلی طبع عام الرابع عشر بعد الالف وثلثمائة من الهجرة واما الدلیل علی ابتداء
 النبیوی بتالیف آثار السنن فی السنۃ السادسة بعد الالف وثلث مائة فسنذكر فیما سیأتی
 فانظر وعلی التالیف لبيان التحقیق ہی مارا النبیوی من التأخیر والتعویق من
 بعض الوجوه فی طباعة کتابہ آثار السنن وتمامه فلذلك امر اذ ان یرى من كان
 علی عهد لاهن اهل العلم فی آثار السنن من تحقیقات جدیدة وفوائد غریبة من
 قبل طباعته فالتقط بعض تحقیقاته ثم بعد الالتقاط ادخله فی تبیان التحقیق
 وكان من قبل ارسال قرطیس الاستفہارات الی البلاد وغیرها من القرى
 والقصبات واخبرهم بتلك الاستفہارات باقی اولف فی معصی هذا کتابی فی
 الحدیث سمیتہ باثار السنن فہذا رسالته تبیان التحقیق قد طبع
 من قبل آثار السنن بخمس سنین وقال النبیوی فی تبیان التحقیق ان کتابی
 آثار السنن الذی اولفه فی انا عہدہ الا عصا وارسافہ من الاحادیث

لہ قولہ قرطیس الاستفہارات الخ **الہ** رد السکین جو تیرہ سو بارہ ہجری قوی پر لیس لکھو
 میں چھپا ہے اس میں علامہ نبوی مرحوم وغیرہ اشہار و اعلان تحریر کرتے ہیں یہ تو ظاہر
 ہے کہ حدیث میں پہلے بلوغ المرام یا سنکوة شریف پڑھائی جاتی ہے اور ان کے مولف شافعی
 المذہب تھے ان کتابوں میں زیادہ وہی حدیثیں ہیں جو مذہب امام شافعی کے موید اور مذہب
 حنفی کے خلاف ہیں اس پر طرہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر مسلم درپردہ غیر مقلد ہوتے ہیں بے جا
 اکثر طلبہ یہ ابتداء میں پڑھ کر مذہب حنفی سے بدعتیہ ہو جاتے ہیں پھر جب صحاح ستہ کی
 نوبت آتی ہے تو ان کے خیالات اور بھی بدل جاتے ہیں علمائے حنفیہ نے کوئی ایسی کتاب قابل درس
 تالیف ہی نہیں کی جس میں مختلف کتب حدیث کی وہ حدیثیں ہوں جن سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہو
 پھر بچاے طلبہ ابتدا میں پڑھیں تو کیا اور ان کے عقائد درست رہیں تو کیونکر آخر بچاے غیر مقلد نہ ہوں
 تو کیا ہوں فقیر نے انھیں خیالات سے حدیث شریف میں آثار السنن نام ایک کتاب کی بنائے تالیف
 ڈالی ہر اور ارادہ ہے کہ کتب متداولہ کے علاوہ عربیہ علم کے نایاب کتب حدیث سے حدیثیں انتخاب کر کے

والا ثمار مع تحقیق الروایات وتنقید الاسانید منتقیا من الکتب الحدیثیة
 کالسنن والمعجم والمسانید وفقی اللہ سبحانہ لاتمامہ وجعلہ مقبولا بین

جمع کروں اور حاشیہ پر اسناد لکھ دوں اتنی کتاب اور **الہ** تردید السیف مطبوعہ تیرہ سو
 بارہ ہجری کے آخر صفحہ میں یہ اشہار ہے بالفعل آثار السنن نام ایک کتاب حدیث شریف میں قابل
 درس بطور مشکوۃ مختلف کتب حدیث سے انتخاب کر کے تنقید اسانید کے ساتھ مع التعليق الحسن
 علی آثار السنن میں لکھ رہا ہوں جو حنفیہ کے لیے نہایت بکار آمد ہے بفضلہ تعالیٰ کتاب الطہارت نام
 ہر چکی کتاب الصلوۃ کے بھی اکثر ابواب لکھے جا چکے میرا قصد ہے کہ ہندوستان کے نامی کتب خانوں
 کے علاوہ مصر و روم و حجاز کی قلمی کتابوں سے بھی اس میں مدد لی جائے امید کہ جن صاحب کے پاس
 حدیث شریف کی کوئی نایاب قلمی کتاب ہو تو اس سے مطلع فرمائیں اگر مجھے ضرورت ہوگی خود بھی کراؤں
 سے مستفید ہوں گا اتنی اور **الہ** جلال العین مطبوعہ ۱۳۱۳ھ قوی پر لیس لکھو کے امثال بیچ
 صفحہ دسویں ہے کتاب الطہارت ختم ہو گئی کتاب الصلوۃ بھی قریب لافتم ہے اور دیگر رسالہ میں بولانا
 نبوی مرحوم لکھتے ہیں ہر چند آثار السنن اور اس کی شرح موسوم بہ تسلیق الحسن کی تالیف کی وجہ سے مجھے اتنی
 ہمت کہاں کہ کوئی رسالہ لکھوں مگر چونکہ آج کل ایک صاحب نہایت مسرت ہیں اس لیے جاچار اپنے
 اوقات عزیز میں سے کچھ قیود اس وقت نکال کر یہ رسالہ لکھ کے پیش کرتا ہوں اتنی خطا اور **الہ**
 تجلی فی رد قول المجلی جو تیرہ سو چودہ ہجری احسن المطابع پٹنہ میں چھپا ہے اس کے امثال بیچ پر یہ
 اشہار مرتوم ہے فقیر نے منو کا علی اللہ آثار السنن نام ایک کتاب لکھنا شروع کی ہے کتاب الطہارت
 اور کتاب الصلوۃ تمام ہو گئی ہے ۱۲ اور شاہزادہ مرزا محمد ریس بخت معروف بہ شاہزادہ محمد نیر الدین
 تخلص بہ زبیر دہلوی ناگر دولا نا شوق نبوی کے دیوان جنستان سخن جو معروف بہ دیوان زبیر
 مطبوعہ ۱۳۱۵ھ ہے اس کے امثال بیچ پر یہ اشہار ہے آج کل ملک کو سخت ضرورت ہے کہ حدیث
 شریف میں کوئی ایسی کتاب قابل درس تالیف کی جائے جس میں مختلف کتب حدیث سے وہ حدیثیں
 جمع کی جائیں جو بیشتر صحیح اور مذہب حنفی کے موید ہوں حضرات محدثین بہت کچھ تالیف کر گئے مگر انھوں
 اس قسم کی کتاب کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی اگرچہ یہ کام سخت اہم ہے مگر فقیر نے منو کا علی اللہ
 آثار السنن نام ایک کتاب لکھنا شروع کی ہے کتاب الطہارت اور کتاب الصلوۃ تمام ہو گئی ہے ہر حدیث
 کے آخر میں بعد حوالہ مخیرین صحیح یا حسن یا ضعیف ہونے کا بھی بیان ہے بلکہ حاشیہ میں ضروری مباحث
 کے علاوہ اور محدثین کی تصحیح و تصنیف بھی اکثر موانع میں لکھی گئی ہے ناقلین کے اصرار سے قصد ہے کہ
 جلد اول چھپوا دی جائے مگر بعض وجوہ سے معرض توقف میں ہے جس وقت یہ کتاب چھپنا شروع ہوگی ملک

انامہ قد بلغ من کتاب الطہارۃ الی اخذ ابواب الصلوٰۃ واسلو بہ کب لوغ
المراۃ والمنکولۃ وعلق علیہ تعلیقاً حسناً وادشاہ لہ شرحاً حسناً مستحب

السلام دی جائے گی انتہی اور **سلسلہ سیرنگال** مطبوعہ ۱۳۲۲ھ کے مطابق پہلے پرچہ پر یہ
اشہار درج ہے ملک کو سخت ضرورت تھی کہ حدیث شریف میں کوئی ایسی کتاب تالیف کی جائے جس
میں مختلف کتب احادیث سے وہ صحیح و حسن حدیثیں جمع کی جائیں جو مذہب ضعیفی کی توثیق ہوں اگرچہ یہ کام
نہایت ہی اہم تھا مگر فقیر نے مولانا علی گار اللہ انارکلی نام ایک کتاب لکھنا شروع کی جس کے ساتھ عربی
میں ایک عمدہ حاشیہ بھی لکھنا شروع کیا جس کا نام تعلیق الحسن علی انارکلی رکھا گیا ہے اور جا بجا اس
حاشیہ کا حاشیہ بھی لکھا گیا ہے جس کا نام تعلیق الحسن علی انارکلی رکھا گیا ہے اور جا بجا اس
کے وہ غلط غامضہ بیان کیے گئے ہیں جن کے اظہار سے اسفار قدیم خالی ہیں اس مجموعہ کتابت کی تالیف میں کتب
مطبوعہ مصر و ہند کے علاوہ بہت سے نامی کتب خاندان کی نایاب قلمی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے جن کی
زیارت کو اکابر اہل علم کی آنکھیں ترستی ہیں اس کی زیادہ قدر وہی وسیع النظر اہل علم کر سکتے ہیں جو کہ
فن حدیث میں شائق کامل ہے اور **سلسلہ رداسکین** جو تیرہ سو بارہ ہجری میں قومی پریس
لکھنؤ میں چھپا ہے اس کے صفحہ بارہ میں یہ عبارت ہے **جمل المتین** مطبوعہ تیرہ سو گیارہ کے
صفحہ ۲۸ میں جو ترجمہ میر تقی میر نے کیا ہے حدیثنا محمد بن عبد اللہ المحض فی هذا احمد بن یونس
ثنا ابو یوسف بن عیاش عن ابی سعید النخعی عن ابی داؤد قال کان علی و عبد اللہ لا یجھان یسلم اللہ
الرحمن الرحیم ولا یستغوی ولا یمن - میں نے اس اثر کی کتب جمل المتین مطبوعہ ۱۳۱۵ھ میں لکھا
ہے کہ اس کو پنجاب کے نسخے سے نقل کیا ہے **قال** المعترض (یعنی شیخ محمد سعید مرحوم مفہوم باری) یہ اثر بھی
آپ کی گرفت ہے کتب حدیث میں اس اثر کا کہیں آیا ہوا نہیں ہے حافظہ علی شیخ ابن الہمام یعنی حافظہ
ابن حجر بڑے بڑے مخرج حدیث کے گذر گئے جنھوں نے ان ابن مسعود کو تلاش کیا کسی نے اسے آج تک معلوم طبری کا
حوالہ نہ دیا اب بتائیے تو اسی پنجاب کے کس شہر میں یہ نسخہ طبری کا تھا اور کس شخص کے کتاب خانہ میں اگر
آپ سچے ہیں تو جو راہ نہ کہنے **اقول** حضرات نظریں معترض صاحب کی دریدہ دہنی ملاحظہ فرمائیں کہ آپ
کی نظر سے محکم کیر گذری تک نہیں اور صرف اس سبب کہ زلیخا وغیرہ نے مجسم کیر کا حوالہ نہیں دیا ہے
بھڑ پر گڑھ لینے کا اہتمام گدیا خفا جی کے حاشیہ بیضا دی مطبوعہ مصر میں یہ عبارت موجود ہے
اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابی داؤد قال کان علی و عبد اللہ بن مسعود لا یجھان
بالتامین جب حاشیہ خفا جی میں حوالہ موجود ہے تو مولف کی گرفت کو کچھ ہوگی اور کچھ کیر کا جو تہ پوچھا
ہے لیجئے مہرتائے دینے ہیں مگر ہمارا یہ احسان آپ حضرات کو ماننا پڑے گا کہ صرف نایاب کتاب کا یہ

بالتعلیق الحسن علی انارکلی وقد تفردت فی مواضع من هذا بالتعلیق
بتحقیقات عجیبہ وفوائد غریبہ خلعت عنھا ہر المحدثین ولہ یظفر ہا احد

نہیں کہ ایک عظیم الشان کتب خانہ کا نشان بنائے دیتے ہیں پنجاب کے علاقہ شہر جاول پور میں جناب
مولوی شمس الدین مرحوم کا نامی کتب خانہ ہے جس کے مالک آجکل مولوی نور احمد صاحب خلیفہ جناب
مولوی شمس الدین مرحوم رئیس جاول پور ہیں انھیں کہ کتب خانہ میں کچھ کیر خط ولایت موجود ہے
میں نے اس کتاب کے لیے اپنے شاگرد منشی خدائش صاحب طالب ملتان کو شہر ملتان سے جاول پور بھیجا تھا
اور وہاں سے نہایت جانتائی و عرق ریزی کے ساتھ کچھ کیر کیر منگوائی اور اس ام و کمال دیکھ گیا اور
اثر نہ کوثر نعمین آثار عربہ اللہ بن مسعود کا لاجناب معترض صاحب صرف اس کتب خانہ پر کیا موقوف
ہے اللہ کے فضل و کرم سے ایسے ایسے نامی کتب خانوں کی اطلاع رکھتا ہوں کہ بڑے بڑے شائقین حدیث
کو جن کی خبر تک نہیں اور بے خاک میرے یہ بہت بڑا فخر ہے کہ ایسی ایسی نایاب کتابیں نظر سے
گزر رہی ہیں جن کے دیکھنے کو لوگوں کی آنکھیں ترستی ہیں اور اسی رداسکین کہ جس میں انارکلی کا
اعلان ہے اس کے صفحہ ۱۸ میں علامہ غوثی کہتے ہیں **سند** ابی راہویہ کا یہ اگر آپ کو نہیں ملا تو مجھ
سے ملے کہ قاہرہ کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے دیکھئے احسان فراوانی نہ کیجئے گا زبیری
تلاش کا اور دیکھئے گا کہ ان لہ یشکرہ الناس لہ یشکرہ اللہ کو بھول نہ جائے گا اور مولانا نبوی اوشہ
ابکیدی اثبات التعلیق جو تیرہ سو بارہ ہجری قومی پریس لکھنؤ میں چھپی ہے اس کے صفحہ ۱۸ کے حاشیہ میں
ایک نایاب کتاب کا نام ہے کہتے ہیں **معرفة السنن والآثار** یہ کتاب ہندوستان کیا عرب میں بھی کیا
ہے جس کے دیکھنے کو لوگوں کی آنکھیں ترستی ہیں مولف کے کتب خانہ میں موجود ہے الحامد للہ علی ذلک اور **سلسلہ**
وطن مطبوعہ تیرہ سو بارہ ہجری میں انارکلی کے تالیف کا بھی بیان ہے اس کے صفحہ ۱۸ میں مولانا ثوقی نبوی
کہتے ہیں حضرت ابی اخطایا کا کچھ بہت بڑا احسان ہے کہ فن حدیث میں جس کا ثوقی کچھ کو زیادہ ہے چند قلمی
کتابیں لکھی ہیں جو ہندوستان کیا عرب میں بھی کیا ہیں اور رداسکین مطبوعہ ۱۳۱۵ھ کے اس میں بھی
انارکلی کا اہتمام ہے جس کے گزر چکا مولانا ثوقی نبوی مرحوم کہتے ہیں بخاری کے استاد حمید بن ابی ہریرہ
بن زید کہ ہے حدیثنا سعید بن جبیر عن ابی داؤد قال کان علی و عبد اللہ بن مسعود لا یجھان
بالتامین **قال** المعترض (یعنی شیخ محمد سعید مبارک) یہ حدیث ان الفاظ سے سند حمید بن ابی ہریرہ
سے اور نہ آپ کے کچھ کتاب کا حوالہ دیا کہ آپ نے کس کتاب کے واسطے یہ حدیث نقل کی ہے اور اگر
اس کتاب سے نقل کی ہے تو وہ اصل کتاب کہاں ہے کس شخص کے کتاب خانہ میں ہے **اقول** انھوں نے

من المتقدمين والمتأخرين وسند ذكر ذلك بعضا منها حتى ياتي اليقين ويكون
تبصيرا لا ولما انظرنا في موضع منه وقد ظفرت بعلته في بعض

کے حضرت کے باب میں آپ حضرات کے دعوت بہت کچھ ہیں مگر کچھ بھی منحدی کا پتہ نہ لگا خیر اس پر دو قدح
سے آپ لوگوں کو اب کتابوں کا پتہ قول جائے۔ ہر کیف ہندوستان میں ایک نہیں لیکن حمیدی کے
قرینے میں ایک نسخہ کوئی عبارت لانا مولوی محمد سعید صاحب مفتی عدالت عالیہ حیدرآباد کے کتب خانے
میں دوسرا نسخہ میرے کمرہ دوست جناب مولوی شیخ احمد علی صاحب نے کثرت جن کا اتر قیام بھوپال میں رہتا ہے اور
جن کا ذکر وہ اوصاف علامہ شہزادہ فیض نام کان پور نقضہ ۱۳۱۵ء میں اور جن کے تعلقات سے
بعض کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں ان کے پاس ہے مگر یہ نسخہ پورا نہیں ناقص ہے میرا نسخہ تحقیق مولوی
عبد الحق صاحب ساکن کرول ضلع مدراس کے پاس ہے میں نے وہ حدیث اسی کو نوں کے نسخہ سے نقل کی
ہے اس میں ایضہ وہ روایت موجود ہے اور علامہ غامدی رحمہ اللہ تعالیٰ **مسلم الکلام المستحسن**
فی رد المحتار ۱۳۱۵ء میں اس کی تائید اس کا ذکر ہے اس کے صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں۔
ذو الشانین کا بد میں مقبول ہو جانا سب کے نزدیک مسلم ہے نہری کی روایت سے ثابت ہے کہ ذو الشانین
ذو الیہین کا نام ہے اس پر جو روایت نہیں کیا ابن جریر کی روایت سے ثابت ہے کہ وہ الشانین
نیلے آئے نہ نہری کو وہم ہو گیا ہے ان کا کوئی متاثر نہیں اور ذوقی آج تک کسی نے متابعت ثابت نہیں
کی میں نے بفضلہ تعالیٰ بروایت صحیحہ عمر بن ابی اس کی ان کا متابعت ہونا ثابت کر دیا اور یہ ایک ایسی
بات ہے کہ اگر میں اس پر تمام عمر گزار دوں تو بجائے ۱۲ اور **مسلم فی رد القول الحمی** میں کا ذکر
متعلق اشتہار السنن اقبل میں گزر چکا ہے اس کے صفحہ ۸ میں مولانا شوقی لکھتے ہیں باوجود قصور نظریہ
کہہ دیا کہ صحیح نہیں کس قدر بیباکی ہے۔ بخاری کی کتاب التفسیر کی روایت بھی پیش ہوئی اس سے بچنا
ثابت ہے اس پر دوسری روایت ملاحظہ ہو بخاری ص ۱۵۱ کی آخر کتاب الجنازہ میں ہے حلافت احمدی قال
احمد بن عبد اللہ قال اخبرنا ابو بکر بن عیاش عن سفیان الثمالی عن حماد بن عمار عن حماد بن عمار
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستمرا یہ روایت بھی بطریق احتجاج مروی ہے ذوالفضان سے دیکھنا
کہ میں نے یہ دونوں روایتیں ایسی پیش کی ہیں جن کا ذکر حافظ ابن حجر نے مقدمہ میں نہیں کیا۔ اگر کوئی
دوسرا شخص مختلف مزاج ہوتا تو اس بحث کو کچھ کر بیاحتہ آفریں کہ اقتدا ۱۱ اور اسی رسالہ میں جو
تیرہ موجودہ ہجری میں چھاپا ہے اس کے صفحہ ۱۱ میں مرقوم ہے **قولہ** حنفیہ کے نزدیک چار تکبیریں عیدین میں
مقبول ہیں اور ثلث خلفائے راشدین کا اس کے برخلاف ہے **اقول** اس مسئلہ میں حنفیہ کا مذہب باحادیث
وآثار کی روش سے نہایت ہی قوی ہے چنانچہ میرا کتاب **آثار السنن** کے چھپ جانے سے ظاہر ہو گیا

الاحادیث لم یسبق إليها من أحد من المتقدمين فضلا عن المتأخرين انتهى ما قال
فی الشیخان والی سمعت من شیخ الطیب لفظین الذہین الفاضل العالم الذی هو استاذی

انہی فوقانی بن شوقی نبوی کہتا ہے یہ سنا تانا السنن جلد ثانی جو صفحہ ۱۲ پر ختم کی گئی ہے اس کے صفحہ ۱۰ میں لکھا
ہوا ہے جو آخر ابواب الصلوۃ ہے اور **قیان** تحقیق عربی بطبع مصر ۱۳۱۵ء میں مولانا شوقی نے یہ
عبارت لکھی ہے قد بلغ کتابی آثار السنن من کتاب الطہارۃ الی آخر ابواب الصلوۃ واسلوبہ
کمال المادہ والمتکوفاً انتھی فوقانی کہتا ہے انظرین ہائیں معلوم فرمائیں کہ مولانا اور شاہ کشمیری نے نہ
تعالی تیرہ سو بارہ ہجری میں فارغ تحصیل ہوئے ہیں مگر اس کی شرح فیض الباری علی صحیح البخاری میں
لکھا ہوا ہے اور علامہ غامدی نے تانا السنن تیرہ سو چھ ہجری کے کچھ قبل ہی لکھا شروع کیا اور تیرہ سو چھ ہجری
میں آخر ابواب الصلوۃ تک تمام کر دیا۔ علامہ غامدی کا واسطہ ۱۰۶۱ھ میں تھا۔ اس کے بعد اس کی تحقیق قیانی
وغیرہ تالیف کرنا اور ان کا عجم گیر طر فی وغیرہ کا نشان دہی تانا کہ فلاں کتب خانہ میں ہے اور غفرۃ السنن
میں بھی میرے کتب خانہ میں ہے یہ سب لانا اور شاہ کشمیری کے طالب علمی کے زمانہ میں تھا جبکہ وہ فارغ التحصیل
بھی نہیں ہوئے تھے۔ مولانا اور شاہ نے جو نقل الفقہ دین میں یہ لکھا ہے انی کتبتہم اتفاقاً یہ اس سے ان کی مراد
بعد اتمام آثار السنن قبل الطباعت ہے مولانا شوقی نبوی اپنی تحقیقات عبیدہ نوادہ غفرلہ بارہ جلد دیکھانے اور
معلوم کرانے کے لیے سویدات آثار السنن قبل طباعت بذریعہ ڈاک بھیجتے ہوں گے جس طرح کہ اور بعض علماء کے پاس
آثار السنن بھیجے مولانا اور شاہ کشمیری کو مولانا غامدی سے ملاقات نہیں ہوئی تھی ان کے شاگرد حکیم مولوی محمد علی
مرحوم ساکن موضع جانتھل پٹنہ نے بدو سے بیان کیا تھا کہ مولانا اور شاہ دوسرے ایضہ دہلی میں کہتے تھے کہ ہم مولانا شوقی
نبوی سے جو بھالے جواب کے ہیں ملاقات کر کے گھر چلے آئے ۱۳۲۲ھ میں بروز جمعہ ۱۱ رمضان شریف مولانا
نبوی کا دھماکا ہو گیا اس وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی خاصہ یہ کہ آثار السنن جس کی آخر کتاب الصلوۃ سن ۱۳۱۵ھ
تیرہ ہجری میں تمام ہو چکی اور مولانا اور شاہ سن ۱۳۱۵ھ تیرہ سو بارہ ہجری میں کتب دیکھ کر بدو سے فارغ ہوئے اس
تیرہ سو بارہ ہجری کے بعد مولانا شوقی نبوی ان کو بھی اپنی وہ تحقیقات کہ جن سے کتب محمد ثمن نقد میں غالی
اس دکان کے لیے اجزاء آثار السنن بذریعہ ڈاک بھیجتے ہوں گے اور علامہ کشمیری کچھ آئے و مشورہ دینے ہوں گے
واللہ اعلم ان سبب سے من نوع مرافقت کی جا سکتی ہے جو کہ بعد تصنیف تالیف و تہام ہے کہ وقت تالیف کیونکہ اس
وقت نہ مولانا اور شاہ غرض طالب العلم تھے فافہم اور تالیف آثار السنن کے وقت عدم مرافقت کی یہ دلیل بھی
ہے کہ علامہ غامدی فرماتے ہیں قال الشیخ ابو حنیفۃ الجہر بالتأیین عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ولا عن الخلفاء الاربعة واما عن الباب فہو لا یخلو من شئی۔ اور علامہ کشمیری نے فیض الباری
شرح بخاری میں فرماتے ہیں قلت وما ظہری انہ ثبت الجہر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً

محمد نذیر احسن غفر له الله وجعل الحجة مثواة تلمین مولانا علی اعظم پھولاموی و
تلمین مولانا محمد ابراہیم نگر کسوی الذی هو من تلامذة مولانا محمد اسحاق المحدث

لیکن اعلیٰ طریق السنۃ بل التعلیم احیاناً ای (بعلہ) ما یقرأہ ما یقرأہ (نہ) علیہ الجوجانی فی حاشیۃ الکشف
 و البہار الکریمی فی تفسیرہ وہو من علماء الروم متقدم عن ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ بہتین سطر کے بعد
 فرماتے ہیں شخص مسئل ان الجہر جائز والا سہر اس پر یہ سنۃ و هو المختار عندی ومن قال بکواہۃ الجہر
 فقد قصر انتہی او علامہ غمی ابن الفیم کہ ایک کتاب کا نام سنۃ السنین میں اعلام المیقین لکھتے ہیں و علامہ کشمیری فیض
 الباری علی صحیح البخاری کے باب النہی علی البیرو میں لکھتے ہیں و مرغلین فی التعلیم فی اعلام المیقین و الصبح ان اعلام الموقنین
 اور ایسا ہی نیل الفرقین فی مسکنہ رفع الیدین صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے اور مولانا شو قیچ کوکولا ارشد احمد لنگوی جسے نبوی خطاط
 کتابت ہو کر کئی تھی بعض خطوط مولانا لنگوی رحمہ اللہ کے میرے پاس موجود تھے جو نومبر ۱۹۲۷ء کے مہنگامہ خوہیں
 خدا ہار میں ضائع ہو گئے ایک خطنامہ مولانا شو قیچ کی رسالہ مطبوعہ موسومہ بہ رد الرد و مولفہ مولانا شو قیچ کے
 صفحہ اول میں مندرج ہے اُس خط کے القاب یہ ہیں از بندہ ارشد احمد غنی بعد اسلام مسنون الاسلام مطالعہ فرماں
 اور شیخ الحدیث مولانا محمود حسن دیوبندی سے بھی دوستانہ تعلقات تھے **رسالہ ستر سن** یری فی بحث الحقیقۃ
 فی القہر مطبوعہ ۱۳۲۷ھ مولفہ مولانا محمد الرحمن **رسالہ غازی پوری** جو کئی سال

احسن القری فی توضیح اثنی عشری مولفہ مولانا محمود حسن دیوبندی ہے اس کے صفحہ ۹۲ میں مولانا بقا غازی پوری
موجود رکھتے ہیں اس کا جواب آپ (یعنی مولانا محمود حسن) صفحہ ۲۲۷ احسن القری میں فرماتے ہیں مولانا
ظہیر احسن سے صلوة العید فی القریٰ تکسر کا استخراج کی دلیل پوچھی جاتی ہے جس سے ارشاد السوال
نصف العلم کی تصدیق ہوتی ہے ۱۲۷ قولہ فیلادی الخ علم کو بلا تغیر استعمال کرنا درست ہے جیسے چھپرہ
کو چھپرہ اور پٹنہ کو پٹنہ ۱۲۸ قولہ مولانا الخ مولانا محمد ابراہیم بن محمد نسوی عظیم آبادی بڑے
کامل علمائے ہند سے تھے آپ نے کتب حدیث مولانا محمد اسحق محدث دہلوی اور کتب
معقول مولوی نور الاسلام رام پوری ابن شیخ سلام اللہ صاحب المحلی شرح الموطا سے پڑنی
مجھے شرح دیوان متنبی وضا بطۃ الادب و حاشیہ علی شرح الشہید للقطب آپ کے
مولفات سے ہیں آپ کی وفات شب نہسم رمضان شریف سن ۱۲۸۲ھ بمطابق ۱۸۶۵ء بمصر میں
ہوئی مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی (استاذ مولانا شیخ غیبی) نے آپ کی تاریخ وفات میں
یہ قطعہ لکھا ہے

فخر عالم محمد ابراہیم
 حامی شرع تابع سنت
 بود در علم و فضل بے ہمتا
 ہادی دین صاحب تقویٰ

الدهاوى رحمه الله تعالى ان اخاه النيهوى حقق في بحث الجهر بالثمين ما لم يحقق
احد من المتقدمين انتهى واسمعت من شيخى الممدوح رحمه الله تعالى وقال النيهوى
رحمه الله اعدا كتابا في اثبتل في الجمل على المطبوع في الرابعة عشر بعد الالف وثلاث مائة ان
كتاب لظها سارة وكتاب لصلاة من كتابى اناس السنن كليهما قد كمل الى هذا العام من
الالف وثلاث مائة واربعه عشر عاما فاحفظه فانه ينفعلك واما ذات الامر الذى قلنا في
سابق ان النيهوى اخذ بولف اناس السنن في السنة السادسة بعد الالف وثلاث مائة من
الهجرة فذلك ليله الواضح ان بعض الشعراء عقد اقترح على النيهوى في تلك السنة ان يقول
الشعراء بالبادية من ابن النيهوى المثنوى الذى صنعته ذلك البعض فاجابه النيهوى في خط بالهنيئ
تعيها واحاصلها الى مصروف في تاليف اناس السنن في اوان هذه العصور فاني يا خيلي
هجلة وهجرة من اجل اشتغالى في التاليف لئلا كوسر يكن يا صديقى لا ارى ان لا افعل او تنى
به وان كنت عديا المهلة فقيد الفوصة فارخ النيهوى مع اشعار معدودة نعم القى اليه و
هذا الخط النيهوى الهندي قد طبع بالماله الاشكال وحبها في رسالة موسومة بالوضع وقد

شد بدست به شهر گلشن
 رفتی تازه زاده در سر را
 معنی که هست دیوانش
 مست اول میانه فضل
 کردش حق چنانکه می شاید
 گشت مطبوع و نافع ادبا
 جد او بود مولوی امین الله
 پیش از او بود فضل علما
 هم بگلشن زیب بدرسه بود
 داشت بر من فضیلت جا
 در میان ما اثر نبوی
 کرد نظم تصبیه غطفی
 مشکش قرینه نگر نه
 طالبان علوم را مادی
 شب شبانه نهم ماه صیام
 کرد در حلت بوسه دار بقا
 جان او کن بفضل خود یارب
 حجت عدن و سایه طوبی
 گفت سال وفات او هفت
 از سر آه بد خلیل خدا
 هادی دین محمد ابراهیم
 کرد افسوس جان بحق تسلیم

من حلتش خرد گفت آه

شد بگلزار رحمت ابراهیم

افزونہ یادگار گوشتی ۸

ملفوظات رساله رفع کھنڈاویج ۱۹۲۴ء میں عبارت مذکورہ عکس خط جناب مولوی ظہیر احسن

قال المعترض الآخر قبل صاحب الكبار وهو الشيخ أبو المكارم محمد علي الاعظمي في الجواب
الحسن على المولوي ظهير الحسن المطبوع في العام الرابع عشر بعد الالف وثلاث مائة اعلان
المؤلف الشيخ يوليوف من لا كتابا موسوما بان ارا السنن ويعلق عليه تعليقا موسوما
بالتعليق الحسن وقد اجرى له اعلانات مرة بعد اخرى واشاعها كوة بعد كوة في البلدان
والقرى ولما رأى المؤلف تاخيرا في اشاعته وكان قلبه متضرعا لذلك ارا ان يرى
النموذج بياقته وقد بقياته فالتقط من تعليقه المذكور بعض تحقیقاته في رسالته سماها
تبیان التحقيق وطبعها مع رسالته جلاء العين في رفع الیدین انتهى كلام المعترض
الآخر **وقال** الشيخ يوليوف في تبیان التحقيق المطبوع سنة ۱۳۰۰ وهذا الحديث اى حديث
واحد بن حجر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال امين ورفع بها صوته قال وهذا الحديث
وان كان عند غير واحد من المحدثين صحيحا وكان ظني به كذلك في سابق الزمان
ووثقت معتمد اعلى صحته بين حديث الرفع والحفظ في بعض تاليفاتي ولكن
لما اطلعت على هذه الاختلافات رجعت عنه وخزمت بانه مضطرب جدا فاحله
منه على ذكر فان هذه الفائدة لا تجد في غير هذا الكتاب والحمد لله الذي الهمني الصدق
والصواب انتهى ما في التبيان **فاقول** واما ما قال الشيخ النور شاه الكشميري
في نيل الفرقدين في مسئلة رفع الیدین **فصل** في احاديث ترك الیدین ونحو
من كان اثارا وقد نقلت فيه شيئا من التعليق الحسن للشيخ النور شاه الكشميري مع ما نردت عليه وكان

شوق نيموي - جناب شوق نيموي كالمؤيد جناب مولوي نعيم الحق شيخ پوري كے نام باسمہ سبحانہ
ياد فرمائيے نیاز مندان دام لطفكم - السلام عليكم آج کا محبت نامہ ہوسچا نمونہ یاد آوری ہوا میں کیا اور
میری تاریخ کیا اس کے علاوہ آثار السنن کی تالیف کی وجہ سے مجھے دم مارنے کی ہمت نہیں مگر دوستوں کی
خاطر سب پر مقدم تھی آج فکر کر کے چند اشعار ارسال ہیں دو کلمہ رسید سے مطلع فرمائیے

شوق غفاعة شہر مٹہ شاہ کی املی

کھینچی ہے حسن و عشق کی تصویر

دل سے بھاتی ہے نظم پر تاثیر

نوک نشتر کوں میں یا کہ تیر

ہوں حسن یا نسیم یا ہوں سیر

ہے پسندیدہ مشنوی شیر

مشنوی کیا مشیر نے لکھی

ہے حسینوں کو جان سے مرغوب

چوٹ کھائے ہوئے دلوں کے لیے

اس کی طرز بیاں ہے سب کو پسند

شوق کھویندہ شیر تاریخ

الشيخ المرحوم حين تاليفه ذلك الكتاب يرسل في قطعة قطعة حتى اني كنته مرافقيه و
زدت عليه اشياء كثيرة بعد ان انتهى كلامه فمراده بلفظ حين تاليفه هو بعد حين تاليفه
بتقدير المضاف واقامة المضاف اليه مقابلة يعني كان الشيخ المرحوم بعد حين التاليف
يرسل في قطعة قطعة واد علم ان الحكماء قد اوالوا كما في كشف الظنون ولا من ارا ان
ان يصنف كتابا او يقول شعرا فلا يدعوه العجب به وبفسه الى ان يتخلله ولكن يعرضه
على اهله في عرض رسائل او اشعار انتهى فلذلك كان شان الشيخ يوليوف ان يعرض لخصه
وبالفه على علماء زمانه وقد وقع ارساله وعرضه على بعض علماء مكة المكرمة
كما هو مذکور في عمدة العنايد عملا بها في كشف الظنون فليس مراد الشيخ الكشميري
ان الشيخ يوليوف قد ارسله اليه حين تاليف ذلك الكتاب شيئا فشيئا وكيف فان الشيخ الكشميري
كان في عهد تاليفه انا السنن في زمرة الطلبة ولم يكن فارغا من تحصيل العلوم فانه فرغ
في السنة الثمانية عشر بعد الف وثلاث مائة كما سيبي بيان فاذ اعرفت هذا فاقول
مراد به هو بعد حين تاليفه لان الشيخ يوليوف قد التفتاب لطهارت وكتاب اصوله كليهما
في العام الرابع عشر بعد الف وثلاث مائة من الهجرة كما قال في تائيل شيخ الجلي في رد القول الحق
وكان له الفراغ من تاليف الخواص في الثالث عشر عام بعد الف عام وثلاث مائة كما صرح
الشيخ يوليوف في تبیان التحقيق وكان الشيخ الكشميري اصغر سنا من العلامة النور شاه الكشميري فانه
ولد بعد ما ولد النور شاه الكشميري عام ۱۲۰۰ وكان الكشميري من وقت تاليف النور شاه الكشميري
الى سنة اثني عشر بعد الف وثلاث مائة من الهجرة في جماعة الطلبة ولم يكن فارغا من حذ العلوم والفقه
فان الكشميري قد فرغ من الدرسات المروجة سنة اثني عشر بعد الف وثلاث مائة من
الهجرة النبوية كما قيل في مقدمة فيض الباري على صحیح البخاري ولد الكشميري بصيغة السبت
سبع وعشرين من شوال عام الف وثمانين وتسعين من الهجرة نقل المبادئ على
والد وحدثه كنت رسائل على بعض علماء بلاد الهند في حدود سنة ۱۳۰۰ هـ الى مدينة
(هزاره) على حدود الكشمير فقرأ كتب من فنون المنطق والفلسفة وغيرها على جهابذة
الفن ثم وصل الى ديوبند قرطبة العلوم في الهند فقرأ كتب الحديث واستكمل البقي من
العلوم وفرغ في حدود سنة ۱۳۰۰ هـ مها فاضلا بارعا فراح الى دهلي قاعدة بلاد الهند و
مكث يشتر عليه بدرس واداة عدة سنين حتى بد اهانك بوجوده ممد علي سمي
اليوم مدرسة امينية انتهى ملخصا بقدر الحاجة **فاقول** هذا اي ذلك ان الشيخ
الكشميري لم يكن بفارغ من اخذ العلوم وحملها في الايام السقي هي ما بين سنتين

بعد الالف وثلاثمائة وبعین اثنی عشر سنة بعد الف وثلاثمائة بل كان هو في خلال هذه
 المدّة طالبا للعلوم مستغلا بتخصيلها غير فارغ من اخذها وكان له الفروع من التحصيل
 في السنة الثانية عشر بعد الالف وثلاثمائة كما نقلنا من شهره فيقول اباري على جميع النعماني
 وكان النعماني ابتداء بآل الف في السنة السادسة بعد الف وثلاثمائة كما في رسالة
 موسومة بالمرقع وقد نقلنا سابقا ما في هذا المرقع وقد فرغ النعماني من تحرير اخر ابواب
 الصلوة في السنة الثالثة عشر بعد الالف وثلاثمائة كما هو موضح في تبيان التحقيق فهذا
 آثار السن جميع مدّة تالیفه قبل فرغ العلامة الشمیری من الدراسات المتدولة الالف
 واحدة في ما اقال الشيخ عبد السمیع تلمیذ الابرار في مقدمة تحفة الاحوذی و
 اعلم نقله من نيل الفرقدین فهو مبني على انه لم يقف على امر ادا الشيخ الشمیری ثم اعلم
 ان الشيخ الشمیری رحمه الله قد استفاد من المحقق النعماني بكتابه آثار السن فانه
 قال في كتابه فصل الخطاب وتابع سليمان التيمي ابو عبيدة عن قتادة عن ابي عوانة
 في صحيحه وهذه المتابعة نقلها النعماني في آثار السن انتهى ما قال الشمیری قلت
 وعما نقل النعماني هي هذه وقد ظفرت بصحيح ابي عوانة بهنم الله تعالى فوجدت فيه
 متابعا اخر سليمان التيمي وهو ابو عبيدة انتهى شهرتین عليك ان العلامة الفحامة
 الشمیری كان يفاخر عن العلامة المحقق النعماني ومنه قوله عند القصوى لان اهل
 الفضل يعرفه اهل الفضل فكان يستعظمه غاية والشدة في مدحه اياها قد طبعت
 اولاً في رسالة اسمها الامع الانوار مطبوعة بعد شهر جهادي الاخرة من سنة تسع
 عشرة بعد الالف وثلاثمائة من الهجرة النبوية فمنها هذه

رويت وطبت نفسا في ارتواء
 سیراب شدم في كيزه رده روان من از سیرابی
 محبّي ذ المناقب والمعالی
 بسبب دینی کردن با صاحب ستانها و بزرگها
 اخیل المجد مفقود المثل
 استوار در بزرگی و ب همت
 و ذا هو رحلة الافاق طرا
 پس این است مرجع همه اطراف

وخیر جاران استوفی البرایا
 وخیر جاری که فراگرفت حلال را
 رفیع القدر ذو القدر الرفیع
 بلند در صاحب قدر بلند
 فد حار و مدد را مطیر
 پس این در یاست دایر بارنده
 سحاب فیض و فیض السحاب
 ارفیض است یا فیض ابر
 و حیر ذاک او بحر عمیق
 و عالم شجر است این یا دریای عمیق
 فصیح ذاک اوسیح فصیح
 گو یارت این یا دریای پست
 فلا عین ولا غیر و هذا
 پس همین است که نه همین است و این سخن
 ولا تسطيع انفسا مدح فضله
 و نتواند انور شود در فضل او

افاضته على طول البقاء
 فیض رسالت او همواره و همیشه باد
 با علل الروایة و انتقاء
 در اظهار علت روایت و برگزیدن ازان
 وعین لا تکتسر بالدلائل
 و چشمه که که درت گمید و دلو با
 ضیاء النور او نور الضیاء
 روشنی نورست یا نور روشنی
 و علم ذاک او فیضان ماء
 و علم گویند این را یا روانی آب
 بیان ذاک او ماء الرواء
 بیان است این یا آب سیرابی
 نقیص صاحب عن هذا العناء
 را بانی است ای دوست من ازین دشواری
 مرام ذاک فی غیر الرجاء
 که این مطلب است که مطلبش نباید گفت

تنبيه

قد قال صاحب الکبائر المنان فی رسالته اعلام اهل الزمان بالهندی بالمشارة
 صاحب التعليق المنفی علی الدار قطنی ما حاصله و اعلامها الناصر فی هذا الاعلام

له قوله ما حاصله اعلام اهل الزمان کی عبارت یرب مولانا شمس الحق صاحب محدث عظیم آبادی نے اس
 خاکسار کو جواب کئے کی نسبت ارشاد فرمایا علی اس کا جواب شرفی کہ دینا مناسب معلوم ہوا جواب میں ایسی

مخت نزة ونجيب على آثار السنن بأسفار قلبية عزيزة عنيفة لم يظفر بها علماء عصرنا
من أجل غرارتها فنقول أننا وجدنا صاحب الأيكار صادقا في هذه المقالة و
الموعدة فإن كتابه هذا الأيكار المنع ليس فيه شيء من مرادة ولا من جوابه من كتب
قلمية عزيزة ولا من زبر قديمة لم يظفرها النيهوي إلا كتاب القراءة للبيهقي فاني الظن لعل
النيهوي لم يظفر به فإنه قال في باب القراءة من آثار السنن فإن قلت أخرج البيهقي
في كتاب القراءة على نقله السيوطي في جمع الجوامع انتهى أقال النيهوي وأعلم أن كتاب
القراءة للبيهقي قد طبع في هذه الأوان وشاع في القرى والبلدان ثم لا يخفى علينا
أن صاحب الأيكار هو الذي لم يطلع على الكتاب الحديث التي صارت نادرة الوجود في عصر النيهوي
عاشها مسند عبد الرزاق ومنها المستدرک للحاكم وغير ذلك ونحن ثبتنا قلنا انتداع الله
نقالي في هذا الكتاب في باب التيمم بخلاف النيهوي فإنه كتب قلبية عزيزة نادرة قد تشرفت
هو بزادها والمطالعة على ما فيها وهذا على من طالع كتابه آثار السنن لا يخفى

كتاب الطهارة

باب المياه

ذكر فيه النيهوي أحاديث منها حديث أبي هريرة أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال إذا شرب الكلب في أناء أحدكم فليغسله سبعا ثم
قال رواه الشيخان ثم قال في التعليق الحديث حجة على مالك ومن تبعه
لأنه يدل على أن الماء القليل ينبغي بوقوع نجاسة فيه وإن لم يتغير
لأن ولو غسل الكلب لا يغير الماء الذي في الأناء غالباً فاعترض صاحب
الأيكار بقوله قلت وكذلك حجة على الإمام أبي حنيفة ومن تبعه لأنه يدل
على وجوب غسل الأناء الذي شرب الكلب فيه سبعا انتهى وأورد عليه
قال **أبي النيهوي** الحديث ليس بحجة على الإمام أبي حنيفة ولا على من قلده
لأن غسل الأناء الذي شرب الكلب فيه سبعا محمول على الاستحباب يورده

الشيخ في كتابه من باب من بدل جاتي به من كني زيارت كواهل علمي الكعبين ترس رمي بين ١٢

ما رواه عبد الرزاق بإسناد صحيح عن عطاء قال يغسل الأناء الذي ولغ الكلب
فيه كل ذلك سبعا وخمسا وثلاث مرات أو منسوخ على ما قال الزبيدي في نصب
الرأية نقلا عن الطحاوي ثبت بذلك أي بالرواية الموقوفة التي أخرجها الدار
قطني بإسناد صحيح عن أبي هريرة أنه قال إذا ولغ الكلب في الأناء فاهرقه ثم
اغسله ثلاث مرات نسمة السبع لأن الحسن الظن بأبي هريرة ولا يخفى عليه أنه يترك ما
سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم والأسقطت عنه التمهيد ولم يقبل روايته بل كان
يجب على الخصم الخائف أن يعمل بحديث عبد الله بن المنقلب عن النبي صلى الله عليه وسلم
رواه مسلم أنه يغسل سبعا ويعفر التامة بالتراب لأنه قد زاد على السبع والأخذ بالزائد
أوجب عملا بالحديتين وهم لا يقولون به فثبت أنه منسوخ انتهى أقاله الزبيدي **قلت**
وروى عن مالك في الماء أقوال ثلاثة أحدها أن الماء القليل لا يغس بوقوع النجاسة فيه
إن لم يتغير أحد أوصافه من طعمه أو لونه أو ريحه والثاني أنه ينبغي إذا خالطته
نجاسة وإن لم يتغير والثالث أن هذا الماء مكروه قال القاضي ابن رشد المتوفى سنة ١١٩٥
في كتابه هداية المجتهد اختلفوا في الماء إذا خالطته نجاسة ولم يتغير أحد أوصافه
فقال قوم هو طاهر سواء كان كثيرا أو قليلا وهي إحدى الروايات عن مالك وبه قال أهل
الظاهر وقال قوم بالفرق بين القليل والكثير فقالوا إن كان قليلا كان نجسا وإن كان كثيرا
لم يكن نجسا وهو لا يمتنع في الحد بين القليل والكثير فذهب أبو حنيفة إلى أن
الحد في هذا هو أن يكون الماء من الكثرة بحيث إذا حركه أدى من أحد طرفيه لم تصل إلى
إلى الطرف الثاني منه وذهب الشافعي إلى أن الحد في ذلك هو قولان من قول **أبي النيهوي** من غسل
وهم من لم يجد في ذلك حدا ولكن قال أن النجاسة تقصد قليل الماء وإن لم يتغير أحد أوصافه وهذا
أيضا من روى عن مالك قد روي أيضا أن هذا الماء كره فيحصل عن مالك في الماء يسير نجاسة النجاسة لا أو
فقال النجاسة لا تقصد أن لم يتغير أحد أوصافه وقول تقصد أن لم يتغير أحد
أوصافه وقول أنه مكروه وسلب اختلافهم في ذلك هو تقارض نظائر لا أحاديث
الواردة في ذلك انتهى كلام ابن رشد قال **أبي النيهوي** وأما ما كان
من الماء دون قلتين فهو أيضا يحمل الحديث قال الطحاوي في مشكل الآثار عن عبد الله
بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن الماء ينوبه من السباع فقال
إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل الخبث قال فكان في هذا الحديث أن ما كان من الماء دون
القلتين يحمل الخبث انتهى في مشكل الآثار **ومنها** حديث عبد الله بن عمر

قال سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الماء وما ينوبه من الدواب والسباع فقال اذا كانت
 الماء قلت بن لم يحل لخبث قال النبي صلى الله عليه وسلم رواه الخمسة واخرون وهو حديث معلول قال
 صاحب البكار حديث القلتين هذا صحيح قد صححه كثير من ائمة الحديث قال
 البراء بن بيهز لكن الحق انه لا يصح فيه حديث قال صاحب القاموس محمد بن
 القيس وزاد ابا دى تلميذ ابن القيس في سفر السجادة واما ما بلغ الماء ثلثين لم يحل
 خبث قال جماعة لا يصح فيه حديث وقال **الذهبي** ان الحديث مضطرب و
 الضطراب يورث الضعف وان القلة لم يتعين مصابها وان اريد لها الاواني كالحجرة و
 الحانية فلم يثبت مقلدوها مع انها متفاوتة جدا قال الحافظ ابن حجر في الفتح واما ما يخرج الجراد
 لاختلاف وقع في اساده كمن رواه ثقات وصححه جماعة من ائمة الا ان مقدر القلتين لم يتفق عليه
 انتهى وضعفه غيره واحد من العلماء كابي بكر بن العربي وابن تيمية والمهدي وقال بن خزم لا حجة في
 حديث القلتين لانه عليه السلام لم يحد مقدر القلتين وقال ابن عبد البر في التمهيد ما ذهب
 اليه المتأفقي من حديث القلتين ما ذهب ضعيف من جهة النظر غير ثابت من جهة التواتر
 حديث نكلم فيه جماعة من اهل العلم لان القلتين لم يوقف على حقيقة معلفهما في اثبات ولا
 اجماع وقال في الاستدراك ما رواه اسمعيل القاضي وتكلم فيه وقال الشيخ
 ابن دقيق العيد في الامام لم يثبت عندنا بطريق استقلال فيجب الرجوع اليه شرعا لثبوت مقدر
 القلتين ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم ما رواه عليه ان الحديث مضطرب من جهة السند ونظمتين
 ومعناه **الاضطراب** من جهة السند فهذه الحديث له ثلث روايات **احدها**
 رواية الوليد بن كثير وثانيها رواية حماد بن سلمة وثالثها رواية محمد بن سنان
 وكل منها تختلف من جهة الاسناد **اما الاولى** فنقد اخرجها الحاكم في المستدرک وقال
 صحيح على شرطهما وقد احتجنا بجميع روايته وقال ابن مندة في هذا السناد صحيح على شرط
 مسلم واورد عليه الشيخ ابن دقيق العيد في الامام بان ابا عبد الله بن مسعود حكى الصحيح
 على شرط مسلم من جهة الرواية واعرض عن جهة الرواية وكثرة الاختلاف فيها والاضطراب
 ولعل مسلما تركه بذلك ثم قال **الذهبي** ما رواه الوليد بن كثير وهو مختلف
 فيمن يروى عنه فيروى ناسرا عن محمد بن جعفر بن الزبير السدي عن عبد الله بن
 عبد الله بن عمر وقاسم عن محمد بن عباد بن جعفر المخزومي عن عبد الله بن عبد الله بن
 عمر ثم نقل النبي صلى الله عليه وسلم جواب الدارقطني عن هذا الضطراب في الاسناد من ان الوليد بن
 عنهما جميعا ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم انه اختلف في شيخ محمد بن جعفر فقال مرة عن عبد الله بن عبد

الله المكبر ومرة عن عبد الله بن عبد الله المصنف ثم قال ولا يحل التوفيق بيني الا ان
 يقال ان الوليد رواه هذه الطرق كلها واليه مال بعضهم وهذا لا يخلو من النكف الباراد
 وقال ابن راهويه فيما حكاه عنه البيهقي غلط واسامة بن عبد الله بن عبد الله واما هو
 عبد الله بن عبد الله فقال الحافظ ابن حجر في التلخيص وعند التحقيق الصواب انه عند
 الوليد بن كثير عن محمد بن عباد بن جعفر عن عبد الله بن عبد الله بن عبد الله المكبر عن
 محمد بن جعفر بن الزبير عن عبد الله بن عبد الله بن عبد الله بن عبد الله بن عبد الله
 الوجه فقد وهم وقد رواه جماعة عن ابي اسامة عن الوليد بن كثير عن الوجهين فرداه البيهقي
 بقوله وفي قول الحافظ لظن ان جماعة من اهل العلم رواه عن ابي اسامة عن الوليد بن
 عن هذه الوجه فالحكم بالوهم في بعض دون بعض تحكم قال **البراء بن بيهز** الذي رواه
 عن ابي اسامة عن الوليد بن كثير عن غير هذا الوجه جماعة منهم يعقوب بن ابراهيم
 الدارقطني وسنان بن راهويه واحمد بن جعفر الكيعبي وابوكبير بن ابي شعبة وابوعبيدة
 ابن ابي السفيرو محمد بن عباد وحاجب بن سليمان وهذا ابن السري والحميد بن حريث
 فهو لا يكله رواه عن ابي اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر عن عبد الله
 بن عبد الله المكبر رواية هؤلاء عند الدارقطني فما قال النبي صلى الله عليه وسلم على كلام
 الحافظ ان الحكم بالوهم في بعض دون بعض تحكم فهو الصحيح قال **البراء بن بيهز** قال
 البيهقي في كتاب المعرفة وكان شيخنا ابو عبد الله الحافظ يقول الحديث محفوظ عنهما
 جميعا ولا يماروا عنه ابيه واليه ذهب كثير من اهل الرواية انتهى ما قال البيهقي في معرفة
 السنن والآثار وقال الحافظ جميعا على سنده من الاضطراب والجواب ان هذا ليس
 اضطرابا قادحا فانه على تقدير ان يكون الجميع محفوظا انتقال من ثقة الى ثقة
قلت لكن النبي صلى الله عليه وسلم يقول كيف كان فانه مشعر بعد ضبط الراوى وهو موجب
 للضعف كما في الاصول قال صاحب **البكار** يظهر من كلام النبي صلى الله عليه وسلم انه لظن
 ان كل اختلاف كيف كان مشعر بعد ضبط الراوى وموجب للضعف وهو باطل ولا
 يقوله الا جاهل عن الاصول او متجاهل انتهى قال **البراء بن بيهز** يظهر من
 كلام شيخنا ابينا النبي صلى الله عليه وسلم ان الصواب عند الحافظ ابن حجر هو رواية الوليد بن كثير عن
 محمد بن عباد بن جعفر عن عبد الله بن عبد الله المكبر عن محمد بن جعفر عن عبد الله
 بن عبد الله المصنف ففيها اثنين الروايتين المختلفتين لا ترجح لحد منهما على الاخرى
 بل كلتا هما متساويتان فهذا اضطراب قادح موجب للضعف كما في الاصول واما ما

به الحافظ ابن حجر عن الاضطراب في الاسناد من قوله الجواب ان هذا ليس اضطراباً
 قادحاً فإنه على تقدير ان يكون الجميع محفوظاً انتقال من ثقة الى ثقة فزده النيهوي
 كما قلنا انما بقوله كيف ما كان فإنه مشعر بعدم ضبط الراوي وهو موجب للضعف كما في
 الاصول وقال العلامة خليل أحمد في بدل الوجهود شرح ابي داود جواب الحافظ عن الاضطراب
 في الاسناد غير صحيح فان الاضطراب في الاسناد يكون بالمخالفة بابدال الراوي ولا مرجح
 لاحدى الروايتين على الاخرى وانما كان بالاضطراب موجباً للضعف الحديث
 لا شعارة بعد ضبط الراوي فالجواب عنه بأنه انتقال من ثقة الى ثقة لا يدفع
 الاضطراب بل يؤكد ذلك لو قيل في الجواب بان الوليد بن كثير يحتمل ان يكون
 روى عن محمد بن عباد بن جعفر عن عبد الله عن ابن عمر ويحتمل ان يكون روى عن محمد
 بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله عن ابن عمر فروى عنهما فهذا لا يفيدها في رفع
 الاضطراب فان الاحتمال لا يوثق به ولا يفيق عنه شيئاً الا ترى ان الترمذي قال في سننه
 في حديث زيد بن ارقم في اسناد اضطراب فحكم بالاضطراب في اسناده مع انه قال في
 اخره قال ابو عيسى سألت محمد عن هذا فقال يحتمل ان يكون قتادة روى عنهما جميعاً
 فبح نقل الاحتمال عن شيخه لم يتوجه اليه ولم يمنع عن حكمه بالاضطراب في اسناده
 انتهى واعلم ان النيهوي ليس بقائل ان كل اختلاف مشعر بعدم ضبط الراوي وهو موجب
 للضعف كما ظن صاحب البكار بل النيهوي قائل كما يظهر من فحوى الكلام ان كانت المخالفة
 بابدال راوٍ او مكان راوٍ او اخر ولا مرجح لاحدى الروايتين على الاخرى فهذا اختلاف موجب
 للضعف كما في الاصول قال الحافظ ابن حجر في شرح النخبة ان كانت المخالفة بابدال الراوي
 ولا مرجح لاحدى الروايتين على الاخرى فمضطرب انتهى وقال ابن الصلاح في مقدمته
 المضطرب من الحديث هو الذي يختلف الرواية فيه فيرويه بعضهم على وجه وبعضهم
 على وجه اخر يخالف له وانما التسمية مضطرب اذا تساوت الروايتان اما اذا ترجحت احدهما
 بحيث لا يقاومها الاخرى بان يكون راويها احفظ او اكثر صحبة للراوي عنه او
 غير ذلك من وجوه الترجيحات المعتمدة فالحكم بالراجحة ولا يفيق عليه حينئذ وصف
 المضطرب لانه حكمه ثم قد يقع الاضطراب في متن الحديث وقد يقع في الاسناد وقد يقع ذلك
 من راوٍ واحد وقد يقع من جماعة والاضطراب موجب للضعف الحديث لا شعارة بانه
 لم يضبط والله اعلم ثم قال النيهوي **واما الثانية** اي رواية حماد بن سلمة
 فستحتمل في بحث الاضطراب اللفظي انتهى واعلم ان في الجزء الاول من اثار السان

المطبوع سنة ١٣١٥ في احسن المطابع الواقعة في عظيم اباد قد طبعت هذه الجملة اعني
 بما فسحت في بحث الاضطراب المعنوي من موهو لنا نسخ فاصح النيهوي بعد الطبع
 في الجزء الثاني المطبوع سنة ١٣١٥ في المطبعة المذكورة بقوله هذا فسحت في بحث
 الاضطراب اللفظي انتهى قال صاحب **البكار** قلت قد وهم النيهوي فإنه لم يذكر رواية
 الثانية وهي رواية حماد بن سلمة في بحث الاضطراب المعنوي بل ذكرها في بحث الاضطراب
 من جهة المتن والصواب ان يقول **واما الثانية** فسحت في بحث الاضطراب من جهة المتن انتهى
ابن النيهوي طبع هنا لفظ المعنوي مكان لفظ اللفظي من زلة قلنا لنا نسخ ثم
 اصح النيهوي في خاتمة الجزء الثاني لانه قال الخاتمة اصلاح ما وقع من الاعطال ثم
 كتب تحت جدول الاعطال لفظ المعنوي ثم حرم من تحت جدول الصحاح لفظ اللفظي
 فصح اصلاح النيهوي ما هو من الاعطال في آخر الكتاب قوله قلت قد وهم النيهوي في
 باطل فاحتق والظاهر ان صاحب البكار كان وافقاً على تصحيح النيهوي فان البكار
 عقد باب ما يقول بعد الذي في البكار وقال تحت هذا الباب قد كان طبع لفظ
 بعد الذي ثم اصححه النيهوي بعد الطبع في الجزء الثاني بل لفظ بعد الذي استحق
 كلام البكار فانظر ايها الناظر ان كلامه هذا يدل على انه قد نظر اصلاح النيهوي
 فالاعتراض بعد نظرة اليه لغو باطل وعند ادبائنا لعلنا يتفهم الاعتراض على موهو
 النسخ ولا ينسب هذا الى صاحب الكتاب وانى كثير التعجب من صاحب البكار
 انه كيف لم يتفكر في نفسه ان من كان ينظر الى اصح النيهوي يطعم على تليسه و
 تزويره والله يعصمنا من امثاله بفضله وخطي انه يعترض عليه بالاعتراض
 به لئلا يقال ان دعوة في دعاية ابكار المن هذه فوائد اكفرها اعتراضات عليه
 هي باطلة كاذبة **واعلم** ان كتابه هذا البكار المن ليس محفوظاً عما موفيه
 من الاعطال والادها **فمنها ما** نقل من اسناد البيهقي تحت باب القراءات
 خلف الامام من ابكار المن بعد ورقتين من هذا الباب قال البكار قال البيهقي في
 كتاب القراءات **ص ١١٠** وقد غلط الوليد بن مسلم في اسناده فزادوا كما اخبرنا ابو عبد الله
 الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا ابو اسرة عبد الرحمن بن عوف الدمشقي
 نا الوليد بن عتبة حدثني غير واحد منهم سعيد بن عبد العزيز القوسي عن موهو
 قال **ابن النيهوي** هذا اسناد ناقص غير كامل فان لفظنا الوليد بن مسلم ورواه
 في الاسناد فاني قرأت كتاب القراءات البيهقي فاذا فيه ان الوليد بن عتبة نا الوليد

عن حماد ولم يقولوا فيه ثلاثا وقال البيهقي في المعرفة وقوله ادلتنا شاف وقم لبعض الروايات
 قال البيهقي هذه الأقوال كلها باطل عن سنن الصواب لان جماعة من اهل العلم والحفظ
 كفان عند احمد ووكيع عند ابن ابيه وابراهيم بن الحجاج وهدبة بن خالد وكمال بن
 طلحة عند الدار قطني وزيد بن هارون في رواية له كلها روية عن حماد بن سلمة
 وقالوا ادلتنا في **ثم قال البيهقي** في رواية حماد بن سلمة من الاضطراب من
 جملة السند بقوله ومن العجائب ما قاله ابن معين فيما حكى عنه البيهقي في المعرفة
 قال اخبرنا ابو عبد الله الحافظ قال حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب قال سمعت
 العباس بن محمد يقول سمعت يحيى بن معين وسئل عن حديث حماد بن سلمة حدث
 عاصم بن المنذر بن ابن الزبير فقال هذا اسناد فقيل له فان ابن علية لم يرفعه
 قال يحيى وان لم يحفظ ابن علية فالحديث حديث جيد الاسناد وهو احسن من حيث
 الوليد بن كثير يعني يحيى في قصة الماء لا يتخسسه شيء انتهى قال البيهقي كيف يكون
 هذا احسن من حديث الوليد مع انه مضطرب المتن جد او في رفعه نظر لانه لم يرفعه
 احد عن عاصم بن المنذر غير حماد بن سلمة وخالفه حماد بن زيد واسماعيل بن
 علية عن عاصم فرواية موقوفة كما هو عند الدار قطني وحماد بن سلمة وان روية
 مرفوعة لكنه مختلف فيه فقد رواه موقوف على ابن عمر عند الطحاوي في
 رواية له وحديث الوليد سأل عن الاضطراب في المتن وعن الاختلاف في الرفع
 والوقف قال صاحب **الابكار** ان ما قاله يحيى بن معين فليس من العجائب بل
 هو الظاهر فانه انما جعل حديث حماد بن سلمة احسن من حديث الوليد بن كثير من
 جهة الاسناد لان جملة المتن يدل عليه قوله هذا جيد الاسناد وقوله فالحديث جيد
 الاسناد قال **البيهقي** الظاهر ان ابن معين جعل حديث حماد بن
 سلمة احسن من حديث الوليد بن كثير من جهة المتن يدل عليه قوله وهو احسن
 من حديث الوليد بن كثير ولو كان مراده هو احسن من اسناد الوليد بن كثير كما قال
 صاحب **الابكار** فقال هكذا وهو احسن من حديث الوليد من جهة الاسناد فلما لم يقل
 هكذا بل قال بهذه الجملة الخبرية اعني هو احسن من حديث الوليد بن كثير فالظاهر
 انه جعل حديث حماد بن سلمة احسن من حديث الوليد من جهة المتن وقد قال
 البيهقي كيف يكون هذا احسن من حديث الوليد مع انه مضطرب المتن وفي
 رفعه نظر **ثم قال البيهقي** في الاضطراب من جهة المعنى فالقلة مشتركة

بين راس الرجل والجرة والقربة وغير ذلك ولم يثبت مقدارها فقال فالحاصل
 ان القلة لم يتعين معناها وان اريد بها الاواني والجرة والحاجية فلم يثبت مقدارها
 مع انها متفاوتة جدا قال صاحب **الابكار** قال الانه هي القلقل مختلفة في
 قري العرب وقلل حجر الكبرها وقال الخطابي قلل حجر مشهور في الصنعة معلوم المقدار
 والقلة لفظ مشترك وبعد عصرها الى احد معلوماها وهي الاواني تبقى متروكة بين
 الكبار والصغار والدليل على انها من الكبار جعل الشارح الحد مقدرا بعد دندل
 على انه اشار الى اكبرها لانه لا فائدة في تقديره بقلتين صغيرتين مع القدر
 على تقديره بواحدة قال **البيهقي** قال الشوكاني في نيل الاوطار متعبا على
 كلام الخطابي هذا ولا يخفى ما في هذا الكلام من التكلف والتعسف ثم قال البيهقي
 واما ما عساه من ان المراد بها قلل حجر لكنه استعمال العرب **حماد بن زيد** بغيرها
 وقال الطحاوي ان هاتين القلتين لم يبين لنا في هذه الاثار مقدارهما فلهذا يجوز
 ان يكون مقدارهما قلتين من قلل حجر كما ذكرتم ويحتمل ان تكون قلتين اريد
 بهما قلة الرجل وهي قامته فاريد اذا كان الماء قلتين اي قاتنتين لم يحل نجس الماء
 ولانه يكون بذلك في معنى الاثار قال **البيهقي** فالحاصل لكلامه ان عند
 البيهقي كما قلنا سابقا من الحديث مضطرب ولا اضطراب يورث الضعف ومع
 ذلك لم يبين مقدار القلتين ولم يثبت تحديدهما **ثم قال البيهقي** لا يخفى عليك
 ان غير واحد من العلماء نسبوا تصحيح حديث القلتين الى الطحاوي وقالوا انه
 قال خبر القلتين صحيح واسنادك ثابت وان لم تجد هذه العبارة ولا تصحيحه في كتابه
 معاني الآثار والله اعلم بالصواب قال صاحب **الابكار** كل من نسب تصحيح حديث
 القلتين الى الطحاوي لم يبين انه في اي كتاب صححه فعلى البيهقي ان يتبع كتابه الآخر
 قال **البيهقي** اذا قال البيهقي في لم تجد هذه العبارة ولا تصحيحه في معاني
 الآثار فهذا هو صاحب **الابكار** على ان الطحاوي قد صححه في الكتاب الفلاني
 مع ان البيهقي ينادي باعلى نداء وان لم تجد هذه العبارة في اخر فعلى صاحب **الابكار**
 ان يتفحص كتاب الطحاوي ثم يخبرنا انه صححه خبر القلتين في الكتاب الفلاني لكنه لم
 يفعل ذلك بل قال لكن ضعيف الطحاوي في معاني الآثار ما يدل على انه صحيح عنده
 وان لم يصحح في كتابه معاني الآثار ما بان حديث القلتين صحيح قال بن البيهقي
 هذا لا يجد بك نفع لان البيهقي رحمه الله تعالى تلفظ هكذا قالوا ان الطحاوي

قال خبر القلتين صحيح وسناد ثابت واني لم اجد هذه العبارة في معاني الآثار التي
قلت ولا شك ان هذه العبارة لم تليق في كتابه معاني الآثار ولا ادري انه في
اي كتاب صححه فمهما بحث في تصحيحه لا في صيغته واني وجدت **صحيح الآثار**
للطحاوي وهذا غير كتابه معاني الآثار وهذا قلبي لم يطبع الى الان فيما اعلم فلم
اجد فيه ايضا هذه العبارة وانما فيه هكذا او ما حديث القلتين لم يأت به مالك
ولا راى العمل عليه وهو حديث احاديث ارضه القياس اذ لا فرق فيه في مقدار
قلتين من ماء وما هو اقل من ذلك واكثر اذ لم يتغير باحل فيه من النجاسة استقى
كلامه في صحيح الآثار الذي هو اعد كتابه شرح معاني الآثار ثم ذكر النبی یقول
عبد الله بن عمر قال اذا بلغ الماء اربعين قلة لم ينجس قال رواه الدارقطني واسناد
صحيح قال صاحب **الابكار** قلت قول عبد الله بن عمر هذا ينفیه قول رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل الخبث فلا عبرة به قال **ابن النبی**
قد تقدم ان الذي في حديث ابن عمر مرفوعا اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث
ومع ذلك لم يمتن مقدار القلتين ولم يثبت تحديدهما فالعمل به متعذر رواية
اربعين قلة صحيحة موقوفة في حكم المرفوع اذ لا مدخل فيها القياس كما في البذل
وقال المارديني في الجوهر النقي بعد اساق الكلام فيما يدل على تعدد العمل به فظهر
بهذا جهالة مقدار القلتين فتعد العمل بهما.

باب سور الكلب

عن عطاء عن ابي هريرة انه كان اذا ولغ الكلب في الاناء امرأته وغسله ثلث
مرات رواه الدارقطني واخرون قال النبی ی اسناد صحيح وعنه عن ابي هريرة
قال اذا ولغ الكلب في الاناء امرأته ثم اغسله ثلث مرات رواه الدارقطني
قال النبی ی اسناد صحيح قال صاحب **الابكار** قلت ما فعل ابي هريرة و
قوله على عبد الملك بن ابي سليمان لم يروها غيره وله اوها م قال الحافظ في التقریب
صدوق له اوها م وقال الخزاز في الخلاصة قال احمد ثقة يحظى وقال الدارقطني
بعد روايته هذا موقوف ولم يروها هكذا اخبر عبد الملك عن عطاء استقى وقد
ثبت باسناد صحيح ان ابا هريرة افنى لغسل الاناء سبع مرات موافقا لحديثه

المرفوع قال **ابن النبی** نقلنا عن ابيه النبی ی ان عبد الملك بن ابي سليمان
من رجال مسلم وثقة غير واحد واما قوله وقد ثبت باسناد صحيح ان ابا هريرة افنى
بغسل الاناء سبع مرات موافقا لحديثه المرفوع ففيه وان سلم صحته فالجمع
حتم ان يقال افنى ابو هريرة مرة بثلاث غسلات وحرمة السبع بطريق النذب
ويؤيده ما رواه عبد الرزاق عن عطاء من قوله في الباب

باب نجاسة المني

ذكر فيه النبی ی عدة احاديث منها حديث عائشة رضي الله عنها قالت
كنت اغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخرج الى الصلوة واثر
الغسل في ثوبه بقعر الماء رواه الشيخان ثم قال النبی ی

باب ما يعارضه

عن ابن عباس انه قال في المني يصيب الثوب قال امطه عنك بعدوا اذ خروا
فانما هو بمنزلة المخاط او البصاق رواه البيهقي في المعرفة وصححه قال النبی ی هذا
اقوى الآثار من ذهب الى طهارة المني ولكنه لا يساوي الاخبار الصحيحة التي استدل
بها على نجاسة المني ومع ذلك يحتمل ان التشبيه في الانزال والتطهير في الطهارة
قال صاحب **الابكار** ما رواه النبی ی بانه يحتمل ان يكون التشبيه في الانزال
يرد ان الواجب ان يكون المشبه به اكمل واغنى من المشبه في وجه التشبيه وهما الامر
بالعكس قال **ابن النبی** ليس من الواجب ان يكون المشبه به اكمل واغنى من
المشبه في وجه التشبيه قال الله تعالى انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح والنبيين
من بعده

باب الحيض

ذكر النبی ی في هذا الباب حديث ام علقمة مولاة عائشة انها قالت كان النساء
يعتزن الى عائشة بالدرجة فيعزلن فيها الصبرة من دم الحيض يسألها عن

بصيغة التبريز والثالث ان هذا فعل صحابي ولعله كان مذهبا له اذ لم يعلم بحكمه او علمه ولكن شغله الاستمرار في هذه المناجات عن الالتفات اليه فلا يستقيم الاستدلال به على عدم نقص الموضوع واجاب صاحب عون المعبود عن جهالة عقيل بان التحقيق في مجهول العين اذ كان وثقه احد من ائمة الجرح والتعديل لم تقف جهالة استه في سرد العلامة خليل حمل في بذل المجهود بقوله نسبة التوثيق الى ابن حبان ليس بصحيح فانه لم يوثقه ولم يذكر احد انه وثقه لعدم ذكره في الثقات وذكره في الثقات لا يستلزم التوثيق الا ترى ان ابن حبان كثيرا ايدى الرواة في الثقات وهم ليسوا بثقات وكذا ذلك تصحيح الحديث من ابن حبان وابن خزيمة والحاكم ليس بتوثيق له عند الحديث بل المراد بالتوثيق هو الذي يكون صراحة واما قوله وذكر العلامة العيني في شرح الهداية حديث جابر بن عبد الله الخ ففيه ان الزيادة في هذا الخبر مبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فداها لهما الخ غلط لا يصح قال في احياء السنن واما نقل في عون المعبود عن شرح الهداية العيني من الزيادة في هذا الحديث الخ فخذ الزيادة له واقف عليها واظنه غلطا ونسخة ذلك الشرح المطبوعة في الهند مقبولة كثيرا فلا يعتمد على هذه الزيادة ثم قال صاحب البكار اعلم انه لا اختلاف في ان الدم الخارج من احد السبيلين ناقض للصوم انما الاختلاف في ان الدم الخارج من غير احد السبيلين هل ينقض الصوم ام لا فذهب كثير من اهل العلم الى انه لا ينقض الصوم سواء كان او غير سائل وذهب الحنفية الى ان الدم السائل ينقض الصوم وقال الامام البخاري في صحيحه بعد ذكر حديث جابر المذكور قال الحسن ما زال المسلمون يملكون في جراحتهم وقال طاووس ومحمد بن علي واهل الحجاز ليس في الدم وضوءه

قال ابو البهيوى معناه يملكون في جراحتهم من غير سيلان الدم والدليل عليه ما رواه ابن ابي شيبة في مصنفه عن هشام عن يونس عن الحسن انه كان لا يرى الوضوء من الدم الا ما كان سائلا وهذا الذي راوى عن الحسن باسناد صحيح هو مذهب الحنفية وحجة لهم على الخصم هذا ما اجاب به العيني في شرح البخاري واما قوله وقال طاووس ومحمد بن علي وعطاء واهل الحجاز ليس في الدم وضوء فقال العيني وهذا ليس بحجة لهم لانهم لا يرون العمل بفعل التابعي ولا هو حجة على الحنفية من وجهين الاول انه لا يدل على ان طاووسا كان يصلي والدم سائلا والثاني وان سلمنا ذلك فالمقول عن ابي حنيفة انه كان يقول اننا لعن رجالا ونحن رجال يراحمونا ونراهم

والمعنى ان احد منهم اذا اذى اجتهدا الى شئ لا يلزمنا اخذ به بل نجتهد كما اجتهد هو فما ادى اجتهدا الى علمنا به وتركنا اجتهدا لا نأخذ به العيني واعلم ان جميع ما ذكر في هذا الباب ليس بحجة على الحنفية فان كان من اقوال الصحابة نكل واحد له تاويل ومحمل صحيح وان كان من اقوال التابعين فليس عليهم ما ذكرنا عن ابي حنيفة الا ان استه في ذكر النيموي اثر ابن عمر انه كان اذا رجع فموضوعا ولم ينكح ثم رجع وبني على ما قد صلى قال رواه مالك واسناده صحيح قال صاحب البكار قلت وقال البخاري في صحيحه عصر ابن عمر بركة فخرج منها دم فموضوعا استه في قال ابو البهيوى نقل عن بذل المجهود فاجاب عنه ان الدم الخارج بالعصر لا ينقض الصوم عند الحنفية ايضا بالاتفاق لم يسئل فاذا سأل ففيه اختلا فبعضهم كصاحب الهداية وغيره قالوا بعدم نقص الموضوع فيه ايضا وبعضهم قالوا بالنقض وهو الاظهر فطلب الدم الذي يخرج من الفم يعتبر فيه الغلبة فان كان دما سائلا غلب على البزاق او سائلا ينقض والا فلا قال في الدرر المختار وينقضه دم ما لمع من جوف او فم غلب على بزق حكم الغالب او سائلا احتياط ولا ينقضه المغاوب بالبزاق استه في وقال العيني الدم الذي يخرج من الفم ان كان من جوفه فلا اعتبار للغلبة بالبزاق والدم والحكم بالغلبة له اصل راوى ابن ابي شيبة عن ابن سيرين انه سئل بما بزق فيقول لرجل انظر هل تغير الريق فان قال تغير بزق الثانية فان كان في الثانية متغيرا فانه يتوضأ وان لم يكن في الثانية متغيرا لم يتوضأ

باب الوضوء بمس الذكر

ذكر النيموي حديث بسرة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مس احدكم ذكره فليغتسل قال رواه مالك واخرون وصححه احمد والترمذي والذاهري قطعي وابيهقي وفي الباب احاديث اخر ثم ذكر النيموي حديث طلق بن علي قال قال رجل مسست ذكرى او قال رجل لمس ذكره في الصلوة اعليه وضوء فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا انها وضوءة هناك

أخرجه الخمسة وصححه ابن حبان والطبراني وابن حزم وقال ابن المديني هو أحسن من حديث بسرة انتهى قال في **الابكار** ان النيموي لم ينصف الى ان قال نعم قد انصف المكتوي شيخ النيموي في التعليق المجمل حيث قال الانصاف في هذا الحديث انه ان اختير طريق النسخ فالظاهر استساخ حديث طلق لا العكس وان اختير طريق الترجيح ففي احاديث النقض كثرة وقوة وان اختير طريق الجمع فالاولى ان يحمل الامر على الغزمية وعدم النقض على الضرورة انتهى قال **ابن البهيوي** ذكر القاضي ابو بكر بن العربي في شرح الترمذي بسند ١٤ انه اتفق بين ابن المديني وابن معين عند احمد بن حنبل في موسم الحج فتكلما في مسألة الباب فروى ابن المديني حديث ملازمه وروى ابن معين حديث بسرة فقال احمد كلا الحديثان صحيحان فتوجه الى الآثار فروى ابن معين اثر ابن عمر بن الخطاب بن مسعود فقال احمد الترجيح لاثار ابن مسعود كذا في النسرف الشاذي ثم ذكر النيموي اثاراً من الصحابة مرضى الله عنهم فقال عن الحسن بن عتبة عن خمسة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم علي بن ابي طالب وعبد الله بن مسعود وحنيفة بن اليمان وعمران بن حصين ورجل اخر اختلفوا الا يرون في مس الذكر وضوء قال سواد الطحاوي ورجاله ثقاً قال في **الابكار** قلت هذا الاثر ضعيف فانه منقطع لان الحسن البصري ليس له سماع من علي انتهى قال **ابن البهيوي** سماع الحسن من علي قد اشتهر النيموي بروايات عديدة في الجزء الثاني من اثار السنن تحت باب صلاة الكسوف فليرجع اليه فقلوله هذا الاثر ضعيف فانه منقطع مما لا يصح اليه وكيف فانه قال بنفسه في كتابه تحفة الاوادي شرح الترمذي من المجلد الثاني ٣٤ تحت باب ما جاء فيمن لا يجب عليه الحد واما اخرجه ابو يعلى فالظاهر صحته ثم قال فلا شك انه نفي صحيح في سماع الحسن من علي والله اعلم انتهى فيا للعجب كيف قال صاحب **الابكار** في التحفة خلاف ما قال هاهنا اللهم الا ان يقال انه راجع عما قاله في **الابكار** اني ما هو الصواب

باب وضوء من مس المرأة

ذكر النيموي في هذا الباب اثرين صحيحين ثم ذكر احاديث في ترك الوضوء

من مس المرأة **منها** ما رواه الشيخان عن عائشة رضي الله عنها قالت كنت انام بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجلاي في قبلي ثم اذا سجد غشيت في فقبضت رجلي فاذا قام بسطتها والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح **ومنها** ما رواه مسلم عن ابى هريرة عن عائشة رضي الله عنها قالت فقلت للنبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة من الغرائش فالتفته فوقع يدي على بطن قدميه وهو في المسجد وهما منصوبتان وهو يقول الحديث الخ قال **ابن البهيوي** قال الزيلعي وهذا الطريقان رواهما النسائي في سننه ويوب عليهما ترك الوضوء من مس الرجل امرأته بغير شهوة **ومنها** ما رواه ابن ماجة عن عطاء عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقبل بعض نساءه ثم يصلي ولا يتوضأ قال النيموي واسناده صحيح قال في **الابكار** كيف يكون اسناده صحيحا وفيه عبد الكريم الجزري وهو يروي هذا الحديث عن عطاء قال ابن ابي شيبة في الميزان قال ابن معين احاديثه عن عطاء روية انتهى ثم قال في **الابكار** فلم يبق في يدي النيموي حديث صحيح يدل على عدم نقض الوضوء لمس المرأة انتهى قال **ابن البهيوي** كما في الجوهر النعني قال عبد الحق بعد ذكره لهذا الحديث من جهة ابن ماجة لا اعلم له علة توجب تركه ولا اعلم فيه مع ما تقدم اكثر من قول ابن معين حديث عبد الكريم عن عطاء حديث امرؤي لانه غير محفوظ وانفراد الثقة بالحديث لا يضر وقال العلامة شمس الحق العظيم آبادي رحمه الله في شرحه غاية المقصود في حل سنن ابى داود قال ابن جرير وادى القولين في ذلك بالصواب قول من قال عني الله بقوله اولاً النساء الجناء دون غيرهن من معاني المس لصحة الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قبل بعض نساءه ثم صلى ولم يتوضأ انتهى وقال القاضي ابن رشد الاندلسي في كتابه هداية المجتهد ونفي قوم ايجاب الوضوء من مس النساء وهو مذاهب ابي حنيفة وكل سلف من الصحابة وقال صاحب **الابكار** نفسه في تحفة الاوادي شرح الترمذي قلت

قول من قال ان مس المرأة لا ينقض الوضوء هو الاقوى والاسراج
عندي وادله اعلم فمع قوله هذا كيف يقول صاحب الابكار هم هنا
لم يبق في يد النيهوي حديث صحيح يدل على عدم نقض الوضوء بمس
المرأة وهذا قوله باطل لصحة الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
انه قبل بعض نسائه ثم صلى ولم يتوضأ فالتفت ان صاحب الابكار رحمه
عما قاله في الابكار

باب التيمم

ذكر النيهوي احاديث منها حديث جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال التيمم ضربة
ضربة للوجه وضربة للذراعين الى المرفقين قال مرواه الدارقطني والحاكم وصححه
قال قال الدارقطني بعد اخرجه رجاله كلهم ثقات والصواب موقوف وقال الحاكم
بعد ما اخرجه صحيح الاسناد وله خبر جاهد قال العيني واخرجه البيهقي ايضا من حديث اسحق
الحري وقال هذا اسناد صحيح وقال ابن هبى ايضا اسناد صحيح وقال الحافظ ابن حجر في الدرر
واخرجه الدارقطني والحاكم بخود حديث ابن عمر المذكور من حديث جابر باسناد صحيح
(نقح) كلامه قال صاحب الابكار قلت حديث جابر هذا مرواه عنه ابو الزبير المكي وهو
مدلس مروايته عنه عند الدارقطني بالنعنة فان كانت روايته عنه عند الحاكم بالتحديث
فكون اسناد الحديث حسنا او صحيحا مسلما وان كانت بالنعنة كما هي عند الدارقطني ففي صحيح
الحاكم وغيره وتحسين الحافظ نظر ظاهر انتهى قال **ابن النيهوي** تبين من كلامه
هذا ان صاحب الابكار لم يظفر بكتاب الحاكم يسمى بالمستدرک وهذا احد الكتب التي
قد كانت نادرة الوجود في عصر النيهوي ومع ذلك ظفر به النيهوي كما يظهر من ايراد
اسانيد الحاكم في مواضع من تعليقات اثار السنن لكن الآن قد طبع في حيدرآباد بالهند

له قوله راجع عما قاله الخ قال من هو مقتداه العلامة صدق بن حسن بن علي في كتابه المقالة
الفصحة في الوصية والفتحة بالفارسية صفة ٤٨٠ اية در آخره ايت است الآخر فالآخر
هنا را قول صحيح مستند بايد انگاشت و آنچه در اول او اكل است حسابي از ان نمی توان بوداشت
انتهی فوف ان گوید کتاب مذکور در ٩٨ مطبوع شده است ١٢

مستدرک الحاكم وشاع في الافاق وكذلك يظفر صاحب الابكار بمسند عبد الرزاق كما بان
من قوله فان كان مروايته عنه عند عبد الرزاق بالتحديث فيها والاسانيد هذه الاثر
ضعيف قاله في باب اجاء في الاسفار دون اثر ابن مسعود بخلاف النيهوي فانه رأى
مسند عبد الرزاق كما يظهر من ايراد اسناد في الجزء الثاني من هذا الكتاب في صفحة
٦٣ و ٦٢ و ١٠٤ و ١٠٥ و ١٠٦ و ١٠٧ و ١٠٨ و ١٠٩ و ١١٠ و ١١١ و ١١٢ و ١١٣ و ١١٤ و ١١٥ و ١١٦ و ١١٧ و ١١٨ و ١١٩ و ١٢٠ و ١٢١ و ١٢٢ و ١٢٣ و ١٢٤ و ١٢٥ و ١٢٦ و ١٢٧ و ١٢٨ و ١٢٩ و ١٣٠ و ١٣١ و ١٣٢ و ١٣٣ و ١٣٤ و ١٣٥ و ١٣٦ و ١٣٧ و ١٣٨ و ١٣٩ و ١٤٠ و ١٤١ و ١٤٢ و ١٤٣ و ١٤٤ و ١٤٥ و ١٤٦ و ١٤٧ و ١٤٨ و ١٤٩ و ١٥٠ و ١٥١ و ١٥٢ و ١٥٣ و ١٥٤ و ١٥٥ و ١٥٦ و ١٥٧ و ١٥٨ و ١٥٩ و ١٦٠ و ١٦١ و ١٦٢ و ١٦٣ و ١٦٤ و ١٦٥ و ١٦٦ و ١٦٧ و ١٦٨ و ١٦٩ و ١٧٠ و ١٧١ و ١٧٢ و ١٧٣ و ١٧٤ و ١٧٥ و ١٧٦ و ١٧٧ و ١٧٨ و ١٧٩ و ١٨٠ و ١٨١ و ١٨٢ و ١٨٣ و ١٨٤ و ١٨٥ و ١٨٦ و ١٨٧ و ١٨٨ و ١٨٩ و ١٩٠ و ١٩١ و ١٩٢ و ١٩٣ و ١٩٤ و ١٩٥ و ١٩٦ و ١٩٧ و ١٩٨ و ١٩٩ و ٢٠٠ و ٢٠١ و ٢٠٢ و ٢٠٣ و ٢٠٤ و ٢٠٥ و ٢٠٦ و ٢٠٧ و ٢٠٨ و ٢٠٩ و ٢١٠ و ٢١١ و ٢١٢ و ٢١٣ و ٢١٤ و ٢١٥ و ٢١٦ و ٢١٧ و ٢١٨ و ٢١٩ و ٢٢٠ و ٢٢١ و ٢٢٢ و ٢٢٣ و ٢٢٤ و ٢٢٥ و ٢٢٦ و ٢٢٧ و ٢٢٨ و ٢٢٩ و ٢٣٠ و ٢٣١ و ٢٣٢ و ٢٣٣ و ٢٣٤ و ٢٣٥ و ٢٣٦ و ٢٣٧ و ٢٣٨ و ٢٣٩ و ٢٤٠ و ٢٤١ و ٢٤٢ و ٢٤٣ و ٢٤٤ و ٢٤٥ و ٢٤٦ و ٢٤٧ و ٢٤٨ و ٢٤٩ و ٢٥٠ و ٢٥١ و ٢٥٢ و ٢٥٣ و ٢٥٤ و ٢٥٥ و ٢٥٦ و ٢٥٧ و ٢٥٨ و ٢٥٩ و ٢٦٠ و ٢٦١ و ٢٦٢ و ٢٦٣ و ٢٦٤ و ٢٦٥ و ٢٦٦ و ٢٦٧ و ٢٦٨ و ٢٦٩ و ٢٧٠ و ٢٧١ و ٢٧٢ و ٢٧٣ و ٢٧٤ و ٢٧٥ و ٢٧٦ و ٢٧٧ و ٢٧٨ و ٢٧٩ و ٢٨٠ و ٢٨١ و ٢٨٢ و ٢٨٣ و ٢٨٤ و ٢٨٥ و ٢٨٦ و ٢٨٧ و ٢٨٨ و ٢٨٩ و ٢٩٠ و ٢٩١ و ٢٩٢ و ٢٩٣ و ٢٩٤ و ٢٩٥ و ٢٩٦ و ٢٩٧ و ٢٩٨ و ٢٩٩ و ٣٠٠ و ٣٠١ و ٣٠٢ و ٣٠٣ و ٣٠٤ و ٣٠٥ و ٣٠٦ و ٣٠٧ و ٣٠٨ و ٣٠٩ و ٣١٠ و ٣١١ و ٣١٢ و ٣١٣ و ٣١٤ و ٣١٥ و ٣١٦ و ٣١٧ و ٣١٨ و ٣١٩ و ٣٢٠ و ٣٢١ و ٣٢٢ و ٣٢٣ و ٣٢٤ و ٣٢٥ و ٣٢٦ و ٣٢٧ و ٣٢٨ و ٣٢٩ و ٣٣٠ و ٣٣١ و ٣٣٢ و ٣٣٣ و ٣٣٤ و ٣٣٥ و ٣٣٦ و ٣٣٧ و ٣٣٨ و ٣٣٩ و ٣٤٠ و ٣٤١ و ٣٤٢ و ٣٤٣ و ٣٤٤ و ٣٤٥ و ٣٤٦ و ٣٤٧ و ٣٤٨ و ٣٤٩ و ٣٥٠ و ٣٥١ و ٣٥٢ و ٣٥٣ و ٣٥٤ و ٣٥٥ و ٣٥٦ و ٣٥٧ و ٣٥٨ و ٣٥٩ و ٣٦٠ و ٣٦١ و ٣٦٢ و ٣٦٣ و ٣٦٤ و ٣٦٥ و ٣٦٦ و ٣٦٧ و ٣٦٨ و ٣٦٩ و ٣٧٠ و ٣٧١ و ٣٧٢ و ٣٧٣ و ٣٧٤ و ٣٧٥ و ٣٧٦ و ٣٧٧ و ٣٧٨ و ٣٧٩ و ٣٨٠ و ٣٨١ و ٣٨٢ و ٣٨٣ و ٣٨٤ و ٣٨٥ و ٣٨٦ و ٣٨٧ و ٣٨٨ و ٣٨٩ و ٣٩٠ و ٣٩١ و ٣٩٢ و ٣٩٣ و ٣٩٤ و ٣٩٥ و ٣٩٦ و ٣٩٧ و ٣٩٨ و ٣٩٩ و ٤٠٠ و ٤٠١ و ٤٠٢ و ٤٠٣ و ٤٠٤ و ٤٠٥ و ٤٠٦ و ٤٠٧ و ٤٠٨ و ٤٠٩ و ٤١٠ و ٤١١ و ٤١٢ و ٤١٣ و ٤١٤ و ٤١٥ و ٤١٦ و ٤١٧ و ٤١٨ و ٤١٩ و ٤٢٠ و ٤٢١ و ٤٢٢ و ٤٢٣ و ٤٢٤ و ٤٢٥ و ٤٢٦ و ٤٢٧ و ٤٢٨ و ٤٢٩ و ٤٣٠ و ٤٣١ و ٤٣٢ و ٤٣٣ و ٤٣٤ و ٤٣٥ و ٤٣٦ و ٤٣٧ و ٤٣٨ و ٤٣٩ و ٤٤٠ و ٤٤١ و ٤٤٢ و ٤٤٣ و ٤٤٤ و ٤٤٥ و ٤٤٦ و ٤٤٧ و ٤٤٨ و ٤٤٩ و ٤٥٠ و ٤٥١ و ٤٥٢ و ٤٥٣ و ٤٥٤ و ٤٥٥ و ٤٥٦ و ٤٥٧ و ٤٥٨ و ٤٥٩ و ٤٦٠ و ٤٦١ و ٤٦٢ و ٤٦٣ و ٤٦٤ و ٤٦٥ و ٤٦٦ و ٤٦٧ و ٤٦٨ و ٤٦٩ و ٤٧٠ و ٤٧١ و ٤٧٢ و ٤٧٣ و ٤٧٤ و ٤٧٥ و ٤٧٦ و ٤٧٧ و ٤٧٨ و ٤٧٩ و ٤٨٠ و ٤٨١ و ٤٨٢ و ٤٨٣ و ٤٨٤ و ٤٨٥ و ٤٨٦ و ٤٨٧ و ٤٨٨ و ٤٨٩ و ٤٩٠ و ٤٩١ و ٤٩٢ و ٤٩٣ و ٤٩٤ و ٤٩٥ و ٤٩٦ و ٤٩٧ و ٤٩٨ و ٤٩٩ و ٥٠٠ و ٥٠١ و ٥٠٢ و ٥٠٣ و ٥٠٤ و ٥٠٥ و ٥٠٦ و ٥٠٧ و ٥٠٨ و ٥٠٩ و ٥١٠ و ٥١١ و ٥١٢ و ٥١٣ و ٥١٤ و ٥١٥ و ٥١٦ و ٥١٧ و ٥١٨ و ٥١٩ و ٥٢٠ و ٥٢١ و ٥٢٢ و ٥٢٣ و ٥٢٤ و ٥٢٥ و ٥٢٦ و ٥٢٧ و ٥٢٨ و ٥٢٩ و ٥٣٠ و ٥٣١ و ٥٣٢ و ٥٣٣ و ٥٣٤ و ٥٣٥ و ٥٣٦ و ٥٣٧ و ٥٣٨ و ٥٣٩ و ٥٤٠ و ٥٤١ و ٥٤٢ و ٥٤٣ و ٥٤٤ و ٥٤٥ و ٥٤٦ و ٥٤٧ و ٥٤٨ و ٥٤٩ و ٥٥٠ و ٥٥١ و ٥٥٢ و ٥٥٣ و ٥٥٤ و ٥٥٥ و ٥٥٦ و ٥٥٧ و ٥٥٨ و ٥٥٩ و ٥٦٠ و ٥٦١ و ٥٦٢ و ٥٦٣ و ٥٦٤ و ٥٦٥ و ٥٦٦ و ٥٦٧ و ٥٦٨ و ٥٦٩ و ٥٧٠ و ٥٧١ و ٥٧٢ و ٥٧٣ و ٥٧٤ و ٥٧٥ و ٥٧٦ و ٥٧٧ و ٥٧٨ و ٥٧٩ و ٥٨٠ و ٥٨١ و ٥٨٢ و ٥٨٣ و ٥٨٤ و ٥٨٥ و ٥٨٦ و ٥٨٧ و ٥٨٨ و ٥٨٩ و ٥٩٠ و ٥٩١ و ٥٩٢ و ٥٩٣ و ٥٩٤ و ٥٩٥ و ٥٩٦ و ٥٩٧ و ٥٩٨ و ٥٩٩ و ٦٠٠ و ٦٠١ و ٦٠٢ و ٦٠٣ و ٦٠٤ و ٦٠٥ و ٦٠٦ و ٦٠٧ و ٦٠٨ و ٦٠٩ و ٦١٠ و ٦١١ و ٦١٢ و ٦١٣ و ٦١٤ و ٦١٥ و ٦١٦ و ٦١٧ و ٦١٨ و ٦١٩ و ٦٢٠ و ٦٢١ و ٦٢٢ و ٦٢٣ و ٦٢٤ و ٦٢٥ و ٦٢٦ و ٦٢٧ و ٦٢٨ و ٦٢٩ و ٦٣٠ و ٦٣١ و ٦٣٢ و ٦٣٣ و ٦٣٤ و ٦٣٥ و ٦٣٦ و ٦٣٧ و ٦٣٨ و ٦٣٩ و ٦٤٠ و ٦٤١ و ٦٤٢ و ٦٤٣ و ٦٤٤ و ٦٤٥ و ٦٤٦ و ٦٤٧ و ٦٤٨ و ٦٤٩ و ٦٥٠ و ٦٥١ و ٦٥٢ و ٦٥٣ و ٦٥٤ و ٦٥٥ و ٦٥٦ و ٦٥٧ و ٦٥٨ و ٦٥٩ و ٦٦٠ و ٦٦١ و ٦٦٢ و ٦٦٣ و ٦٦٤ و ٦٦٥ و ٦٦٦ و ٦٦٧ و ٦٦٨ و ٦٦٩ و ٦٧٠ و ٦٧١ و ٦٧٢ و ٦٧٣ و ٦٧٤ و ٦٧٥ و ٦٧٦ و ٦٧٧ و ٦٧٨ و ٦٧٩ و ٦٨٠ و ٦٨١ و ٦٨٢ و ٦٨٣ و ٦٨٤ و ٦٨٥ و ٦٨٦ و ٦٨٧ و ٦٨٨ و ٦٨٩ و ٦٩٠ و ٦٩١ و ٦٩٢ و ٦٩٣ و ٦٩٤ و ٦٩٥ و ٦٩٦ و ٦٩٧ و ٦٩٨ و ٦٩٩ و ٧٠٠ و ٧٠١ و ٧٠٢ و ٧٠٣ و ٧٠٤ و ٧٠٥ و ٧٠٦ و ٧٠٧ و ٧٠٨ و ٧٠٩ و ٧١٠ و ٧١١ و ٧١٢ و ٧١٣ و ٧١٤ و ٧١٥ و ٧١٦ و ٧١٧ و ٧١٨ و ٧١٩ و ٧٢٠ و ٧٢١ و ٧٢٢ و ٧٢٣ و ٧٢٤ و ٧٢٥ و ٧٢٦ و ٧٢٧ و ٧٢٨ و ٧٢٩ و ٧٣٠ و ٧٣١ و ٧٣٢ و ٧٣٣ و ٧٣٤ و ٧٣٥ و ٧٣٦ و ٧٣٧ و ٧٣٨ و ٧٣٩ و ٧٤٠ و ٧٤١ و ٧٤٢ و ٧٤٣ و ٧٤٤ و ٧٤٥ و ٧٤٦ و ٧٤٧ و ٧٤٨ و ٧٤٩ و ٧٥٠ و ٧٥١ و ٧٥٢ و ٧٥٣ و ٧٥٤ و ٧٥٥ و ٧٥٦ و ٧٥٧ و ٧٥٨ و ٧٥٩ و ٧٦٠ و ٧٦١ و ٧٦٢ و ٧٦٣ و ٧٦٤ و ٧٦٥ و ٧٦٦ و ٧٦٧ و ٧٦٨ و ٧٦٩ و ٧٧٠ و ٧٧١ و ٧٧٢ و ٧٧٣ و ٧٧٤ و ٧٧٥ و ٧٧٦ و ٧٧٧ و ٧٧٨ و ٧٧٩ و ٧٨٠ و ٧٨١ و ٧٨٢ و ٧٨٣ و ٧٨٤ و ٧٨٥ و ٧٨٦ و ٧٨٧ و ٧٨٨ و ٧٨٩ و ٧٩٠ و ٧٩١ و ٧٩٢ و ٧٩٣ و ٧٩٤ و ٧٩٥ و ٧٩٦ و ٧٩٧ و ٧٩٨ و ٧٩٩ و ٨٠٠ و ٨٠١ و ٨٠٢ و ٨٠٣ و ٨٠٤ و ٨٠٥ و ٨٠٦ و ٨٠٧ و ٨٠٨ و ٨٠٩ و ٨١٠ و ٨١١ و ٨١٢ و ٨١٣ و ٨١٤ و ٨١٥ و ٨١٦ و ٨١٧ و ٨١٨ و ٨١٩ و ٨٢٠ و ٨٢١ و ٨٢٢ و ٨٢٣ و ٨٢٤ و ٨٢٥ و ٨٢٦ و ٨٢٧ و ٨٢٨ و ٨٢٩ و ٨٣٠ و ٨٣١ و ٨٣٢ و ٨٣٣ و ٨٣٤ و ٨٣٥ و ٨٣٦ و ٨٣٧ و ٨٣٨ و ٨٣٩ و ٨٤٠ و ٨٤١ و ٨٤٢ و ٨٤٣ و ٨٤٤ و ٨٤٥ و ٨٤٦ و ٨٤٧ و ٨٤٨ و ٨٤٩ و ٨٥٠ و ٨٥١ و ٨٥٢ و ٨٥٣ و ٨٥٤ و ٨٥٥ و ٨٥٦ و ٨٥٧ و ٨٥٨ و ٨٥٩ و ٨٦٠ و ٨٦١ و ٨٦٢ و ٨٦٣ و ٨٦٤ و ٨٦٥ و ٨٦٦ و ٨٦٧ و ٨٦٨ و ٨٦٩ و ٨٧٠ و ٨٧١ و ٨٧٢ و ٨٧٣ و ٨٧٤ و ٨٧٥ و ٨٧٦ و ٨٧٧ و ٨٧٨ و ٨٧٩ و ٨٨٠ و ٨٨١ و ٨٨٢ و ٨٨٣ و ٨٨٤ و ٨٨٥ و ٨٨٦ و ٨٨٧ و ٨٨٨ و ٨٨٩ و ٨٩٠ و ٨٩١ و ٨٩٢ و ٨٩٣ و ٨٩٤ و ٨٩٥ و ٨٩٦ و ٨٩٧ و ٨٩٨ و ٨٩٩ و ٩٠٠ و ٩٠١ و ٩٠٢ و ٩٠٣ و ٩٠٤ و ٩٠٥ و ٩٠٦ و ٩٠٧ و ٩٠٨ و ٩٠٩ و ٩١٠ و ٩١١ و ٩١٢ و ٩١٣ و ٩١٤ و ٩١٥ و ٩١٦ و ٩١٧ و ٩١٨ و ٩١٩ و ٩٢٠ و ٩٢١ و ٩٢٢ و ٩٢٣ و ٩٢٤ و ٩٢٥ و ٩٢٦ و ٩٢٧ و ٩٢٨ و ٩٢٩ و ٩٣٠ و ٩٣١ و ٩٣٢ و ٩٣٣ و ٩٣٤ و ٩٣٥ و ٩٣٦ و ٩٣٧ و ٩٣٨ و ٩٣٩ و ٩٤٠ و ٩٤١ و ٩٤٢ و ٩٤٣ و ٩٤٤ و ٩٤٥ و ٩٤٦ و ٩٤٧ و ٩٤٨ و ٩٤٩ و ٩٥٠ و ٩٥١ و ٩٥٢ و ٩٥٣ و ٩٥٤ و ٩٥٥ و ٩٥٦ و ٩٥٧ و ٩٥٨ و ٩٥٩ و ٩٦٠ و ٩٦١ و ٩٦٢ و ٩٦٣ و ٩٦٤ و ٩٦٥ و ٩٦٦ و ٩٦٧ و ٩٦٨ و ٩٦٩ و ٩٧٠ و ٩٧١ و ٩٧٢ و ٩٧٣ و ٩٧٤ و ٩٧٥ و ٩٧٦ و ٩٧٧ و ٩٧٨ و ٩٧٩ و ٩٨٠ و ٩٨١ و ٩٨٢ و ٩٨٣ و ٩٨٤ و ٩٨٥ و ٩٨٦ و ٩٨٧ و ٩٨٨ و ٩٨٩ و ٩٩٠ و ٩٩١ و ٩٩٢ و ٩٩٣ و ٩٩٤ و ٩٩٥ و ٩٩٦ و ٩٩٧ و ٩٩٨ و ٩٩٩ و ١٠٠٠ و ١٠٠١ و ١٠٠٢ و ١٠٠٣ و ١٠٠٤ و ١٠٠٥ و ١٠٠٦ و ١٠٠٧ و ١٠٠٨ و ١٠٠٩ و ١٠١٠ و ١٠١١ و ١٠١٢ و ١٠١٣ و ١٠١٤ و ١٠١٥ و ١٠١٦ و ١٠١٧ و ١٠١٨ و ١٠١٩ و ١٠٢٠ و ١٠٢١ و ١٠٢٢ و ١٠٢٣ و ١٠٢٤ و ١٠٢٥ و ١٠٢٦ و ١٠٢٧ و ١٠٢٨ و ١٠٢٩ و ١٠٣٠ و ١٠٣١ و ١٠٣٢ و ١٠٣٣ و ١٠٣٤ و ١٠٣٥ و ١٠٣٦ و ١٠٣٧ و ١٠٣٨ و ١٠٣٩ و ١٠٤٠ و ١٠٤١ و ١٠٤٢ و ١٠٤٣ و ١٠٤٤ و ١٠٤٥ و ١٠٤٦ و ١٠٤٧ و ١٠٤٨ و ١٠٤٩ و ١٠٥٠ و ١٠٥١ و ١٠٥٢ و ١٠٥٣ و ١٠٥٤ و ١٠٥٥ و ١٠٥٦ و ١٠٥٧ و ١٠٥٨ و ١٠٥٩ و ١٠٦٠ و ١٠٦١ و ١٠٦٢ و ١٠٦٣ و ١٠٦٤ و ١٠٦٥ و ١٠٦٦ و ١٠٦٧ و ١٠٦٨ و ١٠٦٩ و ١٠٧٠ و ١٠٧١ و ١٠٧٢ و ١٠٧٣ و ١٠٧٤ و ١٠٧٥ و ١٠٧٦ و ١٠٧٧ و ١٠٧٨ و ١٠٧٩ و ١٠٨٠ و ١٠٨١ و ١٠٨٢ و ١٠٨٣ و ١٠٨٤ و ١٠٨٥ و ١٠٨٦ و ١٠٨٧ و ١٠٨٨ و ١٠٨٩ و ١٠٩٠ و ١٠٩١ و ١٠٩٢ و ١٠٩٣ و ١٠٩٤ و ١٠٩٥ و ١٠٩٦ و ١٠٩٧ و ١٠٩٨ و ١٠٩٩ و ١١٠٠ و ١١٠١ و ١١٠٢ و ١١٠٣ و ١١٠٤ و ١١٠٥ و ١١٠٦ و ١١٠٧ و ١١٠٨ و ١١٠٩ و ١١١٠ و ١١١١ و ١١١٢ و ١١١٣ و ١١١٤ و ١١١٥ و ١١١٦ و ١١١٧ و ١١١٨ و ١١١٩ و ١١٢٠ و ١١٢١ و ١١٢٢ و ١١٢٣ و ١١٢٤ و ١١٢٥ و ١١٢٦ و ١١٢٧ و ١١٢٨ و ١١٢٩ و ١١٣٠ و ١١٣١ و ١١٣٢ و ١١٣٣ و ١١٣٤ و ١١٣٥ و ١١٣٦ و ١١٣٧ و ١١٣٨ و ١١٣٩ و ١١٤٠ و ١١٤١ و ١١٤٢ و ١١٤٣ و ١١٤٤ و ١١٤٥ و ١١٤٦ و ١١٤٧ و ١١٤٨ و ١١٤٩ و ١١٥٠ و ١١٥١ و ١١٥٢ و ١١٥٣ و ١١٥٤ و ١١٥٥ و ١١٥٦ و ١١٥٧ و ١١٥٨ و ١١٥٩ و ١١٦٠ و ١١٦١ و ١١٦٢ و ١١٦٣ و ١١٦٤ و ١١٦٥ و ١١٦٦ و ١١٦٧ و ١١٦٨ و ١١٦٩ و ١١٧٠ و ١١٧١ و ١١٧٢ و ١١٧٣ و ١١٧٤ و ١١٧٥ و ١١٧٦ و ١١٧٧ و ١١٧٨ و ١١٧٩ و ١١٨٠ و ١١٨١ و ١١٨٢ و ١١٨٣ و ١١٨٤ و ١١٨٥ و ١١٨٦ و ١١٨٧ و ١١٨٨ و ١١٨٩ و ١١٩٠ و ١١٩١ و ١١٩٢ و ١١٩٣ و ١١٩٤ و ١١٩٥ و ١١٩٦ و ١١٩٧ و ١١٩٨ و ١١٩٩ و ١٢٠٠ و ١٢٠١ و ١٢٠٢ و ١٢٠٣ و ١٢٠٤ و ١٢٠٥ و ١٢٠٦ و ١٢٠٧ و ١٢٠٨ و ١٢٠٩ و ١٢١٠ و ١٢١١ و ١٢١٢ و ١٢١٣ و ١٢١٤ و ١٢١٥ و ١٢١٦ و ١٢١٧ و ١٢١٨ و ١٢١٩ و ١٢٢٠ و ١٢٢١ و ١٢٢٢ و ١٢٢٣ و ١٢٢٤ و ١٢٢٥ و ١٢٢٦ و ١٢٢٧ و ١٢٢٨ و ١٢٢٩ و ١٢٣٠ و ١٢٣١ و ١٢٣٢ و ١٢٣٣ و ١٢٣٤ و ١٢٣٥ و ١٢٣٦ و ١٢٣٧ و ١٢٣٨ و ١٢٣٩ و ١٢٤٠ و ١٢٤١ و ١٢٤٢ و ١٢٤٣ و ١٢٤٤ و ١٢٤٥ و ١٢٤٦ و ١٢٤٧ و ١٢٤٨ و ١٢٤٩ و ١٢٥٠ و ١٢٥١ و ١٢٥٢ و ١٢٥٣ و ١٢٥٤ و ١٢٥٥ و ١٢٥٦ و ١٢٥٧ و ١٢٥٨ و ١٢٥٩ و ١٢٦٠ و ١٢٦١ و ١٢٦٢ و ١٢٦٣ و ١٢٦٤ و ١٢٦٥ و ١٢٦٦ و ١٢٦٧ و ١٢٦٨ و ١٢٦٩ و ١٢٧٠ و ١٢٧١ و ١٢٧٢ و ١٢٧٣ و ١٢٧٤ و ١٢٧٥ و ١٢٧٦ و ١٢٧٧ و ١٢٧٨ و ١٢٧٩ و ١٢٨٠ و ١٢٨١ و ١٢٨٢ و ١٢٨٣ و ١٢٨٤ و ١٢٨٥ و ١٢٨٦ و ١٢٨٧ و ١٢٨٨ و ١٢٨٩ و ١٢٩٠ و ١٢٩١ و ١٢٩٢ و ١٢٩٣ و ١٢٩٤ و ١٢٩٥ و ١٢٩٦ و ١٢٩٧ و ١٢٩٨ و ١٢٩٩ و ١٣٠٠ و ١٣٠١ و ١٣٠٢ و ١٣٠٣ و ١٣٠٤ و ١٣٠٥ و ١٣٠٦ و ١٣٠٧ و ١٣٠٨ و ١٣٠٩ و ١٣١٠ و ١٣١١ و ١٣١٢ و ١٣١٣ و ١٣١٤ و ١٣١٥ و ١٣١٦ و ١٣١٧ و ١٣١٨ و ١٣١٩ و ١٣٢٠ و ١٣٢١ و ١٣٢٢ و ١٣٢٣ و ١٣٢٤ و ١٣٢٥ و ١٣٢٦ و ١٣٢٧ و ١٣٢٨ و ١٣٢٩ و ١٣٣٠ و ١٣٣١ و ١٣٣٢ و ١٣٣٣ و ١٣٣٤ و ١٣٣٥ و ١٣٣٦ و ١٣٣٧ و ١٣٣٨ و ١٣٣٩ و ١٣٤٠ و ١٣٤١ و ١٣٤٢ و ١٣٤٣ و ١٣٤٤ و ١٣٤٥ و ١٣٤٦ و ١٣٤٧ و ١٣٤٨ و ١٣٤٩ و ١٣٥٠ و ١٣٥١ و ١٣٥٢ و ١٣٥٣ و ١٣٥٤ و ١٣٥٥ و ١٣٥٦ و ١٣٥٧ و ١٣٥٨ و ١٣٥٩ و ١٣٦٠ و ١٣٦١ و ١٣٦٢ و ١٣٦٣ و ١٣٦٤ و ١٣٦٥ و ١٣٦٦ و ١٣٦٧ و ١٣٦٨ و ١٣٦٩ و ١٣٧٠ و ١٣٧١ و ١٣٧٢ و ١٣٧٣ و ١٣٧٤ و ١٣٧٥ و ١٣٧٦ و ١٣٧٧ و ١٣٧٨ و ١٣٧٩ و ١٣٨٠ و ١٣٨١ و ١٣٨٢ و ١٣٨٣ و ١٣٨٤ و ١٣٨٥ و ١٣٨٦ و ١٣٨٧ و ١٣٨٨ و ١٣٨٩ و ١٣٩٠ و ١٣٩١ و ١٣٩٢ و ١٣٩٣ و ١٣٩٤ و ١٣٩٥ و ١٣٩٦ و ١٣٩٧ و ١٣٩٨ و ١٣٩٩ و ١٤٠٠ و ١٤٠١ و ١٤٠٢ و ١٤٠٣ و ١٤٠٤ و ١٤٠٥ و ١٤٠٦ و ١٤٠٧ و ١٤٠٨ و ١٤٠٩ و ١٤١٠ و ١٤١١ و ١٤١٢ و ١٤١٣ و ١٤١٤ و ١٤١٥ و ١٤١٦ و ١٤١٧ و ١٤١٨ و ١٤١٩ و ١٤٢٠ و ١٤٢١ و ١٤٢٢ و ١٤٢٣ و ١٤٢٤ و ١٤٢٥ و ١٤٢٦ و ١٤٢

ابن كثير وابن جرير والنوري وابن عينة وشرايف وهشيم في الصحيحين وغيرها
من هو ارفع الحديث الكثير ليس فيه القصر بحسب السماع وبعض الائمة حمل ذلك على ان
الشيخين اطلعا على سماع الواحد كذلك الحديث الذي اخرج بلفظ **عن** ونحوها من
شيخه وفيه نظر بل لظاهر ذلك لبعض المتقدمين انما من الاسباب ونحوها من توقف
فيه فيهم جماعة فله يحتملوا الا باصراحه فيه بالسماع وقبلهم اخرون كالطبقة التي قبلها
لاحد الاسباب لمقدمة كالحسن وقادة وابي اسحق السبكي وابي الزبير المكي وابي سفيان طحطا
بن نافع وعبد الملك بن عمرو والجماع من الفقهاء على انه لا يحتمل شي من حد يقيم الاجماع
فيه بالسماع لغلبة تدليسهم وكثرة عن الضعفاء والمجهولين كابن اسحق وبقيته وحجاج
اسطرة وجابر الجعفي والوليد بن مسلم وسويد بن سعيد فلو اذعن الذين تحكموا على ما روي
بلفظ **عن** بحكم الرسل وامامهم من قد ضعف بامر اخر غير التدليس فمردود بشتم به
لاوجه له اذ لو صرح بالتحديث لم يكن محتجبا به كابي جناب الكلبي وابي سعيد البقال ونحوها
فليعلم ذلك وهذا كله في تدليس الراوي بانه لم يستعمله اصلا بطريق فاما تدليس الاجازة
والمناولة والواجدة باطلا في اخبرنا فلم يعد كائمة هذا الفن في هذا الباب بل هو
امام حكوم له بالانقطاع او يحد منتملا استحق كلاما لحلي تلخيصا وقال الحافظ ابن حجر
في طبقات المدلسين ومنهم من راد حد يقيم مطلقا ومنهم من قبلهم كابي الزبير
المكي استحق كلامه وقال الشيخ الدهلوي في مقدمة شرح المشكوة وقد ذهب الجمهور
الى قبول تدليس من عرف انه لا يدل على الاعن ثقة كابن عينة والى راد من كان يدلس
عن الضعفاء وغيرهم حتى ينص على سماعه بقوله سمعت او حدثنا والباعث على التدليس
قد يكون لبعض الناس غرض فاسد مثل اخفاء الشيخ لصغر سنه وعدم شهرته وجاهاه
من الناس والذي قد وقع من بعض الاكابر ليس مثل هذا بل من جهة وثوقهم لصحة الحديث
استحق وقال مولانا المشفي عليم الاحسان في حواشي السعدى على الشيخ الدهلوي ان ما
قاله عن ان الذي وقع من بعض الاكابر مثاله كالحسن والدخعي والاعمش والنوري وابن
عينة وغيرهم وقال هو في حواشيه المذكورة ان اكابر الذين فعلوا ذلك ما فعلوا لغرض
فاسد بل لباغت لهم الاختصار لا تقوية الحديث الضعيف فانهم انما دلسوا فيها
اعتمادا على صحته والله اعلم قال **ابن النيمى** ان ابا الزبير المكي من الطبقة
الثالثة من المدلسين وهو احد الائمة ثقة مدلس قد قيل تدليسه كثير من الحديثين
والفقهاء لا ماسة فلذلك حثت حديثه الحافظ ابن حجر وصححه الحافظ النقاد الحاكم

والبيهقي والذهبي والله اعلم **ثم** قال النيمى قال الحافظ في التلخيص ضعف
ابن الجوزي هذا الحديث بعثمان بن محمد وقال انه متكلم فيه واطاع في ذلك قال
ابن دقيق العيد لم يتكلم فيه احد نعم روايته شاذة لان بائنه رواه عن عمرارة
موقوف واخرجه الدار قطني والحاكم ايضا انتهى قال النيمى في كون تلك الرواية
شاذة نظرا لان الرفع من زيادة وهي مقبولة وهي لا تخالف لرواية ابى نعيم لان بين
مفهوم الحديث المرفوع والموقوف بونا بائنا لا يتحد معناه وان سلم ان المفهوم
واحد لكن عثمان بن محمد الانطاقي لم يخالفه احد من اصحاب عمرارة غير ابى نعيم وكلاهما
ثقتان فكيف تكون تلك الرواية شاذة ثم قال وبذلك ظهر ان ما قاله الدار قطني
من ان الصواب موقوف ليس بصواب انتهى قال صاحب **الابكار** قلت قد وقع
النيمى ههنا في التخطئة فانه لو فرض ان بين الحديث المرفوع والحديث الموقوف بونا
بائنا وانهما ليسا متحدين في المفهوم فيبطل قوله لان الرفع من زيادة وهي مقبولة لانه
لا يقال في الحديث المرفوع والحديث الموقوف المتباينين مفهوم وان الرفع من زيادة
وهي مقبولة ولا يحتمل ههنا مسئلة الزيادة قال **ابن النيمى** قوله قد وقع النيمى
ههنا في التخطئة كلمة غير هذبة دالة على انه لم يفهم كلام النيمى فان معنى كلامه
هكذا ان ما قال ابن دقيق العيد من ان روايته شاذة ففيه نظر لانه **اما** ان يقال
ان المفهوم واحد لان كلا من الحديث المرفوع والموقوف يدل على ان التيمم ضربان
ضريبة للوجه وضريبة لليد ين الى المرفقين فعلى هذا يكون الرفع من زيادة وهي مقبولة
لان عثمان بن محمد الانطاقي لم يخالفه احد من اصحاب عمرارة غير ابى نعيم وكلاهما ثقتان
واما ان يقال ان رواية عثمان بن محمد لا تخالف لرواية ابى نعيم لان بين مفهوم الحديث
المرفوع والحديث الموقوف بونا بائنا لا يتحد معناه وهذا هو الراجح عند النيمى
فعلى هذا ايضا في قول ابن دقيق العيد نعم روايته شاذة نظرا لانه لو اذ
في قول النيمى وهي لا تخالف لرواية ابى نعيم الحالية او بمعنى **او** فتقول صاحب **الابكار**
قد وقع النيمى ههنا في التخطئة معنى على انه لم يفهم كلام النيمى ثم قال صاحب
الابكار قول النيمى وان سلم ان المفهوم واحد لكن عثمان بن محمد
لم يخالفه احد من اصحاب عمرارة غير ابى نعيم وكلاهما ثقتان فكيف تكون تلك
الرواية شاذة معنى على التعصب والجهل عن حالهما ثم قال فاعلموا ولا انه ليس
بين حديث عثمان بن محمد المرفوع وبين حديث ابى نعيم الموقوف بونا بائنا فان

كلما هما يدل على ان التمسوا بمان ضربة الوجه وضربة اليد بن الى المرفقين ثم قال
اعلم ان عثمان بن محمد وابي نعيم وان كانا ثقتين لكن ابا نعيم اوثق وثقة واحفظ من عثمان
بن محمد قال الحافظ في ترحمة ابي نعيم ثقة ثبت وقال الخوارزمي في الخلاصة في ترحمة ابي نعيم
قال احمد يقطع عارف بالحد يث وقال النسوي اجمع اصحابنا على ان ابا نعيم كان غاية في
الاتقان انتهى وقال الحافظ ابن حجر في طبقات المدلسين محمد بن الحارث الكوفي ابو معاوية
النضر بن مشهور بكنته معروف بسبعة المفظ اثبت اصحاب الاعمش فيه انتهى قال
ابن السبكي قوله اول الجهل عن حالهما غلط لا يصح لان صلة الجهل تكون بالباء
لا بلفظ عن فكان عليه ان يقول اول الجهل بحال منهما ثم اعلم ان ابا نعيم الذي في اسناد
الدارقطني هو عبد الرحمن بن هاشم بن سعيد الكوفي صدوق له غلط من التسعة
كما في التقريب فقول صاحب لا يكابر اعلم ان عثمان بن محمد وابي نعيم وان كانا ثقتين
لكن ابا نعيم اوثق وثقة واحفظ من عثمان بن محمد غلط لا يصح بل كلاهما ثقتان قال
الحافظ في التقريب في ترحمة عثمان بن محمد الا انه لم يقبل نقول السبكي في كون
تلك الرواية شاذة نظروا الحق والصواب وقول صاحب لا يكابر قال الحافظ ابن حجر في طبقات
المدلسين محمد بن حاتم الكوفي ابو معاوية النضر بن مشهور العجائب لان الرواية في هذا الاقام
غير ملائمة ليس في اسناد هذه الحديث ابو معاوية النضر بن مشهور العجائب به ههنا من الغرائب
والحاصل ان حديث جابر هذا امر فوجاه هو حديث صحيح واعتراض السبكي على قول ابن
دقيق النضر بن مشهور شاذة وكذا على قول الدارقطني الصواب هو قول ليس من التعصب ولا
من التحيز بل الحال بل هو صحيح بل ذلك نقل قول السبكي هذا مولانا فضل الله المدهو
بشبه احمد بن محمد بن في شرحه فتح المله على صحيح مسلم بانه قال فيه قال السبكي
رحمة الله وفي كون تلك الرواية شاذة نظرا لان الرفع زيادة وهي مقبولة وهي لا تخلو
لرواية ابي نعيم لان بين مفهوم الحديث المعروف وبين الموقوف لونا بالان لا يحد
ههنا ههنا وان سلم ان المفهوم واحد لكن عثمان بن محمد الا انه لم يقبل احد من اصحابنا
غير رافة غير ابي نعيم وكلاهما ثقتان فكيف تكون تلك الرواية شاذة
وبذلك ظهر ان ما قاله الدارقطني من ان الصواب موقوف
ليس بصواب انتهى ما نقله من كلام السبكي.

باب ما جاء في التمس

ذكر فيه النبوي حديث ابي اسود الانصاري قال سمعت رسول الله صلى الله عليه و
سلم يقول نزل جبرئيل فاخبرني بوقت الصلوة فصليت معه الحديث وفيه فرأيت رسول
الله صلى الله عليه وسلم صلى الظهر حين تروى الشمس ورايا اخرها حين ينتهي الحر من رايته
يصلي العصر والشمس من ترفة بيضاء قبل ان تدخلها الصفرة فيصرف الرجل من الصلوة
فيأتي ذا الحليفة قبل غروب الشمس ويصلي العشاء حين يسود الافق وربما اخرها حتى يجتمع
الناس ويصلي الصبح مرة بغلس خصل مرة اخرى فاسفر بها ثم كانت صلواته بعد ذلك
التمس حتى مات لم يجد الى ان يسفر قال مروا ابو داود وابن حبان وفي اسنادة مقال
والزيادة غير محفوظة ثم قال في اسناد اسامة بن زيد السني لم يخرج له البخاري في صحيحه
وثقة ابن معين وصفه غير واحد انتهى قال صاحب البكار قال امامه النشان
يحيى بن معين ثقة حجة وقال ابن عدى لا باس به كذا في الميزان قال ابن السبكي
قال الزيلعي وفي التمس واختلفت الرواية عن ابن معين وقال النسائي والدارقطني
ليس بالنسائي وقال الحافظ في الدرر الكامنة من رواية اسامة بن زيد عن الزهري في اسامة
ضعف وقال النبوي فان سلم انه من الثقات لكنه مشهور بهذه الزيادة رواة عن الزهري
غير واحد من اصحابه ولم يذكره اسامة بن زيد ولا النبي صلى الله عليه وسلم ولم يسموا
الذي صلى فيه ولم يفسره والثقة اذا خالف الثقات في الزيادة فزيادته لا تقبل وتكون
غير محفوظة قال صاحب البكار ان زيادة الثقة انما تكون شاذة اذا كانت منافية
لرواية غيره من الثقات واما اذا لم تكن منافية فهي مقبولة قال ابن السبكي زيادة
هذه لا تقبل عند الحافظ ابن حجر ومن تبعه فانه قال في شرح الخبابة ان زيادة الرواية
اي الحسن والصحيح مقبولة ولم تقع منافية لرواية من هو اوثق من لم يدر تلك الزيادة
وما على احق حقيقة السبكي من حد الشاذ في باب وضع اليدين على الصدر في الصلوة
هذه زيادة لا تقبل وتكون غير محفوظة وهو الحق قال السبكي في باب وضع اليدين على الصدر
في الصلوة ان ما انفرد به من الزيادة التي تفيد حكما انما تقبل عندهم اذا تركها من
هو ليس بالثقة منه حفظا او اكثر عند او اذا لم يروها من هو اوثق منه واحفظ فخير
مقبولة وكذلك لا تقبل اذا لم يدر كرها جباة من الثقات فانه من غالب الترجيح
لرواية من روايته فاعلموا لو كانت محفوظة لما غفل عنه سائر رواة وهذا الفهم

من صنيعهم في زيادة ذكر لا يعود في حديث ابن مسعود وفضا عدد في حديث عباد و
 اذا قرأ فالصوت في حديث ابي هريرة وابي موسى الاشعري وكذلك في كثير من المواضع
 من الاخبار حيث جعلوا الزيادات شاذة بزعمهم ان راويها قد تفرد بها مع ان هذه
 الزيادات غير منافية لاصل الحديث بحيث لا يلزم من قبولها رد الرواية الاخرى والصواب
 ان الشاذ ما رواه الثقة لمخالفا في نوع من الصفات لما رواه جماعة من الثقات او رواه
 من هو اوثق منه واحفظ اعم من ان تكون المخالفة منافية للمروية الاخرى امر لا
 وبذلك ظهر ان القم الثالث قسمه ابن الصلاح في مقدماته ولم يقسم حكمه الصحيح
 ان حكمه الرد على مشرب جماعة من ائمة الحديث وهذا ان كان مخالفا لما رآه
 غير واحد من اهل العلم من المتأخرين لكن الحق الحق بالاتباع

باب ما جاء في الاسفار

ذكر النيموي عدة احاديث منها حديث ابي هريرة بن عبد الرحمن قال سمعت جدي
 رافع بن خديج يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بلال يا بلال نور بصلوة الصبح
 حتى يصير القوم نملهم من الاسفار قال روى ابن ابي حاتم وابن عدي والطبراني ومحقق
 وابن ابي شيبة والطبراني واسناد صحيح قال في **الابكار** قلت تفرد بهذا اللفظ غير
 بن عبد الرحمن وخالف فيها من هو اوثق منه وهو محمود بن لبيد فانه روى عن رافع
 بن خديج بلفظ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسفروا بالفجر فانه اعظم الاجر قال
ابن النيموي لا مخالفة بينهما لان الاسفار هو التنوير لا وضوح الفجر وظهوره ولو
 كان المراد من الاسفار تحقيق الفجر بحيث لا يبقى في طلوعه شاك وشبهة فيا باللفظ الحديث
 ويرد فانه اذا صلى في وقت لم يتحقق فيه الفجر وبقي شاك في ان الفجر طام او لم يظهر
 لا يجوز صلواته فاعظمية الاجر لا يتحقق الا فيما كان في جانب الفضل عليه شيء من الاجر
 كذا في البذل ونصب الرواية وقال في العرف الشاذي في شرح الاحياء عن البخاري يقول
 شيخه الحافظ ابن حجر ان مذهب الاحناف في الاسفار ٢٢ جمع

باب ما جاء في الترجيع

ذكر فيه النيموي حديث ابي محمد ورواه قال علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم

الاذان فقال الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر الله اكبر
 ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله اشهد ان محمدا رسول الله ثم يعود فيقول
 اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله اشهد
 ان محمدا رسول الله صلى على الصلوة صلى على الصلوة صلى على الفلاح صلى على الفلاح
 الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله قال رواه النسائي وابوداود وابن ماجه واسناد
 صحيح واخرجه مسلم بثنية التكميل قال في **الابكار** قال النووي في شرح مسلم في
 هذا الحديث حجة بينة ودلالة واضحة لمذهب مالك والشافعي واحمد ومذهبهم
 العلماء ان الترجيع في الاذان ثابت مشهور وهو العود الى الشهادتين برفع الصوت
 بعد قولهما تحفzv الصوت استحقى قال **ابن النيموي** قال ابن الجوزي اذان
 ابي محمد ورواه عليه اهل مكة وما ذهبنا اليه عمل اهل المدينة والعمل على المتأخر
 من الامور استحقى وقال على القاسري في المرواة فالوجه الوجه ان يقال ترجيع اكثر
 الروايات حيث لا ترجيع فيها اذ قال الشيخ العلامة شيرازي احمد الغفاني في فتح الملهم قال
 الحافظ ابن تيمية والترجيع في الاذان اختيارا لمالك والشافعي وتركه اختيارا لابي حنيفة
 واما احمد فعند كل هاهنا سنة وتركه احب اليه لانه اذان بلال قال الغفاني عفا الله عنه
 ان الترجيع لم يثبت في اذان الملك النازل من السماء ولا في اذان عبد الله بن زيد الذي
 التقاه على بلال وهو اصل في التاذين ولا في اذان بلال الذي كان يؤذن به بين يدي
 النبي صلى الله عليه وسلم في اليوم واللييلة خمس مرات

باب ما يقول بعد النداء

ذكر النيموي في هذا الباب حديثين صحيحين مرفوعين حديث عبد الله بن عمر
 بن العاص وحديث جابر بن عبد الله اما حديث عبد الله بن عمر وهو انه سمع
 النبي صلى الله عليه وسلم يقول اذ سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على نبي
 صلوات الله تعالى في الوسيلة واما حديث جابر بن عبد الله فهو ان رسول الله صلى
 الله عليه وسلم قال من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة و
 الصلوة القائمة الحديث قال في **الابكار** قلت قد كان طبع لفظ عند النداء مكان
 لفظ بعد النداء ثم اصلحه النيموي بعد الطبع في الجزء الثاني بلفظ بعد النداء ارفع فقال

صاحب الأيكار ثم عقد النبيوى باباً آخر بلفظ باب ما يقول بعد الأذان ثم قال قلت في
هذه من البراهين تكراً في بعض الصور باب ان يحدث في الباب الثاني دين كوحده في الباب
الأول ثم قال فان قلت كان التصحيح هو لفظ عند الله عز وجل في طبع في الكتاب لكن
النبيوى ذهب في اصلاحه بعد الطبع بلفظ بعد الله عز وجل قلت فحينئذ يلزم التكرار اربعين وثمانين
باب الذي عقد النبيوى قبله بلفظ باب ما يقول عند معاذ الأذان انتهى قال
ابن النبيوى رحمه الله تعالى قد اصلاح النبيوى ما وقع من الاغلاط من وهو انما سمى
او من غيره بعد الطبع في الجزء الثاني من اناس السنين المطبوع سنة ١٣٠٠ في احسن النظم
او اقم في عطفه باد بان جعل جدول ولا ثم في جانب لا يمين من الجدول كتب ما هو مذكور
وفي جانب لا يسير ما هو صحيح فهدى الباب اى باب ما يقول بعد الأذان جدول في جانب
اليمين ثم اصلاح هذا الباب في الايسر بان شطب بعد ذلك الصورة وهذه الصورة
علامة دالة على ان الذي قد كان طبع من لفظ باب ما يقول بعد الأذان هو غلط البصير
والصحيح سقط هذا الباب من اندراج وادخال ما فيه فيما قبله من الباب والى الله المشتكى
من تصحيحه الذي حيث تعقب مع اطلاعه على اصلاح النبيوى ما وقع من الاغلاط في آثار
السنن فان الأيكار قد قال هكذا كان طبع لفظ عند الله عز وجل وكان لفظ بعد الله عز وجل
النبيوى بعد الطبع في الجزء الثاني بلفظ بعد الله عز وجل قال ابن النبيوى وهذا يدل على انه
في اصلاح النبيوى في الجزء الثاني فهدى باب ما يقول بعد الأذان قد شطبه النبيوى
في هذا الجدول في الجزء الثاني فظهر ان النبيوى قد حذف هذا الباب ذكره في
ما هو بخط باب ما يقول بعد الله عز وجل لكن الأيكار لم يذكر من سوء فهمه ما في الجدول من
لا يقرأ في هذا الجدول وهو صورة الجدول في آخر آثار السنن الذي طبع سنة احدى وعشرين
من الألفين ثلثمائة من طبعه في هذه

صفحة	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۶	عند الزداع	بعد النداء
۵۵	۱۱	باب ما يقول بعد الاذان	+

اليدين عند تكبيرة الاحرام والثنائي بيان حد رفع اليدين وموضع انهما لكن عبارة
 قاصرة عن تادية هذا المعنى المقصود الصواب ان يقول بان رفع اليدين عند تكبيرة الاحرام بيان انهما
 ان كانا في اي اثنان يبلغ بهما قال **ابن السني** ان هذه العبارة اي بيان
 موضع مخرجة خضرة وتقف براكلام هكذا وبيان موضع انهما اي انهما رفع اليدين
 تحت المصاف واقلها المصاف اليه مقامه كما في قوله تعالى والي ربك متناهيا اي
 منتهى عليها وقال صاحب الفصل واذا امنوا الانباس حد فوا المصاف واقام المصاف
 اليه مقامه واعربوا به وقال صاحب وضع المسالك يجوز ان يحد فوا المصاف
 مصاف ومضاف اليه فان كان المحدث المضاف والمغالب ان يحد في امر به المضاف
 اليه نحو جاعل ربك اي امر ربك فقولته لكن عبارة قاصرة عن تادية هذا المعنى المقصود
 معنى على انه لا يفيظ في عبارة النيموي عن الاجماع والاختصاص ثم صاحب **الابكار**
 اعلم ان مذهب الحنفية ان الرجل يرفع يديه في الصلوة الى اذنيه والمراة ترفع يديها
 الى منكبيها ولعن كثر النيموي هذه التفرقة دليلا تأييد احمد قال الحافظ في الفتح لم يرد
 ما يدل على التفرقة في الرفع بين الرجل والمرأة استثنى قال **ابن السني** لم يرد
 في ذلك حديث صحيح ولا حسن فلذلك سكنت عنه النيموي وما غيره من العلماء في كروا
 في التفرقة دليلا تأييد احمد قال مولانا محمد الشافعي الكاظمي هوى موقف
 الضيق الشديد في شرح الترمذي الذي قد تنازع بعض الاجزاء من ذلك الشرح في هذا
 الزمان في كتابه نور العينين في تحقيق رفع اليدين ما نصه قال اهني في جمع الزواجر
 عن وائل بن حجر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن حجر اذا صليت فاجعل يديك
 حذوا ذنيك والمرأة تجعل يديها عند منكبيها رواة الطبراني في حديث طويل في مناقب
 وائل وقال مولانا صاحب علاء السنن اعلم انه لم يرد في مسألة المرأة الا في غير هذا الحديث
 والتفسير الجلي ان تكون المرأة مثل الرجال في هذه المسئلة فان فيها ليست الجوز ولكن
 القياس الحنفية في الحديث فانما حكم به الحديث استمرها زيادة الاستمرارية لها في
 الشريعة ثم قال قد وجدت فيه اثر في جوار رفع اليدين للجماع في سندها رجاله ثقات
 حدثنا خطاب هو ابن عثمان عن اسمعيل هو ابن عياض عن عبد ربه بن سليمان بن عير
 قال رايت امرأه راها وهي تكبري الصلابة ترفع يديها في الصلوة حذوا ذنيها انتهى
 وقال مولانا محمد زكريا في شرحه او جعل المسالك على موطن الامام مالك واما رفع المرأة
 يديها فيكون حذوا ذنيها عند الحنفية قال ابن مسعود التفرقة بين الرجل والمرأة

لم يقل به الا الحنفية هذا تقصير من المعروفة بل اذهب الائمة فان لاجل فيه روايتين
 احدهما انها ترفع قليلا قال احمد رفع دون الرفع وتامتها لا يشترعها الرفع قال
 السيوطي ولطبراني من حديث وائل بن حجر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اذا صليت فاجعل يديك حذوا ذنيك والمرأة تجعل يديها عند منكبيها انتهى قال
 ابن السني وما قال الفاضل الحافظ محمد الكوند لوى السنجاني في كتابه التحقيق الراشد في ان جادة
 رفع اليدين ليس لها من ان التفرقة فيه بين الرجل والمرأة غير صحيح فهو لا يصفى اليه

باب في وضع اليدين على الصدر في الصلوة

ذكر فيه النيموي حديث وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فوضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره قال النيموي رواه ابن خزيمة في صحيحه وفي
 اسناده نظر في زيادة على صدره غير محفوظة قال صاحب **الابكار** قد صرح الحافظ
 في الدرر ان زيادة ذكر حديث وائل بن حجر ابن خزيمة وهو في صحيح مسلم دون قوله على صدره
 استثنى فالظاهر من كلامه هذا ان حديث ابن خزيمة هذا هو الذي في صحيح مسلم في وضع
 اليدين على اليسرى سند او متنا بدون ذكر الرجل استثنى قال **ابن السني** كيف يسلم
 ان حديث وائل بن حجر الذي أخرجه ابن خزيمة في صحيحه ان رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره سند ايضا سند مسلم بعينه وقول الحافظ
 أخرجه ابن خزيمة وهو في مسلم دون قوله على صدره انما يدل على ان حديث ابن خزيمة
 هذا ايضا في صحيح مسلم دون قوله على صدره فقط لان سند ابن خزيمة ايضا سند مسلم بعينه
 وكيف وقد نص ابن القيم في اعلام الموقعين لم يقل على صدره غير ومثل
 بن اسمعيل وفي هذا النص دليل واضح على ان سنده غير سند مسلم وان
 مولانا بن اسمعيل ليس في سنده فقله فانظروا من كلامه
 هذا ان حديث ابن خزيمة هذا هو الذي لا يثبت له ولا صحيح ولا اقول فالحاصل ان حديث
 وائل بن حجر صحيح وقول النيموي في اسناده نظر باطل مراد عليه وكذلك زيادة على صدره
 محفوظة مقبولة لانها ليست منافية لرواية من لم يرد لها ولم يحكم عليها احد من المجتهدين
 التقاد بها غير محفوظة في رواية ان قول النيموي في اسناده نظر كيف يكون بطلان الحال
 ان في اسناده مولانا بن اسمعيل كما جزم به ابن القيم وهو ضعيف قال البخاري تسكن

الاتقان والمعرفة بالأخبار فزادها فقط متقن عالم بالأخبار كلمة قلبت زيادته لان الاخبار
 اذا تواترت بغل هل بعد القدر الحفظ والاتقان خبر فزادها وليس مثلهم في الحفظ والاتقان زوا
 ان قلت الزيادة تكون مقبولة استغنى فقد عرفت ... من قال البيهقي عن ابن خزيمة ان الشاذل
 زاد من زيادة ليس مثلهم في الحفظ والاتقان اعلم من ان تلك الزيادة تكون منافية لرواية الا
 ام لا فانظر ان ابن خزيمة قد قال هكذا فزادها وليس مثلهم في الحفظ والاتقان زيادة ولم يقل
 من زيادة منافية فاعلم منه ان الشاذل زادها ومن زيادة ليس مثلهم في الحفظ والاتقان سواء تكون
 تلك الزيادة منافية او غير منافية فانه قال لفظ زيادة على الاطلاق ولم يقل زيادة منافية
 على التقييد وقال البيهقي في كتاب المعرفة في باب سجود الموهوب وسجود الشكر والزيادة من الثقة
 مقبولة اذا لم يكن فيها خلاف رواية الجماعة استغنى ثم نقل صاحب **الابكار** قول البيهقي
 ولكن ذلك في كثير من المواضع حيث جعلوا الزيادات شاذة بزعمهم ان رادها قد تفرد بها مع ان هذه
 الزيادات غير منافية الاصل الحديث قال **ابن السنيوي** رحمه الله تعالى في وجه الخط والدي
 العلامة ما دخله الله دأرا متلازمة تليقا على قوله وكان ذلك في كثير من المواضع قال في التعليق وهذا
 ما قال الحافظ في التلخيص في صفة الصلوة في بحث فتوت الوتر من قوله
 وشبه ابن خزيمة وابن حبان على ان قوله في فتوت الوتر تفرد بها ابو اسحق عن يزيد بن ابي هريرة وشبه
 ابنه يونس وابو اسحق بن ابي حنيفة وهو اخ شعبة وهو اخ حنيفة وهو اخ حنيفة وهو اخ حنيفة وهو اخ حنيفة
 فيه الفتوت ولا الوتر وانما قال كان يعلمنا هذا الدعاء استغنى والتعليق هذا المكيته الكاتب من موهبة
 في انما لسان المطبوع **ثم ذكر** البيهقي حديث قبيصة بن حبيب عن ابيه قال رايت النبي صلى
 الله عليه وسلم يصرف عن يمينه وعن يساره ورايته يضع هذه على صدره ويضع يمينه اليمنى على
 اليسرى فوق المصحف قال ثم اراه احمد واسناده حسن لكن قوله على صدره غير محفوظ في البيهقي ذكر ما فيه
 من علة قاذرة ثم قال بعد اعلان قوله يضع هذه على صدره هكذا رايت بعيني في نسخة المطبوعة
 والمكتوبة من المسند واقم في قلبي ان هذا التقييد من كتاب الصحيح يصح هذا على هذه فلياسبه قوله
 وصرف يمينه اليمنى على اليسرى فوق المصحف ويؤا فقه سائر الروايات على هذا الوجه لم يخرج
 الحديث في مجمع الزوائد والسير على جميع الجوامع وعلموا استغنى عن العمل والله اعلم انتهى قال صاحب
الابكار اذا ثبت عند البيهقي المشاهدة مروية الدين ان قوله يضع هذه على صدره هكذا هو في نسخة
 المطبوعة والمكتوبة من المسند واقم في قلبي بعد هذه الثبوت الذين من ان هذا التقييد من الكتاب الصحيح
 يضع هذه على صدره فهو من وسوسة الشيطان قال **ابن السنيوي** هذه كلمة غير هذه

لا يفتقرها من يدعي انه من اهل الحديث فانه يعصما واما واقع في قلب السنيوي من تصحيحه انما هو
 فبذل عليه التزام الحقيقة بجمع ما في مسند الامام احمد وابي يعلى والباري ومعاجم الطبراني من روا
 الصحاح الستة وانت خير بان في هذه الرواية من لفظ على صدره من الروايات لم يخرج احد
 من اصحاب الصحاح الستة فلو كان هذه الرواية بهذا اللفظ في مسند الامام احمد لذكره البيهقي في
 كتابه المذكور مبينين فاعرضه عن ذكره يؤكد واقعه في قلب السنيوي ان قوله على صدره تصحيح
 مكان لفظه على هذه ومن اجل التزام الحقيقة بجمع ما في الكتب لذي كونه من روايات الصحاح
 الستة استغنى به السنيوي على صحة ما وقع في نفسه انه في اهل اهل يضع هذه على صدره فلو لم يذكره
 لم يقدّر على سركه بل بحث وسكت عن جوابه وكيف لا لا يفسر هذه جواب صحيحا استدل
 به السنيوي على تصحيحه **تتبع** قد اعترض صاحب **الابكار** على قول البيهقي في باب وضع الدين
 تحت شجرة الاضاف ان هذه الزيادة اي زيادة تحت الشجرة وان كانت صحيحة لوجودها في اكثر النسخ
 من المسند لكنها مخالفة لروايات الثقات فكانت غير محفوظة بقوله قلت قد وهم السنيوي في
 قوله في اكثر النسخ من المسند والصواب ان يقول من المصنف كان من المسند استغنى **قال**
ابن السنيوي ان صاحب **الابكار** لا يعلم ما وقع في اسماء مصنفات الاولين من اختلاف كثير
 ذلك من الجامعين والكاثرين كالمصنف ابن ابي شيبة يسمى بالمسند كما ذكره ابن النديم وكثير
 ابن حبان كان يعرف كتابا لا في الاوعية والنقاسيم وما قلنا ان مصنف ابن ابي شيبة يسمى بالمسند قد ذكره
 ابن النديم في كتابه فمرست بقوله عبد الله بن محمد بن ابي شيبة من المحدثين المصنفين وتوفي
 سنة خمس وثلاثين ومائتين وله من الكتب كتاب المسند في الحديث انتهى وقد يعلم من ذكره الحفظ
 بالانحياز ابن ابي شيبة له المسند والمصنف وغير ذلك حيث قال في ذكره الحفظ ابو بكر بن ابي شيبة
 عبد الله بن محمد بن ابي شيبة صاحب المسند والمصنف وغير ذلك انتهى لمصنفا وقال بعض علماء
 الحنفية في بعض رسالته بالرجوع الى امرائت نسخة قديمة من مصنف ابن ابي شيبة في خزانة
 بوز قال ثم قال وفي هذا المصنف نقل اسمه من قوم عهد ابن ابي شيبة لا بالمصنف قال **ابن السنيوي**
 فعلى هذا الاختلاف في اسمه قال البيهقي في ذلك الموضوع وجودها في اكثر النسخ من المسند والله اعلم لكن
 صاحب **الابكار** لم يعلم على اعتراض قول ابن النديم نعمة الله الكريم

باب في قراءة الفاتحة

ذكر فيه محمد بن علي السنيوي عدة احاديث منها حديث عباد بن حمزة عن فروة الاصولية عن
 له قول بعض العلماء اني نزل اريد سليمان ندمي در رساله سارفي اعظم كرامه

الشافعيين ثم ذكره بأسناده عن يحيى بن حمزة عن العلاء بن الحارث عن كحول عن محمد بن الربيع عن عبد الله
فقيه أنه كيف يصح أن يقال تابعه غيره من ثقات الشافعيين فإن الذهبي قال في الميزان العلاء بن الحارث
 قال البخاري منكر الحديث ونقل ابن القطان أن البخاري قال كل من قلت فيه منكر الحديث ولا يحمل
 الرواية عنه وإن استأذني الشافعي محمد بن عبد الحميد لا يروي عنه الله تعالى قال في الرفع والكمال فليدرك
 ما من ينفع من ميزان الاعتدال وغيره من كتب علماء الرجال إن لا ينفذ بلفظ الانكار الذي يحد من
 من أهل المذهب في هذه الأسفار بل يجب عليك أن تثبت وتعلم أن المنكر إذا أطلقه البخاري على
 الراوي فهو من المحتمل الرواية عنه وأما إذا أطلقه أحمد بن حنبل وحنبل وحنبل فلا يلزم أن يكون الراوي
 من لا يحتج به انتهى فكيف يصح قول البيهقي رحمه الله تعالى وقد تابعه غيره من الثقات الشافعيين ثم
ذكر الشافعي حديث نافع بن محمد قال بطاعة عن صلاة الصبح فقام أبو نعيم المؤدب الصلوة
 صلى أبو نعيم الناس والصل عباداً وناهد حتى صفت خلف أبي نعيم وأبعده بحجر بالقرى فاجعل عبادة
 غير أبا القزوين فليأخذ الصلوات بعبادة ثقاتنا أبا القزوين وأبو نعيم يحرق قال أبو نعيم ما روى الله صلى الله
 عليه وسلم الحديث قال من أراه ابناً أو امرأة أو نساً في الغمار في جزء القرية وخلفها حال الصلوة وحزن فقال
 الشافعي فيه مستور هو نافع بن محمد قال صاحب **الأكبر** قلت نافع بن محمد ليس بمشهور بل هو ثقة قال الحافظ
 الذهبي في الثقات فثبت نافع بن محمد المحدث عن عباد بن الصامع كحول حرام بن حكيم ثقة في الخبر في الخلاصة
 نافع بن محمد المحدث عن عباد بن الصامع كحول ثقاتنا في خبره نافع بن محمد هذا في كتابه قال أبو عبد
 الله بن أحمد هذا أسناده صحيح وثقة ثقاتنا في خبره نافع بن محمد هذا أسناده صحيح وثقة ثقاتنا في خبره
 أبو نعيم ليس له إلا البيهقي لا يروي عنه إلا الذهبي من أنه لم يرو عنه القليل لا يراه ما وثقه أبو عبد الله بن عباد في كتاب الثقات داخله
 أياه في كتاب الثقات شافعي كما أنبأه الشافعي في أسناده وثقة الذهبي ومذهبه أن من روى عنه ثقاتنا
 قد وثقت به ثقاتنا في كتابه ولا يثبت بتدليله عند الله عند الجملة والاحتمال وثقة من جهة روية
 الزميين عنه قال الشافعي نافع بن محمد مجهول أدلة لا يجوز لعين وقال وأما ما قاله الذهبي في الرفع فلا يرفع
 به بحالة الحال منه لأن الذهبي كان مذهبه أن جملة الوصف أيضاً ترفع برواية اثنين خلافاً للجمهور
 انتهى فتدبر في البيهقي والذهبي أياه أنه كان يوثق ابن حبان والدارقطني لأن كلامهما وثقة بمسألة وكلامهما
 أئمة الجرح والنقد فلا بد من ذلك الميعتين به لفظ ابن حجر وحكم في القريب بأنه مستور وكذا أسكن ابن عبد
 البر في التمهيد بأنه مجهول قال صاحب **الأكبر** وأما قول الشافعي فلا اعتداد بما ذكره ابن حبان في كتابه
 فهو روي عليه فإن المحدثين قد اعتدوا بثقات ابن حبان قال الذهبي عبد الحميد في الرفع والكمال كثير ما رواه
 يعقوب بن ثقات ابن حبان انتهى قال **أبو الشافعي** نافع بن محمد قال في آثار السنن أن كثيراً من الرواة مثل
 الحسين بن الحسين الأشعر وحميد بن قزمان وشريك بن سعد وصالح بن حنين ومعاذ بن عباد وديلمي بن ميمون
 التمار وغيرهم تراهم إن جماعة من أئمة الشافعية كل واحد من هؤلاء المذكورين إلا ابن حبان فإنه ذكرهم

في الثقات وهذا أسهل من هو من الأعيان أعني به ابن حبان فظهر أن قول الشافعي لا اعتداد بما ذكره
 في كتابه صحيح لا يريب عند أئمة الأدب ثم قال الشافعي في فصل الكلام أن جملة الرواة لا ترفع ما يصح من حبان
 والدارقطني ولا يرفعون به الحافظ ابن حجر وحكم في القريب بأنه مستور مع أنه كان واقعاً على ابن
 حبان ذكره في الثقات وعلى أن الدارقطني وثق رجال أسناده كما يظهر من
 مطالعة تهذيب التهذيب وقال الحافظ أبو عمر بن عبد
 البر في التمهيد وأما هذا الحديث فقد خولف فيه محمد بن اسمعيل فرواه الأوزاعي عن كحول
 عن رجاء بن حيوة عن عبد الله بن عمرو وقال صليبا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما
 انصرف قال لنا هل تقرأون أذا كنتم في السجدة قالوا نعم قال فلا تقولوا إلا بما القرآن ورأى
 زيد بن واقد عن كحول عن نافع بن محمد عن عبادة ونافع هذا مجهول ومثل هذا الاضطراب أثبت به حسن
 أهل العلم بالحديث شيء ثم قال الشافعي حديث عبادة بن الصامت في الثقات في القريب أنه قد روى
 بوجوده كنهه ضعيفة قال صاحب **الأكبر** قلت قد علمت أن حديث عبادة بن الصامت
 من طريق محمد بن اسمعيل عن مكحول عن محمود صحيح انتهى قال **أبو الشافعي** حديث عبادة بن
 طريق محمد بن اسمعيل عن مكحول عن محمود هذا حديثه في سند كحول وهو ليس برواية
 ضعيفة ولا يثبتها إلا من طريق لا يخلو من شيء وإن كان في الحديث اضطراب لا يثبت كقولهم في عبادة بن الصامت
 عن نافع بن محمد عن عباد بن الصامع كحول عن عباد بن الصامع كحول عن عباد بن الصامع كحول
 رجاء بن حيوة هو الوصف فاضطر به سنده والاضطراب مورث الصدق والثبات أن طريق كحول
 عن محمود عن عبادة غير قابل للاحتجاج لاجتماعه في غير محفوظة ثم روى ابن حبان في كتابه
 زيد بن واقد من أصحاب مكحول وهو أثبت من ابن اسمعيل فرواه عن مكحول عن نافع بن محمد
 ومحمد بن اسمعيل لا يحتج بما انفرد به فالحديث معلول بوجهه مذكرة قال صاحب **الأكبر**
 وكذلك حديث عبادة بن واقد عن زيد بن واقد عن مكحول عن نافع بن محمود أيضاً صحيح وقال
أبو الشافعي كيف يقال هو حديث صحيح وفيه نافع وهذا مستور ثم قال الشافعي في قوله
 كنهه ضعيفة فمنها ما أخرجه البخاري في جزء القرية من طريق الأوزاعي
 عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبادة قال الشافعي ضعيف له يدرك
 عبادة ثم قال في ذلك الأسانيد اضطراب عظيم في غير من سدد من شعيب أبيه عن عبد الله بن
 في خبره ثم قال الشافعي وبذلك ظهر أن طريق محمد بن سعد عن أبيه عن عبد الله بن الصامت كحول
 ثم قال ومثل ذلك عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبادة لا يخلو عن العليين قال **أبو الشافعي**
 أن الذي ذكره الشافعي من العليين في عمرو بن شعيب عن أبيه عن عبادة فليدرك صاحب

الاكابر على دفع العتقين الذين ذكرهما النعماني ولم ينكح عليه شيئا فلذلك كان الان ما ذكر
 النعماني في انبات ما في طريق عمر بن شبيب عن ابيه عن جده عن العتقين قال النعماني عمرو بن
 شبيب عن ابيه عن جده لا يخلو عن العتقين احد هما ان غير واحد من اهل العلم عموما
 ان عمرو بن شبيب ناسخ من ابيه احدى ايسرة واما اكثرها فوجدة قال الذهبي في الميزان
 قال ابو زرعة انما الكرام والعلية كثيرة مروية عن ابيه عن جده قال ابن معين اذا حدث عن
 ابيه عن جده فهو كتاب فمن ههنا جاء ضعفه واذا حدث عن سعيد او سليمان بن يسار او
 عمارة فهو ثقة او نحوه اقول قال ابن ابي شيبة سالت ابن المديني عن عمرو بن شبيب
 فقال ما روى عن ايوب وابن جرمح قد كرهه يحيى وما روى عن ابيه عن جده فاما هو كتاب
 وجده فهو ضعيف انتهى فانها لا يروى عن ابيه عن جده فان اراد جده محمد بن عبد الله
 والد شبيب فالطريق مرسل لان محمد بن عبد الله من التابعين له يدرك النبي صلى الله
 عليه وسلم قال ابن عدي عمرو بن شبيب في نفسه ثقة الا اذا روى عن ابيه عن جده وعن النبي
 صلى الله عليه وسلم يكون مرسل لان جده لا يروى عن محمد بن عبد الله بن عمرو ولا يحتمل له استماع
 وان اراد جده جده شبيب يكون موضوعا لان سماع شبيب من جده ثابت على ما نقل عليه البخاري
 واليودا وغير واحد من اهل العلم وقال الذهبي في الميزان فاذا قال عن ابيه ثم قال عن جده
 فاما يروى بالضمير في جده انه عام في شبيب قال النعماني ثبوت سماع شبيب من جده لا يروى
 على ان ما قاله عمرو بن شبيب عن جده انما اراد جده شبيب قد قالوا ان شبيب روى عن
 جده وعن ابيه فالسياق يحتمل الامرين ولا يميل الى يقيين احد هاهنا الظاهر انه انما اراد به جده
 محمد بن عبد الله لا جده ابيه الذي هو عبد الله هذا السياق يحتمل الاتصال والامسال فالحكم
 بانتمالي اسناده حكمه جده او قد وجدت في سنن ابن ماجه ايراد قول الذهبي من ان الضمير في جده
 انما يعود الى شبيب قال في باب النقل من ابواب الجهاد حدثنا علي بن محمد ثنا ابو الحسين الناصري
 بن سلمة ثنا عمرو بن شبيب عن ابيه عن جده قال لا نقل بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يرد المسلمون توكلهم على ضعيفهم قال سماع سمعت سليمان بن موسى يقول له حدثني كحول عن
 جبيب بن سلمة ان النبي صلى الله عليه وسلم نقل في ابداء الرابح وحين نقل الثلث فقال عمر
 احدثك عن ابي من بعدى وحدثني عن كحول انني نقلته احدثك عن ابي عن جده يروى على
 ان الضمير في جده انما يعود الى عمرو ولا الى شبيب لان لا يقال ان المراد بقوله جدي جده
 الاعلى وهو خلاف الظاهر فخلاصة الكلام ان حديث عمرو بن شبيب عن ابيه عن جده ليس في
 تقوم به الحجة واليه ذهب جماعة من ائمة الحديث وقد سلف بعض اقوالهم وقال

ابو داود وعمر بن شبيب عن ابيه عن جده ليس بحجة كذا في الخلاصة وفي الميزان قال ابو عبيد
 الازجي قيل لابي داود وعمر بن شبيب عن ابيه عن جده حجة قال لا ولا نصف حجة وقال
 عبد الملك النعماني سمعت احمد بن حنبل يقول عمرو بن شبيب له اشياء منها كبري ما كتبت
 حديثه ليتعبر به فاما ان يكون حجة فلا وقال علي قال يحيى القطان حديث عمرو بن شبيب
 عندنا وهو قال ابن حبان اذا روى عن داود بن ابي المنيب وغيرهما من الثقات غير ابيه
 فهو ثقة بخلاف الاحتجاج به واذا روى عن ابيه عن جده ففيه من الكبرية فلا يجوز عندي
 الاحتجاج بذلك قال النعماني ويذكر يروى عن النعماني قال رابعت احمد وعليا واسحق و
 حميد بن يحيى بن جندب بن عمر بن شبيب فمن الناس بعدهم انتهى ثم قال النعماني قد سبق ان
 يحيى القطان واحمد وعلي بن المديني وابن معين وابو داود وعليهم ما روى عن جده حديث عمر
 بن شبيب عن ابيه عن جده والعجب ان النعماني مع هذا القول لم يخرج له في صحيحه وكذلك
 مسلم في جامعه فقال واما ائمة الكرامة لان الذهبي ذهب في الميزان مقلد لبعض السلف
 الى تحسين حديثه وقال لنا نقول ان حديثه من اعلى اقسام الصحيح بل هو من قبيل الحسن انتهى ثم
 قال النعماني والحق في الاستماع انتهى كلام النعماني ثم قال وهما ما اخرجهما في صحيحه الا جازي
 في حديثه الاولين في ترجمة علي بن بكير حدثنا محمد بن احمد ثنا علي بن بكير ثنا ابو يعقوب الفراء
 عن الزهري عن عمرو بن شعيب عن داود بن حيوة عن عباد بن الصامت قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ان الله ان اذ كنت في الصلاة قال قلنا نعم يا رسول الله كذا هذا
 قال فلا تفعلوا الا امة القرن انتهى قال النعماني محمد بن الاول هو ابو بكر محمد بن ابراهيم الملقب بابن
 المقرئ ومحمد الثاني هو ابن بركة الحلبي الملقب ببرد اعس تدل عليه طرق الاحاديث
 التي اخرجها ابو يعقوب في الترجمة المذكورة ثم قال النعماني محمد بن بركة الحلبي لم يخرج له
 احد من ائمة الستة وقد ضعفه الدارقطني قال صاحب الاكابر قلت برد اعس هذا
 ذكره الحافظ في ذكره الحافظ فقال برد اعس الحافظ الامام محمد بن بركة بن الحكم
 بن ابراهيم الجعفي القنصري ثم الحلبي الملقب ببرد اعس كان من علماء هذا الشأن قال
 ابن ماكولا كان حافظا وقال ابو احمد الحافظ ائمة حسن الحفظ قد روى الصحيح عن الدارقطني
 قطن انه ضعيف انتهى قلت ظهر من كلام الذهبي هذا ان برد اعس كان من علماء هذا الشأن
 وكان حافظا حسن الحفظ فلا ينزل حديثه عن درجة الحسن قال ابو النعماني ومن كان قول
 ابن ماكولا وغيره كان حافظا لكن لم يخرج له احد من ائمة الستة وقد ضعفه الدارقطني وقال
 الحافظ ابن عبد البر في التمهيد وليس في هذا الباب لا مطعن فيه من جهة الاسناد غير حديث النعماني

عن محمود بن الربيع عن عباد وهو محتمل التأويل قال صاحب **الابكار** علا انه قد تابعه احمد بن
عبيد الله الدارمي في رواية البيهقي في كتاب القراءات قال في كتاب القراءات اخبرنا ابو عبد الله
الحافظ ابو علي الحافظنا احمد بن عبيد الله الدارمي باطالة ناعلي بن بكرا المصيصي ثنا ابو يحيى
الغزالي عن الاوزاعي عن شريك بن سعد عن شريك بن جابر عن عباد عن عباد عن ابي النضر
لم اقف على ترجمة احمد بن عبيد الله الدارمي وما في ايدينا من كتب الرجال من تقريبها اليه
وتحذيرها عنه في لسان الميزان كلها الحافظ ابن حجر العسقلاني ومن تذكره الحافظون والاعقاب
كلها الحافظ الذهبي وخلاصة التذويب الخرجي بكتاب النساب للسمعاني فليس في هذه الكتب
المنكوثر ترجمة احمد بن عبيد الله الدارمي فمن دون وجهان الترجمة في كتب سماء الرجال وعلها
لاقيده المتابعة لاخوانه تكون هذه الرواية ضعيفة غيرصالحة للتابعة ثم قال **النيموي**
ان ما روي عن عباد بن الصامت من حديث النساب في القراءات لا يحل من شيء وقد تدل على ضعفه
ادلة اخرى منها ان حديثه لا يثبت له رواية ابو هريرة كما سيأتي وليس فيه اثر من الاستئناء
مع ان كل واحد من الحديثين وفي رواية الصيغة وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم في الخبرين
ما لي انا من القراء انهم يبدلون على القراءات الواقعة قال صاحب **الابكار**
و لو سلم اتحاد الواقعة فنقول ان في حديث ابي هريرة في اختصاره ان الاستئناء
ثابت في جميع طرق حديث عباد في ذلك الاستئناء ثابت في حديث انس
وفي حديث عمرو بن شعيب عن ابيه عن عباد وفي حديث محمد بن ابي عائشة عن
رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال **ابو النضر** ما ادعاه ان في حديثه في هريرة
اختصاره فليس عليه برهان بل هو حديث مستقل غير مختصر رواه ابو هريرة كما له ثم قال
النيموي وهذا ان هذا الحديث لم يخرج في الشبان في صحيحهما مع ان الامام البخاري كان حريصا
على اثبات القراءات خلف الامام قال صاحب **الابكار** قال العلامة ابن الترمذي في الجوهري
والنعماني لا يلزم من عدم تخريج حديث في الصحيحين عدم صحته على ما عرفنا من ان في اليلين
من عدم احتجاج الشبان باسناد ان يكون ضعيفا قال البيهقي في كتاب المدخل وقد بقيت
احاديث صحاح لم يخرجها وليس في تركها اياها دليل على ضعفها انتهى قال **ابو النضر**
هذا قول العلامة ابن الترمذي في محمول على احاديث لم يقع في بعضها حرص شديد على
اثباتها واما الحديث الذي كان البخاري رحمه الله تعالى استند حريصا على اثباته
ومع ذلك لم يخرج في صحيحه فالظاهر انه لم يخرج له لاجل ما فيه من العلل فذكره **النيموي**
حديث انس فقال عن ابي قلابه عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم على باصها به

فما اتفق على صلواته قبل عليهم بوجه فقال القراءون في صلواته خلف الامام والامام يقر افسكو اقلها
ثلاث مولات فقال قائل او قالون انما القفل قال ولا تغفلوا وليقر احدكم بفاتحة الكتاب في نفسه
ثم قال النعماني رواه البخاري في جوه القراءات وخرجه في كتابه وعله البيهقي بان هذا الطريق
غير محفوظ ثم قال اخبرني البيهقي في سننه الكبرى من طريق خالد الحذاء عن ابي قلابه عن
محمد بن ابي عائشة عن رجل من الصحابة وقد قيل عن انس وليس محفوظ انتهى وقال الحافظ
ابن حجر في التلخيص وسرواه ابن حبان من طريق ايوب عن ابي قلابه عن انس ومنهم من الظن
محفوظان وخالفه البيهقي فقال ان طريق ابي قلابه عن انس ليست محفوظة انتهى قال صاحب
الابكار قلت قال العلامة ابن الترمذي في الجوهري النسخ متعقبا على البيهقي اخبرني
ابن حبان في صحيحه من حديث ابي قلابه عن انس ثم قال سمعه من انس وسمعه من ابن
ابي عائشة فالظاهر يقان محفوظان انتهى قلت ما قال ابن حبان هو الصحيح والبيهقي وان
حكم في سننه الكبرى بان طريق ابي قلابه عن انس غير محفوظ لكن ضعيف في كتاب القراءات
خلف الامام يدل على ان الطريقين كليهما محفوظان كما قال ابن حبان انتهى كلام **الابكار** قال
ابو النضر يروي عن ابن حبان من ان طريق ابي قلابه عن انس في محفوظة فقيه نظر الازهر ورواه
البخاري في جوه القراءات والدارقطني وابن حبان وغيرهم من طريق عبيد الله بن عمرو والورق عن ايوب
عن ابي قلابه عن انس عن عروفا وقد خالفه غير واحد من اصحاب ايوب فرواه عن ايوب عن
ابي قلابه عن النبي صلى الله عليه وسلم عن سلامة بن حماد عن البخاري في جوه ووهيب عند
البيهقي في المعرفة واسماعيل بن علي بن عبد الجبار في تاريخه وعبد الوارث بن سعيد
ومعنيان بن عدي بن عبد البيهقي في كتاب القراءات ثم قال وقد رواه عبيد الله بن عمرو والورق ايضا
عن سلامة بن عبد الجبار في كتاب القراءات ثم قال حديث ايوب السخاني في فضل
عبيد الله بن عمرو عن ايوب عن ابي قلابه عن النبي صلى الله عليه وسلم عن سلامة بن عمرو وقد
قال الدارقطني في علله المراسل الصحاح وقد قال البيهقي في سننه وكتاب جلد ٢ تقر بروايته
عن انس عبيد الله بن عمرو والورق انتهى كلام البيهقي في سننه قال ابن النيموي فظهر هذا
كله ان الذي نعه ابن حبان هو خلاف الصواب واما ما قال مولف **الابكار** والبيهقي
وان حكم في سننه الكبرى بان طريق ابي قلابه عن انس غير محفوظ لكن ضعيف في كتاب القراءات
خلف الامام يدل على ان الطريقين كليهما محفوظان **ففيه** ان هذه الدعوى باطلة صريحة
بل ضعيفة دال في كتاب القراءات على ان طريق ابي قلابه عن انس غير محفوظة
فان البيهقي قال في كتاب القراءات خلف الامام رواه وقد ذكرنا في شواهد حديثهما

حدثني خالد الحذاء وغيره عن أبي قلابة عن محمد بن أبي عائشة عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم (نقلى كلامه) فلما كان عند البيهقي طريق أبي قلابة عن ابن محفوظ له يقل وقد ذكرنا في فتاواه حديثهما حديث خالد الحذاء وغيره عن أبي قلابة عن محمد بن أبي عائشة عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال هو مثل هذه العبارة وقد ذكرنا في فتاواه حديثهما حديث خالد الحذاء عن أبي قلابة عن محمد بن أبي عائشة عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وحديث أيوب عن أبي قلابة عن ابن محفوظ له يقل في كتابه في نسخة واحدة وحديث أيوب عن أبي قلابة عن ابن محفوظ له يقل بعد ذلك وحديث أيوب عن أبي قلابة عن ابن محفوظ من هذا الصنيع أن طريق أيوب عن أبي قلابة عن ابن محفوظ ليست بمحفوظة عنده البيهقي ولذا لم يحكم في كتاب القمارة ٢٤ على حديث أبي قلابة عن ابن محفوظ روايته بأن هذا الحديث صحيح بخلاف حديث محمد بن أبي عائشة عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم حكم عليه بأنه حديث صحيح حيث قال فيه **رواه** في هذا الحديث صحيح احتج به محمد بن إسحق رحمه الله في جملة ما احتج به في هذا الباب هذا الصنيع يدل دلالة واضحة على أن طريق أبي قلابة عن ابن محفوظ ليست بمحفوظة عنده ويدل عليه أيضا قوله في كتاب القمارة ١٢٣ كل من نظر في هذه الروايات عن عبيد الله بن عمر وثقوف سائر الروايات عن خالد الحذاء عن أبي قلابة عن محمد بن أبي عائشة عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بمثل هذه القصة إلى أن قال علم أن رواية راجع بن أبي راجع عن أبي توبة الرضيع بن نافع بن عبد الله بن عمرو والقي عن أيوب عن أبي قلابة عن ابن محفوظ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من كان له إمام فقرأه إمام له قراة هي موضوعة وضعها بعض الجهوليين من رواتها انتهى وقال الحافظ ابن حجر في نتائج الأفكار تنجز أحاديث الأذكار قال البيهقي رواية خالد الحذاء هي المحفوظة وهكذا قال غيره انتهى وهذا كلام الحافظ يدل على أن الحديث ضعفه غير واحد بشدة وذو سندade وكونه غير محفوظ **وهو** ما قال في التمهات السنن على جامع الترمذي وأما فروع ابن أبي شيبة روى البخاري في جزء القمارة وأعله البيهقي وأقول قد صححه البيهقي

في كتاب القراءة مثلاً ففيه انه لا يفهم من كتاب القراءة التفسير البيهقي من عند نفسه فانه
فيه هكذا واخبرنا ابو الحسن علي بن احمد بن عبد الله بن احمد بن عبد الله بن عبد الله بن احمد بن الفضل
بن جابر بن يحيى بن يوسف بن عبيد الله بن عمر بن ابي عن ابي عن ابي قلابه عن انس بن رسول الله
صلى الله عليه وسلم صلى باصحابه فلما قضوا صلواته اقبل على القوم فوجه الحديث ثم قال البيهقي
مد سرويته احتج به البخاري في جملة ما احتج به في كتاب القراءة خلف الامام قال ابو النعمان
وهذا السياق ليس يدل على التفسير فقد يدل على ان البيهقي حكى عن البخاري انه احتج به في
جملة ما احتج به وهذا امر اخر لانه حكاه البيهقي عن البخاري لا التفسير البيهقي من عند نفسه
ولذلك ان البيهقي لم يقل في كتاب القراءة بعد سرويته حديث ابي قلابه عن انس هذا الحديث
مصحح بل قال بعد سرويته حكاه عن البخاري احتج به البخاري في جملة ما احتج به في كتاب
القراءة خلف الامام ولم يحكم البيهقي بنفسه بشئ من الصحة او الضعف على هذا الحديث
كما حكم بنفسه بالصحة مع ذكره احتج به غيره في كتاب القراءة مثلاً على حديث محمد بن ابي
عائشة عن راجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ان قال هذا الحديث صحيح احتج به محمد
بن اسحق بن خزيمة رحمه الله تعالى في جملة ما احتج به في هذا الباب ويدل على ان طريق ابي
قلابه عن انس ليست بمحفوظة عند البيهقي قوله في كتاب القراءة قال اسمعيل عن خالد
الخداعي قلت لابي قلابه من حديث هذا قال محمد بن ابي عائشة انتهى واما ما
احتج به البخاري في جزء القراءة مثلاً من طريق عبيد الله بن عمر بن ابي عن ابي قلابه عن
انس بن فروع كما حكى عنه البيهقي في كتاب القراءة مثلاً ففيه ان الطريق غير محفوظة
خالفه غير واحد من الحفاظ من اصحاب ابي ايوب فروودا عن ابي ايوب عن ابي قلابه عن النبي
صلى الله عليه وسلم عن سلا منهم حماد ودهيب اسمعيل بن عتبة وعبد الوارث بن سعيد
قال السيموي فالخلاص ان طريق ابي قلابه عن انس لم يات بها غير عبيد الله بن عمر
وخالفه غير واحد من الحفاظ فثبت ان اسرعه ابن حبان ليس له اب بل الحق ما قال
البيهقي من ان طريق ابي قلابه عن انس ليست بمحفوظة انتهى قال صاحب الكبار
سوى البيهقي في كتاب القراءة مثلاً اول حديث انس بن عمر بن ابي عن ابي ايوب
عن ابي قلابه عن انس بن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى باصحابه الحديث ثم قال
البيهقي احتج به البخاري في جملة ما احتج به في كتاب القراءة خلف الامام ثم سوي هذا
الحديث من طريق ابن عتبة عن ابي ايوب عن ابي قلابه عن انس ثم قال وقصه اسناداً عن
فروودا عن ابي ايوب عن ابي قلابه عن انس صلى الله عليه وسلم ثم ذكر روايا حكم ثم قال البيهقي

الاولى ان يقول صاحب الكبار بقوله العبرة بالذكر الميموي من وجه تصنيف اسناد
 هذا الحديث من التبيين لا بكلمة في الظرفية الا ان يقال انها بمعنى من واما قوله فهو مبنى
 على غفلة عن اصول الحديث **ففيه** ان العرف له غفلة وجهالة بما في كتب الاصول ان
 الاسناد المعنع له حكم الاتصال اذا ثبت المعاصر بين الراوي والمروي عنه وهذا منتبه انشاء
 الله تعالى فيايبا قال صاحب الكبار قلت غفلة الميموي غفلة شديدة فانه علم ان المعاصر
 تشترط في قبول المنفعة وبشرطها حكم بالاتصال ولكنه لم يدرك معنى المعاصر فلذلك تفوه بالقوة
 واعلم ان المراد بالمعاصرة عند المحدثين امكان اللقاء بين الراوي والمفعول وبين من
 روى عنه قال العلامة السيوطي في تدريس الراوي منهم من لم يشترط شيئا من ذلك والكتفي
 بامكان اللقاء وغيره بالمعاصرة **استحق** قال ابو الميموي ان مسلما ومن تبعه قد اكتفى
 بامكان اللقاء ولم يشترط ثبوت التلاقي والاجتماع والمراد بامكان اللقاء عند مسلم
 ثبوت المعاصرة لا ثبوت التلاقي والاجتماع كما قال السيوطي في التدريس بقوله منهم
 من لم يشترط شيئا من ذلك واكتفى بامكان اللقاء وغيره بالمعاصرة **استحق** يعني و
 عبر عنه بثبوت المعاصرة بتقدير المضاف واقامة المضاف اليه مقامه بدليل
 ما قال السيوطي في التدريس صفحة ٢٣، يكفي ان يثبت كونها
 في عصر واحد وان لهيات في خبراتها اجتماعا او تشافها **استحق** وقال الحافظ ابن
 حجر في شرح الذهبية مشهورة وعنصرة المعاصر محمولة على السماع فتشترط حملها على
 السماع ثبوت المعاصرة الا من ملأ فاتها ليست محمولة على السماع وقال هو في
 مقدمة التكملة انما يراى من نقله عن مذهب مسلم ان الاسناد المعنع له حكم الاتصال
 اذا انفصل المعنع ومن عنع عنه وان لم يثبت اجتماعها الا ان كان المعنع مالا
 استحق بوقال مسلم في صحيحه ان انقول الشافعي المتفق عليه بين اهل العلم بالاخبار
 والروايات قد يما واحد يثا ان كل رجل ثقة روى عن مثله حديثا وجاز اثره من له
 لقائه والسماع منه كوكها جميعا كما في عصر واحد وان لهيات في خبر قضا اجتماعا او تشافها بكلام
 فالرواية ثابتة بالجملة الزامية الا ان تكون هناك لالة شينة ان هذا الراوي لم يلق من روى عنه او لم
 يسمع منه شيئا انتهى وقال الشيخ الهادي في المقدمة يشترط في العنقة المعاصر عند مسلم واللقاء عند
 البخاري والاخذ عند قوم اخرين وقال الشيخ الكوفي في ظهرا الا في مذهب مسلم ومن تبعه الى انه
 يكفي في حكم الاتصال امكان التلاقي و**ثبوت** المعاصر بينهما فاذا عرفت هذه الاقوال فنقول اذا
 لم يثبت المعاصرة لم تكن هي بين محمد بن ابي عائشة ورجل من الصحابة لانه من الطبقة

الرابعة التي جل برها ويقدم عن كبار التابعين وهو قد رواه عن رجل من الصحابة مضغنا و
 لم يصحح السماع ولم يذكر اسم حتى يظن انه ادركه زمان ذلك الرجل امر لا فالاسناد منقطع
 والعنقة لا تقبل الا اذا رواه الراوي غير مدلس من معاصرة لان المعاصرة لا تشترط في
 العنقة عند مسلم واللقاء عند البخاري واذا ثبتت المعاصرة فلا يجوز من مظنة الانقطاع
 ولا يحكم لاسناده بالاتصال كيف وروايت جلهما عن كبار التابعين واما عن الصحابة فقليلة
 جدا فوضح لك هذا اجمع ان المتعقب نفسه في غفلة شديدة وجهالة عظيمة بما في الاصول
تعليمية وهذه العبارة يعني فاعلم ان المراد بالمعاصرة عند المحدثين امكان اللقاء بين
 الراوي والمفعول وبين من روى عنه فخلط لا تصح عند اهل العربية المهررة فالصواب ان يقول
الكبار بين الراوي والمفعول وبين من روى عنه بلا تكرير لفظة بين فان العلامة الحريري
 قال في كتابه درة الغواص في ادغام الحواص وروى ويقولون المال بين يزيد وبين غيره فذكر
 لفظة بين فيوهون فيه والصواب ان يقال بين يزيد وغيره كما قال سبانه وتعالى من بين
 فرات ودم والعلة فيه ان لفظة بين يقتضي الاشتراك فلا يدخل الاعلى منى او مجموع
 كقولك المال بينهما والدار بين الاخوة فاما قوله مذ بين بين ذاك فلان لفظة ذلك
 تؤدي عن شيئين وان كانت مفردة الا ترى انك تقول ظننت ذلك فنقوم لفظة ذلك مقام
 مفعولي ظننت فكان تقدير الكلام في الآية مذ بين بين الفريقين وقد كسفت سبحانه هذا
 التاويل بقوله لا اتي هؤلاء ولا اتي هؤلاء وظنيرة لفظة احد في قوله تعالى لا تفرق بين
 احد من رسله وذلك ان لفظة احد يستغرق الجنس لواقع على المتشعب والجمع وليست بالجمع
 بمعنى واحد بدليل قوله تعالى يا سماء النبي لسانك احد من النساء وكذلك اذا قلت ما جاء احد
 فقد اشتمل هذا النقي على الاستغراق الجنس من الذكر والمؤنث المتشعب والجمع وقوله تعالى نبي محبا
 ثم يولف بينه واما ذكر السحاب وهو جمع لانه من قبيل الجمع الذي بينه وبين واحدة الهاء
 وهذا النوع من الجمع مثل الشجر والسحاب والنخل والبنان يجوز تذكيره وتانيته كما قال سبانه
 في سورة القمر كأنهم اعجاز نخل منقعر وقال تعالى في سورة الحاقة كأنهم اعجاز نخل خاوية ثم قال
 الحريري كرم الله مشاهدا وان الذي اوجههم لزوم تكرير لفظة بين مع الظاهر ما رآه من
 وجوب تكريرها مع المضمهر في مثل قوله عز وجل هذا اخراق بني وبنيتك وقد وهو في المبالغة
 بين الموطئين وخفي عليهم الفرق الواضح بين الموضعين وهو ان المعطوف في الآية قد عطف على
 المضمهر المجزوء الذي من شرط جواز العطف عليه عند النحويين من اهل البصرة تكرير الجار فيه
 كقولك مسرات بك وبزيد واما لم يجز البصريون تجريد العطف على المضمهر المجزوء لانه اسندة

الصالة ينزل منزلة أحد حروفه أو التثنية منه فلهذا المبحر العطف عليه كما لا يجوز العطف على
 التثنية ولا على أحد حروف الكلمة انتهى فخصه ثم قال صاحب **الابكار** فاذا عرفت هذا فاعلم
 ان اللقاء بين محمد بن ابي عائشة ورجل من الصحابة ممكن فانه من الطبقة الرابعة ومن في
 الطبقة لا يمتنع لقاءه من الصحابة سواء سموا اوله سيموا بل يكن ولذا كان يكون روايته من الصحابة
 ولو على القلة ولذا حكى المحدثون بالارتباط حديث من في هذه الطبقة اذا عنع عن رجل
 من الصحابة غير مسمى بشرط برأيه من الذي ليس روى ابوداود عن موسى بن عبد الله بن يزيد عن
 امرأته من بني عبد الاشهل قالت يا رسول الله ان لنا طريقا الى المسجد فحدثت فموسى بن
 عبد الله تابعي من الطبقة الرابعة وروى هذا الحديث عن امرأة من الصحابيات غير مسماة بالقبعة
 ومع هذا حكم الحافظ المنذري بصحة هذا الحديث قال الخطابي في معالي السنن والحديث فيه مقال
 لان امرأة من بني عبد الاشهل مجهولة والمجهول لا تقوم به الحججة انتهى قال المنذري متعقباً على
 الخطابي ففيه نظر فان جملة اسم الصحابي غير موفرة في صحة الحديث انتهى قال **الابكار**
 قول صاحب **الابكار** لفظ بل يكن في العبارة المذكورة وهي فانه من الطبقة الرابعة ومن في الطبقة
 لا يمتنع لقاءه من الصحابة سواء سموا اوله سيموا بل يكن هو غلط لان بل من حروف العطف
 موضوعة للاضراب فليس يحملها هنا فكان من السواب ان يقول هكذا ومن في الطبقة يمكن
 لقاءه من الصحابة سواء سموا اوله سيموا او يقول ومن في الطبقة لا يمتنع لقاءه من الصحابة
 سواء سموا اوله سيموا بخلافه بل يمكن قول صاحب **الابكار** ههنا بل يكن لا يجوز ان يخبر
 من اشد الخاطا تحته اللهم الا ان يقال كما في معنى البيت ان بل قد جاء بالارتباط من غرض
 الى اخره كما جاء للابطال انتهى وقال الامام ابن عيينة الخوي في شرح المفضل بشرحته وروى
 ان الاضراب له معنيان احدهما البطل الاول والرجوع عنه والخطا والفساد والاخر انطاله
 لانقاء مد ذلك الحكم وعلى ذلك ياتي في الكتاب العزيز يخبر قوله تعالى انون الذي كان من
 العلمين فقال بل انتم عاديون كانه انقضى مدة القصة الاولى واخذ في قصة اخرى ولم يرد ان
 الاول لم يكن وكذلك قوله بل سولت لكما نفسيكما امر انصبر جميل انتهى قال الشيخ ابن الجا
 في شرح الكافية وقد ياتي بل في الجمل بمعنى تركها لاول والاخذ فيها هو اهم منه مثل قوله تعالى
 ام يقولون افترا بل هو الحق من ربك فظنوا كثرة استغنى وقلنا ان بل من حروف العطف
 موضوعة للاضراب فمد كسر في الخوق قال ابو جنى الفارسي في كتاب الايضاح ومن حروف
 العطف بل وهي تسعمل بعد النفي والايجاب وقال ابن الحاحب المالكى في الايضاح شرح المفضل
 بل للاضراب مطلقا كان الاول مقبلا او منقيا فاذا قلت جاءني زيد بل عمر فقد اضربت

عن نسبة المبحر الى زيد وان ثبت لعمر وهو اذن من باب الغلط فلا يقع مثله في القرآن ولا في
 كلام فصيح وما اذا قلت ما جاءني زيد بل عمر فيجوز ان يكون من باب الغلط فيكون عمر وزيد
 غير جاءك ذلك قلت ما جاءني عمر فيجوز ان يكون مثبتا لعمر والمبحر فلا يكون غلطاً انتهى وقال صاحب
 الباب بل للاضراب عن الاول مثبتا كان او منقيا وهي بعد الاتبات للغلط وبعد النفي يحتمل الغلط
 ويحتمل اثبات الثاني وقال صاحب دفع المسالك الى الفية ابن مالك واجاز المبركون حرف
 بل ناقلة معنى النفي والنفي لما بعد لا فيجوز على قوله ما زيد قائم بل قاعد على معنى بل هو قاعد
 ومذهب الجمهور انما لا تقيد نقل حكم ما قبلها لما بعدها الا بعد الايجاب والامر نحو قام زيد بل
 عمر وواضح بن زيد ابل عمر واستحق وهكذا فيما بعد ذلك من كتب النحو كضوء المصباح وكشعر
 الايضاح العلامة حسن بن البناء المصري وهذا شرح لطيف على كتاب الايضاح لابن حلي الفارسي و
 كشرح الكافية اعني ما شرحها المصنف نفسه وشرحه الشيخ الرضي وشرحه المولانا الجا في الفوائد
 الضيائية واما قوله روى ابوداود عن موسى بن عبد الله بن يزيد عن امرأة من بني
 عبد الاشهل قالت يا رسول الله ان لنا طريقا الى المسجد فحدثت فموسى بن عبد الله تابعي
 من الطبقة الرابعة وروى هذا الحديث عن امرأة من الصحابيات غير مسماة بالقبعة ومع
 هذا حكم الحافظ المنذري بصحة هذا الحديث ففيه ان الخطابي قد قال كانت نظره قال فيه مقال
 لان امرأة من بني عبد الاشهل مجهولة والمجهول لا تقوم به الحججة انتهى واما ما قال المنذري
 من ان فيه نظر فان جملة اسم الصحابي غير موفرة في صحة الحديث ففيه ان جملة اسم الصحابي
 ليست قاصرة اذا رواه التابعي عن الصحابي مصرحاً بالسمع واما اذا رواه عن جماعة اسم الصحابي موثراً في صحة
 الحديث قال النيسابوري في الجواهر الثاني في الصحابة وان لا يصرحوا بالسمع لكن الصير في فرق بين من يرويه التابعي عن الصحابي
 معتقدا ومصرحاً بالسمع وهذا الفرق لا بد منه لانه من شرط الاتصال ادراك الراوي
 من روى عنه والجملة تجمله الا ان يذكر ما يدل على السماع وقد قال العراقي ان ما قاله الصير
 هو حسن متجه وكلام من اطلق قوله محمول على هذا التفصيل انتهى ثم قال صاحب **الابكار**
 وكذلك كثير من الاحاديث قد رواه من في الطبقة الرابعة عن الصحابة غير مسمين بالقبعة
 وقد حكم عليها الحافظ بتصالها بل اخرج البخاري ومسلم في صحيحهما رواية من في الطبقة
 الرابعة الذي روى عن رجل من الصحابة غير مسمى بالقبعة فاخرج حديث صاحب بن خوات
 عن علي بن النضر بن عبد الله عليه وسلم يوم ذات الرقاع وصاحب بن خوات من الطبقة الرابعة
 كما صرح به الحافظ في التقريب فلو كان مثل هذه الروايات منقطعة لما اخرجها في صحيحهما
 انتهى قال **الابكار** قال صاحب **الابكار** مثل ما قال العلامة ابن الزككاني في كتابه

الجوهري النقي حيث قال وقد خرج البخاري في صحيحه حديث صالح بن خوات عن علي بن
النبي صلى الله عليه وسلم في مذهب الرقاق وخرج مسلم في صحيحه حديث أبي سارة بن عبد
وسليمان بن يسار عن رجل من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الانصار ثم قال
ابن الترمذي ولو كان هذا واسماها هو سلافة الخنجر به الشيخان في صحيحهما انتهى قال ابن النقي
ما قال العلامة ابن الترمذي في تحفة نظرائه ما أخرجه البخاري ومسلم من حديث صالح بن خوات
عن رجل من الصحابة غير مسمى فهو سهل بن أبي حنيفة بن ابنة خوات بن جابر كما رجحه الحافظ
في الفتاوى الذين ان رجلا من الصحابة هو خوات بن جابر ايضا لم يتحقق ادراكه وسامعه
من ابيه من رواية ابن منداه في معرفة الصحابة ومن رواية البيهقي على ما قال الحافظ في
الفتح فليس في حديث صالح بن خوات عن علي بن النبي صلى الله عليه وسلم قطرة الانقطاع
فلذلك احتج به الشيخان وقال الشافعي والي الله الدهلوي في حجة الله باللغة اما الصحيحان
فقد اتفق المحدثون على ان جميع ما فيها من المتصل المرفوع صحيح بالقطع انتهى وقال
الحافظ ابو الفضل محمد بن طاهر المقدسي المتوفى ٥٠٠ في اسماء رجال الصحيحين من صحبه
عندهم ان كل من اخبرنا حديثه في هذين الكتابين وان تكلم فيه بعض الناس بكون
حديثه حجة انتهى وقال الكوفي في ديباجة الكواكب الدار اشرى شرح صحيح البخاري
المصنف ٥٠٠ وكان الجامع الصحيح للامام البخاري اجل الكتب الصحيحة نقله ورواية
انتهى مختصرا ثم اظهر ان البيهقي ذكر في باب تفریق الموضوع من سننه الكبرى حديثا
عن خالد بن معدان عن اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم انه عليه السلام راى رجلا
الحديث ثم قال وهو مرسى لكن تعقب عليه هذا العلامة ابن الترمذي بقوله قلت تسمية هذا
مرسلا ليس بجيد لان خالد هذا ادرى جماعة من الصحابة وهم عدول فلا يصحهم الجحالة
انتهى قال ابو النقي هذه اعتراض لا يرد عليه لان خالد بن معدان من الطبقة الثا
يرسل كثيرا وهو لم يصحح بالساعة اذ بالتحديث في هذه الرواية من ذلك الصحابي ولم يذكر
انه ادراك زمان ذلك الصحابي ام لا فجاء اسم الصحابي في هذا الصنيع مضمنا في الاسناد
فاذا عرفت هذا فيقال ان ما في الجوهر النقي من قول العلامة ابن الترمذي في تسمية هذا مرسلا
ليس بجيد فهو غير جيد بل الحق ما قاله البيهقي وهو مرسى وكذا قول ابن الترمذي في باب النقي
عن ذلك اي فضل المحدث من كتابه الجوهر النقي ان مثل هذا ليس مرسلا بل هو متصل لان
الصحابة كلهم عدول فلا يصحهم الجحالة ليس بصواب لان ما قالوا ان جحالة اسم الصحابي
لا تضرب في الاسناد فمحمول على ان يرويه التابعي من الصحابي مصرحاً بالساعة كما نص بال

العراقي وان كان التابعي لم يصحح بالساعة من الصحابي وله يتحقق ادراكه ولم يذكر اسمه حتى
يظهر انه ادراك زمانه ولا فجاء اسم الصحابي مضطرا في الاسناد ولذا لم يوجه النقي
الى قول ابن الترمذي وشرحه بقول البيهقي في باب تفریق الموضوع من سننه الكبرى من
ان الحديث هو مرسى ثم قال النقي انتهى ومع ذلك فيه حلة اخرى وهي ان طريق
قلاية عن محمد بن ابى عائشة عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ايضا غير محفوظة
وان زعمها البيهقي وغيره خلافه لان قد تقدم حاله الخذا او خالفه ايوب السخني في قوله
عن ابى قلاية عن النبي صلى الله عليه وسلم سلا وقد ارساه خالد الخزاز ايضا عند ابى بكر
بن ابي شيبة قال في مصنفه حدثنا هشيم قال ناخلة عن ابى قلاية ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال لا صحابة هل تقرؤن خلف امة قال بعضنا نعم وقال بعض لا فقال ان تكون امة
فليقر احدكم فاتحه الكتاب في نفسه ثم قال النقي والصواب عن ابى قلاية عن النبي صلى الله
عليه وسلم سلا ورواه خالد الخزاز عن ابى قلاية عن محمد بن ابى عائشة عن رجل من اصحاب النبي صلى الله
عليه وسلم والرسول الصحيح انتهى قال صاحب الاركان سملت الحق والصواب ان طريق
ابى قلاية عن محمد بن ابى عائشة موصول محفوظ ولا تكون بقدر حال الخذا عنها غير
محفوظة فانه ثقة حافظ ثبت احتج به اصحاب الصحاح قال الذهبي في تذكرة الحفاظ خالد
الحذاق وهو الحافظ الثبت وثقه احمد بن حنبل وابن معين واحتج به اصحاب الصحاح انتهى
كلام الذهبي وقال الحافظ في مقابلة فتح البخاري احد الثقات وثقه احمد وابن معين و
النسائي وابن سعد وقال في التهذيب وثقه ابن معين والنسائي وقال احمد ثبت انتهى فذلك
قال البيهقي في معرفة السنن والآثار ورواه ايوب عن ابى قلاية فامسله والذي وصله
حجة ورواية ايوب له شاهدته انتهى قال ابو النقي كيف تكون طريق ابى قلاية عن
محمد بن ابى عائشة عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم محفوظة وقد تقدم خالد
الحذاق وخالفه ايوب السخني في وهو وثق من خالد الخزاز قال الحافظ في التقریب في ترجمته ثقة
ثبت حجة من كبار الفقهاء والعباد انتهى وقال الذهبي في تذكرة الحفاظ في خالد الحذاق وهو الحافظ
الثبت ابو المنانزل خالد بن مهران البصري حدثنا البصرة وثقه احمد بن حنبل وابن معين
واحتج به اصحاب الصحاح وقال ابو حاتم لا يحتج به انتهى وقال الذهبي في ديباجة الميزان
اعلى العبارات في الرواة المقبولين ثبت حجة وقال العلامة محمد عبدالحى الكونى شيخ
النقي في الرفع والتكليف والحجة اقوى من الثقة فظهر عند ان ايوب السخني في وثق

من خالد الخذاء انه ثقة ثبت حجة وثقة اذا خالف الثقات او من هو اوثق منه فروايتهم
لا تقبل وتكون شاذة غير محفوظة كما في الاصول **واما** قوله ولذلك قال البيهقي في المعرفة
ورواه ايوب عن ابي قلابه فارسه والذي وصله حجة **فقيه** ان النيموي قال متعبا
على البيهقي ان طريق الارسل ارجح من طريق الوصل لان خالد الخذاء او كان ثقة
لكنه قد اشار ابن زبير الى ان حفظه تغير لما قدم من الشام وقال ابو حاتم الجعفي به
واما ايوب السخيتي في فقال الحافظ في التريب ثقة ثبت حجة من كبار الفقهاء العباد متقي
والمتقدم في الوصل والارسل اذ لم يستوروا بيان ان العبرة للاقوى والحكم للراجح ويقال
له المخطوط ومقابلته الشاذ قال صاحب **الابكار** ولو سلمنا ان حفظه تغير لما قدم من الشام
فلا يضر فيما نحن فيه فانه روى الحديث الموصول عن خالد الخذاء شعبة ايضا كما روى عنه سفيان
الثوري وقد تقدم مما راى ان شعبة لا يروي عن شيوخه الا صحيح احاديثهم روى البيهقي
في كتاب القراءة باسناد كاهن سفيان عن خالد الخذاء عن ابي قلابه عن محمد بن ابي عائشة
عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلمكم
تقرون والامام يقرأ الحديث قال البيهقي واخبرنا ابو عبد الله الحافظ انا ابو علي الما يظن انا
ابو بكر محمد بن يحيى بن حزيمة نا محمد بن جعفرنا شعبة عن خالد الخذاء وقد ذكره باسناده متقي
قال **ابن النيموي** قاله صاحب **الابكار** من ان شعبة لا يروي عن شيوخه الا صحيح احاديثهم
ففيه انه لو سلم انه لا يروي الا عن ثقة على ما زعمه فهذا ايضا لا يفيد شيئا فان النيموي
لم يقل ان خالد الخذاء ليس بثقة بل قال ثقة الا انه ليس باوثق من ايوب وقد تقدم خالد
الخذاء وخالفه ايوب السخيتي وهو اوثق من خالد الخذاء او استدلال على ذلك بما قال الحافظ
في التريب ان ايوب السخيتي ثقة حجة من كبار الفقهاء العباد وان صاحب **الابكار** لم يقدر
على ان يرفع فقر دخل الخذاء او على ان يثبت انه اوثق منه او مثله فاذا لم يقدر عليهما
فيقال ان المتقدم في الوصل والارسل اذ لم يستوروا بيان ان العبرة للاقوى والحكم للراجح
قال النيموي في الجزء الثاني من آثاره السنن قال الحافظ ابن حجر في تلك على ابن الصلاح ان مذهب
اهل الحديث ان شرط الصحيح ان لا يكون الحديث شاذ او ان من ارسل من الثقات ان كان
ارجح من وصل من الثقات قدم وكذا بالعكس استحق وقال في شرح النخبة فان خوف اي
الراوي ارجح منه لمزيد ضبط او كثرة عدد او غير ذلك من وجوه الترجيحيات فالراجح يقال له
المحفوظ ومقابلته وهو المروج يقال له الشاذ ومن المعلوم انه لم يندفع برواية شعبة وغيره
عن خالد الخذاء ما اثبت النيموي ان في الحديث علة اخرى وهي ان طريق ابي قلابه عن محمد

بن ابي عائشة عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ايضا غير محفوظة لانه قد تقدم
خالد الخذاء وخالفه ايوب السخيتي وهو اوثق منه والثقة اذا خالف الثقات او من هو
اوثق منه فروايتهم لا تقبل وتكون شاذة غير محفوظة **العلم** لان ابا قاله صاحب **الابكار** من
ان شعبة لا يروي عن شيوخه الا صحيح احاديثهم تبعا للحافظ ابن حجر حيث قال في العلم ان
شعبة لا يعمل عن مشايخهم الا صحيح احاديثهم فنية نظرا لان شعبة والثوري كليهما قد
يرويان عن الحسن بن علي بن كجر بن الجعفي وقد قال السخاوي في فتوح الغيب في معرفة من تقبل
روايتهم ومن ترددوا ما روى غير العدل فلا يكون ثباتا اتفاقا ثم قال السخاوي في فتوحه
فتحه من كان لا يروي الا عن ثقة الا في النادر الامام احمد وبقي بن مخلد وحرز بن عثمان
وسليمان بن حرب وشعبة وابنه وعبد الرحمن بن هدي فذلك وبقي بن سعيد القطان و
ذلك في شعبة على المشهور فانه كان يتبع في الرجال ولا يروي الا عن ثبت والافق قال
احمد بن علي سمعت شعبة يقول لولا احد ثقتهم الا عن ثقة لما حدثتكم عن ثقتهم وفي نسخة
ثلاثين وذلك اعتراف منه بانه يروي عن الثقة وغيره فينظر وعلى كل حال فهو لا يروي
عن متروك ولا عن اضعف على ضعفه انتهى كلام السخاوي ثم قال صاحب **الابكار** و
الحاصل ان طريق ابي قلابه عن محمد بن ابي عائشة عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
وسلمة محفوظة كما قال البيهقي وغيره وهو الصواب وان ذهب الدارقطني في كتاب العلل
الى خلافه انتهى قال **ابن النيموي** هذا قول صاحب **الابكار** يعني على نفسه فان
النيموي قد حكم بحجة قوية على طريق ابي قلابه عن محمد بن ابي عائشة عن رجل من اصحاب
النبي صلى الله عليه وسلم **واما** ما روى جعفر بن عيسى في كتابه العلل والتصويب
ليس بصواب بل الصواب ما ذهب اليه الدارقطني والنيموي والله اعلم وقال النعيم في العلامة
فصل الله الثاني في فتح المصنفين من مسلمة والى سائر صحة هذه الاحاديث فيقول ان يكون
محقق قوله وليقرأ او الا ان يقرأ احدكم بقاحة الكتاب في نفسه ان يقرأها حال كونه في نفسه
اي وحده لا في جماعة فهذا حكم المنفرد بحد بيان حكم المقتضى وهو كما قال ابن عمر اذ صلى
احدكم خلف الامام فحبه قراة الامام واذا صلى وحده فليقرأ امرؤا والى ذلك في الموطأ باسناد
عصم بن واكرمان ان معنى قوله في نفسه هو وحده فهو ما ذكر في روح المعاني وغيره تحت
قوله تعالى وقول لهم في انفسهم قولا بليغا اي قل لهم خاليا ليس معهم وقول النبي صلى الله
عليه وسلم الذبح في نفسه تسبيحا للذكر في الصلاة في حديث البخاري والملاء الجماعة انتهى
ثم قال **النيموي** في الباب اثنا عشر من الصحابة رضي الله عنهم بها اخرج

الجباري في جزءه والطحاوي والدارقطني عن أبي اسحق الشيباني عن جواب التيمي عن
يزيد بن شريك قال سألت عمر بن الخطاب أقرأ خلف الإمام قال نعم قلت وان قرأت
يا أمير المؤمنين قال وان قرأت استغنى قال الدارقطني هذا أصح من قول النعماني
جواب التيمي فمختلف فيه وثقه ابن معين ووضعه ابن خزيمة في الأثرين وقال الثوري مرسى
بحر جان وبها جواب التيمي فلم اعرض له قال صاحب **الابكار** اما قول الثوري فلم اعرض
له فعند معارضه له انما هو لاجراءه قال في الميزان قال الثوري مرسى بحر جان وبها جواب
التيمي فلم اعرض له يعني لاجراءه استغنى والظاهر ان النعماني نقل عبارة وقال الثوري في
عن الميزان ولكنه لم ينقل لفظ يعني لاجراءه وهذا ليس من شأن اهل العلم قال **ابن النعماني**
لا يخفى ان كلام الثوري انما هو مرسى بحر جان وبها جواب التيمي فلم اعرض له فقط ولا يفهم
من هذا القدر ان اعراضه عن جواب التيمي من أي وجه كان وانما لفظ يعني لاجراءه تفسير
من الذهبي وصرام النعماني نقل قول الثوري لا نقول الذهبي فلذا لم ينقل لفظ يعني لاجراءه

باب في ترك القراءة خلف الامام في الجهرية

ذكر فيه النعماني اولاً قول الله تعالى واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم تتقون
ثم قال واخرج البيهقي عن الامام احمد قال اجمع الناس على ان هذه الآية في الصلوة انتهى
قال صاحب **الابكار** قلت كذلك قال الحافظ الزيلعي في نصب الراية وقوله النعماني و
ذكر غير واحد من العلماء الحنفية هذا القول في رسالتهم مقلدين له وفي لم اجد هذا
القول في كتاب القراءة للبيهقي ولا في كتاب المعرفة له ولا ادري انه في أي كتاب له
قال **ابن النعماني** وفي مراجعتي ايضا كتاب القراءة والمعرفة كلاهما للبيهقي ثم راجعت
سننه الكبرى فما وجدت في هذه الكتب الثلاثة نعله في كتابه الاخر وقوله وفي لم اجد
هذا القول في كتاب القراءة للبيهقي ولا في كتاب المعرفة له ولا ادري انه في أي كتاب له
هو كذا في القول فالاولى ان يقول وفي لم اجد هذا القول في كتابه كتاب القراءة ولا في
كتابه المعرفة ولا ادري انه في أي كتاب به ثم قال صاحب **الابكار** وعزاه الزيلعي
الى البيهقي ولكنه لم يذكر انه في أي كتاب اخرجه فيه والظاهر عندي انه وهم من الحافظ
الزيلعي كيف وقد كان المختار عند الامام احمد القراءة خلف الامام قال **ابن النعماني**
قول الامام احمد اجمع الناس على ان هذه الآية في الصلوة نقله عنه غير واحد من العلماء

منهم ابو عمر في التمهيد وابن تيمية في فتاواه قال ابن تيمية وقد استفاضت عن السلف المتقدمين
في القراءة في الصلوة وقال بعضهم في الخطبة وذكر ابن حنبل الاجماع على انها نزلت في ذلك وذكر الاجماع على
انه لا تجزئ الا على المأموم **الحكم** وقال في العرف الشاذي قال رجل ان البيهقي لم يعقل عن
احمد في كتاب القراءة وعرضه الاعتراض على الزيلعي اقول ان الزيلعي لم يحل ان كتاب القراءة ليس
ذلك الرجل الجاهل على ان اباعه ايضا نقل عن احمد بن حنبل في التمهيد انتهى قوله احمد بن
الشنذلي قلت لعل المراد بالرجل الجاهل هو هذا صاحب **الابكار** وقال مولانا محمد ادرسي في كتابه
في التلخيص الصليح على مشكوة المصابيح **الحكم** نقل عن الشرح الكبير واخرجنا بحمهم الله تعالى
بقوله تعالى واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم تتقون قال سعيد بن المسيب ومحمد بن
كعب بن الزهري وابراهيم بن الحسن انها نزلت في شأن الصلوة قال احمد في رواية ابو داود اجمع
الناس على ان هذه الآية نزلت في الصلوة وقال الامام القرطبي قبل انها نزلت في الخطبة وهذا
ضعيف لان القرآن فيها قليل والايات يجب في جميعها وايضا الآية مكية ولو لم يكن بمكة
خطبة واجبة استغنى كلامه في تفسيره **واقول** صاحب **الابكار** وقد كان المختار عند
الامام احمد القراءة خلف الامام **ففي** ان كان مراد **الابكار** ان المختار عنده القراءة
خلف الامام في الجهرية اذا كان المأموم قريبا من الامام خلفه وسمع قراءته فهو غير صحيح
فان المختار عند الامام احمد القراءة خلف الامام هو في السرية لا في الجهرية اذا سمع
القراءة الا اذا لم يسمع بسمع البعد قال العلامة ابن تيمية في فتاواه اذا جهر الامام استمع
قراءته فان كان لا يسمع لبعد فانه يقر في اصغر القولين وهو قول احمد وغيره وان كان
لا يسمع لصحبه اركان يسمعه همهمة الامام ولا يفقهه فيقول ففيه قولان في مذهب احمد وغيره
الافضل انه يقر لان الفضل ان يكون اما مستمعا او قاربا وهذا ليس بمستمع ولا يحصل له
مقصود السماع فقرأته افضل من مكوتة استغنى كلامه وقال العلامة الشافعي في كتاب الميزان
ووجه استحباب احمد القراءة في الجهرية خوف الامام دون الجهرية قوله تعالى واذا قرأ القرآن
فاستمعوا وانصتوا فخرج الصلوة السرية فانه لا يصح السماع فيها ولا الايات فكانت
القراءة خلف الامام فيها اولى استغنى ثم قال **ابن النعماني** في تلخيص انما السنن قوله فاستمعوا
له وانصتوا قلت قال البخاري في جزء القراءة تجيبا عن هذه الآية وقيل له احتجوا بقوله
الله تعالى فاستمعوا له وانصتوا اريد اذا لم يجهر الامام فيقرأ خلفه فان قال لا يطلع دعواه
لان الله تعالى قال فاستمعوا له وانصتوا فاستمع لما يجهر مع ان الاستماع قول الله تعالى
فاستمعوا لنقول يقر خلف الامام عند السكيات استغنى كلام البخاري في جزء القراءة

قال النبي صلى الله عليه وآله في الاستماع والانصات عند الجهر بالقرآن وما ترك القراءة خلف
 الإمام في السرية فله وجهان أحدهما أن أذهما لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم بوجه صحيح و
 ثانيهما أن حديث قراءة الإمام له قراءة يدل على ترك القراءة خلف الإمام في الصلوات
 كلها انتهى وقال مولانا **الشيخ الشافعي** في الاستماع صاحب سيرة النبي في رسالاته **السكيات**
 المقصدي على انصات المقدسي ردا على **أما الكلام** للعلامة الكوفي لا يقرأ الموم خلف
 الإمام كما في الجهرية ولا في السرية والحجة على ذلك الآية الكريمة وإذا قرأ القرآن فاستمعوا
 له وانصتوا فإن المطلوب إمران الاستماع والانصات فيجعل لكل منهما الأول يخص بالجهرية
 والثاني لا يخص على إطلاقه فيجب السكوت عند القراءة مطلقا كما في فتح المقدي راجع
 لكن عند النبي صلى الله عليه وآله قول العلامة **الشيخ الشافعي** نقلنا عن فتح المقدي ليس بصواب فذلك
 عرض عنه النبي صلى الله عليه وآله وقال إن الآية نص في الاستماع والانصات عند الجهر بالقرآن كما قال
 العلامة **ابن الحسن** في **شرح محمد الثاني** من ثلاثة علامات الكون في كتابه **تكملة** الشافعي في
 رسالات المقدسي ردا على العلامة **الشيخ** وأما الكلام للعلامة **الفاضل الكوفي**
 أن المواد بقراءة القرآن في الآية الكريمة هي القراءة الجهرية لا السرية قال **المتن** في
 تكملة الشافعي قول هذا الاستدلال وإن صدر من المؤلف تبعاً لصاحب فتح المقدي فكيف
 يجوز أن يتحقق بالردحيدراً فأن قد عرفنا أن الانصات ليس حقيقة في السكوت
 مطلقاً كما نرى من هو ما سكوت مستمع أو نفس الاستماع أو السكوت مع الاستماع كما في
 جميع الجاهل وبجملته الانصات ما عين الاستماع أو مستلزمه وعلى التقديرين يخص الانصات
 أيضاً بقراءة الجهرية كالاستماع أما على الأول فظاهره أنه على الثاني فلا انقطاع للأمر
 عن محل يستلزم انقضاء المزمور عن ذلك المحل ويثبت فقوله والأول يخص بالجهرية و
 الثاني لا يخص على إطلاقه ساقط لا ينبغي أن يصح إليه انتهى وقال أيضاً في كتابه
المتن كور أن في الآية الكريمة احتمالات ثلاثة لا أربع **الأول** أن يكون المراد بقراءة القرآن
 فيها القراءة الجهرية **والثاني** أن يكون المراد بها القراءة السرية **والثالث** أن يكون
 المراد بها القراءة مطلقاً اعم من أن تكون جهرية أو سرية لا سبيل في الثاني والثالث فلتعين الأول
 ما بطلان الثاني والثالث فمعنى على تمهيد ثلاث عقائد الأولى أن الاستماع هو الانصات وهو

له قوله ذكره انتهى الخ اس كتاب من وه غلطان في جرمول الشافعي في علم كورين بحثرت موفى
 من بيان كورين من قابل مبدك ب ١٢

بالفارسية كوش دشتن وصلته بالام قوله تعالى فاستمعوا له **والمقدمة الثانية** أن
 الانصات ليس حقيقة في السكوت مطلقاً كما نرى من هو ما سكوت مستمع أو الاستماع نفسه
 أو السكوت مع الاستماع كما في جميع الجاهل فيه انصت انصاتا اذا سكوت سكوت مستمع انتهى
 وفيه ايضا ومنه فقال طحمة الضنوي المهرزي الفتية والفتية مثل نصحتها ونصحت له
 المهرتختري الضنوي من الانصات وقد بته بالي فخذ في اي استمعوا الي **والمقدمة الثالثة**
 أن الاستماع والانصات كلاهما يختصان بالقراءة الجهرية وهذا ظاهر بعد تمهيد المنهتين
 الأوليين واذ تمهدت المقدمات الثلاث فنقول لو كان المراد بقراءة القرآن في الآية
 الكريمة الاحتمال الثاني لزم وجوب الاستماع والانصات اذا قرأ القرآن سرية وهو بطل
 لما انه يودي الى التكليف بالايضا وقد نفى الله سبحانه هذا النوع من التكليف من عباد
 بقوله لا يكلف الله نفسا الا وسعها وكذا لو كان المراد بها الاحتمال الثالث لزم وجوب الاستماع
 والانصات اذا قرأ القرآن مطلقاً واذ لزم وجوب الاستماع والانصات اذا قرأ القرآن مطلقاً
 لزم وجوب الاستماع والانصات اذا قرأ القرآن مطلقاً وهو باطل ايضا وهو باطل الاحتمال
 الثاني والثالث لتعين الاحتمال الاول وهو ان يكون المراد بقراءة القرآن في الآية الكريمة هي
 القراءة الجهرية وهو المطلوب انتهى كلامه **الفاضل الثاني** فقال صاحب **الابكار**
 جميعا عما قال النبي صلى الله عليه وآله من ان الآية نص في الاستماع والانصات عند الجهر بالقرآن بقوله
 لا شك في ان الآية نص في الاستماع والانصات عند الجهر بالقرآن كنى الاستدلال على منع
 القراءة خلف الامام في الصلوات الجهرية او مطلقاً غير صحيح الى ان قال ان الامام اذا قرأ
 الفاتحة خلف الامام في نفسه وبالسرية فلا يشغله عن استماع القرآن بل يكون عاملاً
 بهذه الآية واحديث قراءة الفاتحة خلف الامام انتهى قال **ابن النبي** ان المقدسي
 ما مور بالانصات بهذه الآية عند الجهر بالقرآن والانصات الاصغاف والاستماع فانه انما
 والقراءة ما تخل بالانصات اي بالاصغاف فكيف يكون عاملاً بالآية ثم قال **الابكار**
 لوسلان هذه الآية تدل على منع القراءة خلف الامام فاما تدل على المنع اذا جهر الامام فان
 الاستماع والانصات لا يمكن الا اذا جهر فنحن نقرأ خلف الامام في الصلوات السرية وفي الجهرية
 ايضا عند سكنته وهذا هو حاصل ما قال الجاهل بقوله احتجنا بك بقول الله تعالى الخ قال
ابن النبي قوله فنحن نقرأ خلف الامام في الصلوات السرية لا يوجب حديث صحيح
 لان القراءة خلف الامام في الصلوة السرية لم يثبت اذها عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 بوجه صحيح كما عرفت وكذا قوله وفي الجهرية ايضا عند سكنته لا يوجب لان القراءة عند

السكانات انهم عن النبي صلى الله عليه وسلم قال العلامة الاميري في سبل السلام
 بلوغ المرام ثم اختلف القائلون بوجوب قراءتها خلف الامام فقيل في محل سائر من الزيات
 وقيل في سكوتها بعد تمام قراءة الفاتحة ولا يدل على هذا من القولين في الحديث ان النبي قال
 ابن النعمان وما قول العلامة الاميري في كون كراهة هذا ابل حديث عبادته ابل على انها
 تقع عند قراءة الامام الفاتحة فيجيب بان حديث عبادته في القراءة خلف الامام
 حديث ضعيف وهذا العلامة النعماني قد بين ضعفه بأدلة قوية لم يسبق الي بعضها ذهن
 احد من المتقدمين فضلا عن المتأخرين قال مولف **الابكار** وما قول النعماني ان اذا
 يعني اذن القراءة خلف الامام في السرية لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم فمذهب
 على قلة المتأخرين فوطي القاصد كيف وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن
 لم يقرأ بفاتحة الكتاب وقال من صلى صلوة لم يقرأ فيها بام القرآن فهي خداج ثلاثا غير
 تمام فهذا الحديثان الصحيحان ان الصريحان كما يدلان بعمومهما على وجوب القراءة خلف
 الامام في السرية كذلك يدلان عليه في السرية ايضا اقول ان **ابن النعماني** قوله هذا ان
 الحديثان الصحيحان الصريحان يدلان بعمومهما على وجوب القراءة خلف الامام في الجهرية
 كذلك يدلان عليه في السرية غير صحيح لان حديثي الحديثين ليس فيهما لفظ خلف الامام
 بل هذا الحديثان بدون لفظ خلف الامام وقد قال الترمذي قال احمد بن حنبل معنى قول
 النبي صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب اذا كان وحده وقال ابو داود
 قال سفيان من يصلي وحده ثم قال صاحب **الابكار** ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لا تقرأوا الا بام القرآن فانه لا صلوة لمن لم يقرأ بها هذا الحديث ايضا يدل بخصومه على
 وجوب القراءة خلف الامام في الجهرية كذلك يدل عليه في السرية ايضا
 وكذلك سائر احاديث القراءة خلف الامام يدل عليه اقول **ابن النعماني** حديث
 عبادته بن الصامت في التماس القراءة قد مرى بوجه كلها ضعيفة وكذلك سائر احاديث
 القراءة خلف الامام كاضافة النعماني فنقول ان قوله ان اذا لم يثبت عن النبي صلى الله
 عليه وسلم بوجه صحيح لا يرب في صحته وليس هو على غلط التصيب ان قال صاحب **الابكار**
 وما قوله حديث قراءة الامام له قراءة يدل على ترك القراءة في الصلوات كلها ففيه
 ان هذا الحديث ضعيف بجميع طرقه انتهى قال **ابن النعماني** بل هو صحيح من
 طريق سفيان وشريك عن موسى بن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن جهم
 الحافظ احمد بن منيع في مسنده لا يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم على المشاع انما هو غير واحد من الصحابة

رضي الله عنهم قال صاحب **الابكار** ان دلالة القاطن المنع ممنوع ولو لم يثبت فيها انما
 المروعة انتهى قال **ابن النعماني** احاديث المروعة في هذا الباب كلها ضعيفة كما
 تقدم ميان بعضها ثم ذكر **ابن النعماني** بعد الآية الكريمة المذكورة حديث ابن موسى
 قال علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا قمتم الى الصلوة فليؤمكم احدكم وذا فرغ
 الامام فانصتوا قال رواية احمد ومسلم وهو حديث صحيح ثم قال فان قلت ان
 اباد اؤد وغيره طعنوا في هذه الزيادة ونهضوا انها ليست بخاتمة الحديث في الاصل
 الشيعي في هذا الحديث ثم اجاب عنه بان سليمان التيمي ثقة حافظ ثبت خطاطه في نسخة
 غير كما سيجي والحديث اخبره مسلم ثم قال في جامعه قال ابو اسحق قال ابو بكر بن
 ابي النضر في هذا الحديث فقال مسلم تريد احفظ من سليمان وقال الحافظ ابن حجر في الدرر
 قال ان سفيان صاحب مسلم سمعت ابا بكر بن اخنوخ بن ابي النضر يقول مسلم ان هذا الحديث
 طعن فيه فقال تريد احفظ من سليمان التيمي انتهى وقال المنذر بن ابي حمزة قد اخرج
 مسلم هذه الزيادة في صحيحه في حديث ابن موسى من حديث سليمان التيمي عن قتادة
 وضعفها ابو داود والدارقطني والبيهقي وغيرهم منهم تفر سليمان التيمي في ان قال
 ولم يورث عند مسلم تفر لا بها الثقة وحفظه وعلمها من حديث ابن موسى والبيهقي
 قال صاحب **الابكار** لا شك في ان سليمان التيمي ثقة لكنه ان الثقة قد يحكم وينظر
 قال **ابن النعماني** سليمان ثقة قد يحكم وينظر لحواله ان الانسان معرض للخطا والسيما
 لكن ههنا ليس كذلك فان التيمي لم يقر بجاهل ثقة حافظ ثبت وانه على هذه الزيادة
 عمر بن عامر وسعيد بن ابي عروبة عن قتادة عند الدارقطني والبيهقي والابن ابي حنبل
 سالم بن نوح وسالم بن اوان قال الدارقطني ليس بالقوي فقد اخرج له مسلم ابن خزيمة
 وابن حبان في صحيحهم وقال ابو داود في نسخة تصدق رواية على هذه الزيادة ابو عبيدة عن
 قتادة عند ابي حنبل كما بينه النعماني ولو فتح باب احتمال الخطا من سائر حافظ ضابط
 من غير حجة بيينة مع وجود المتابعة لم يبق اعتماد على رواية راووا هذا باب الرواية وقال
 الشيخ العلامة محمد انور خا الكفائي رحمه الله تعالى في كتابه فصل الخطاب ناجه اى
 سليمان التيمي على هذه الزيادة حماد بن عامر وهو من رجال مسلم وسعيد بن ابي عروبة
 عن قتادة عند الدارقطني وغيره من طريق سالم بن نوح الطاهر وهو من رجال مسلم ايضا
 رواية ابو عبيدة عنه عند ابي حنبل في صحيحه وهو ناجه بن الزبير ابو عبيدة في العتق
 الاخرى كما في الاسناد من الجند يساوى وقال مستقيم الحديث عن الثقات وكذا

قال هذا في عبد الله بن رشيد الراوي عنه ومناقبه الى عبيد هذه نقلها في حاشية
أنا السمان وقد صحح حديث الانصاب احمد بن حنبل واسحق وصاحبه ابو بكر الاثر
 ثم سلم ثم السمان من حيث اخر اجابه اياه في محبة ثم ابن جرير في تفسيره ثم ابو عمر
 ابن حزم ثم المذموم ثم ابن تيمية وابن كثير في تفسيره ثم الحافظ في الفهم واخرون و
 جواهر المالكية والحنابلة استخرجوا كلام العلامة الكشي قال ابن النعمان وهو صاحب السمعاني
 في الانساب هي هذه ابو عبد الرحمن عبيد الله بن رشيد الجند يساوي من اهل جند يسا
 بوري يروي عن ابي عبيد بن جماعة بن الزبير العنكي الاموي سروي عنه جعفر بن محمد بن
 حبيب بن الوراء واهل الهواز وهو مستقيم الحديث وابو عبيد بن جماعة بن الزبير
 من اهل جند يساوي يروي عن الحسن وابن سيرين وقادة سروي عنه عبد الله بن رشيد
 واهل بلن مستقيم الحديث عن الثقات انتهى ثم قال صاحب **الانساب** والمحملة
 ان الحافظ قد اجمعوا على ان سليمان التيمي وهم في هذه الزيادة واذا قرأنا فاضلنا ثم قال
 واما متابعه حمير بن عامر وسعيد بن ابى حمزة فمدارها على سالم بن نوح قال الدارقطني
 بعد رواية حديثه سالم بن نوح ليس بالقوي الى ان قال يروي اليه في كتاب القراءة
 في حديث ابي موسى الاشعري من طريق ابي حنيفة وسعيد بن ابى حمزة وهشام الدستوائي
 ومعه بن رشيد كلهم عن قتادة عن يونس بن جابر عن حطان بن عبد الله عنه الحديث
 بطوله بدون قوله واذا قرأنا فاضلنا ثم قال البيهقي بعد رواية لفظ حديثه بن ابى
 عروبة وكذلك رواه يزيد بن ربيع ومحميل بن علي وعبد بن سليمان وابو اسامة حماد بن
 اسامة وروح بن عباد القيسي ومروان بن معاوية الفزاري وعباد بن العوام وشبيب
 بن اسحق وعبد الله بن شاذب وعثمان بن عطاء بن مطر كلهم عن سعيد بن ابى حمزة عن قتادة دون
 قوله واذا قرأنا فاضلنا ثم رواه ابن ابى حنيفة هشام الدستوائي ومعه والى حنيفة هشام
 بن يحيى حماد بن سلمة وابان بن محمد والحجاج بن النجاشي وغيرهم كلهم عن قتادة
 دون قوله واذا قرأنا فاضلنا ثم رواه سالم بن نوح عن حمير بن عامر وسعيد بن ابى حمزة
 عن قتادة باسناد عن النبي صلى الله عليه وسلم اذ كبر الامام فكبروا واذا قرأنا فاضلنا
 وهذه الزيادة وهم من سليمان التيمي ثم من سالم بن نوح انتهى كلام البيهقي قال
ابن النعمان قول البيهقي وهذه الزيادة وهم الخساسة العلامة المارديني بقوله
 فيه ان زيادة ثقة وترك من ترك لا يكون علة في زيادة من حفظ ثم قال **ابن النعمان**
 قد نظرت بعصم ابي حنيفة الله تعالى فوجدت فيه متابعا اخر سليمان التيمي

قال حدثنا سهل بن جبر الجند يساوي قال حدثنا عبد الله بن رشيد قال ثنا
 ابو عبيد عن قتادة عن يونس بن جابر عن حطان بن عبد الله الرقاشي عن ابي موسى
 الاشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ الامام فاضلنا واذا
 قال غيل المغلوب عليهم ولا الضالين فقولوا امين انتهى قال صاحب **الانساب**
 انتهى اني لما قف على ترجمة سهل بن جبر الجند يساوي وراى على ترجمة عبد الله بن
 رشيد فبين يدي ان هذه الرواية صحيحة واصالحة للمتابعة فطبعه ان يذكر ترجمتهما
 من كتب الرجال وان يعين ابا حنيفة لا يظن ان هذه الرواية كيف هي صحيحة ام ضعيفة
 صالحة للمتابعة ام لا قال **ابن النعمان** عدم وقوف صاحب **الانساب** على تراجم من
 في سنده من الرجال لا يراى في وجودها في كتاب من كتب علماء الرجال ولا يخرج في صحة
 الحديث لان ايراد الحافظ في حاشية هذه الرواية في صحيحه يدل على ان رجال هذا
 الحديث كلهم ثقات عندنا فليس علينا بعد ايراد في صحيحه اثبات وجه الاحتجاج
 بمن في سنده **علما** ان السمعاني قد ذكر عبد الله بن رشيد وابو عبيد في كتابه الانساب
 وقال انهما مستقيم الحديث واخبره ان يدي ان هذه الرواية صالحة للمتابعة فطبعه
 ان يذكر ترجمتهما من كتب الرجال وان يعين ابا حنيفة في حاشية كتابه قد خرف بها فقد
 ان العلامة الكشي قد ذكر ترجمتهما وعين ابا حنيفة من كتاب السمعاني واما سهل
 بن جبر الجند يساوي فتبين في حاشية ان الظاهر ان الحافظ باعوانه واقف على
 عدالة شيخه وحاله فلذا سروي عنه في صحيحه والله اعلم ثم قال صاحب **الانساب**
 والعجب من النعمان انه لم يذكر وجود هذه الرواية ولم ينفذ سندها انتهى قال
ابن النعمان وجد ان هذه الرواية في صحيحه ابي حنيفة موجب السند وكيف لا
 لان الحافظ باعوانه قد اقرم الصحة في صحيحه واورد هو هذه الحديث فيه وقد قال
 الذهبي في تذكرة الحفاظ ابو حنيفة الحافظ ثقة الكبير يعقوب بن اسحق بن ابراهيم
 بن يزيد الاسفريابي الاصل صاحب الصحيح المسند المخرج على صحيح مسلم واهل ذات
 عدو طوف الدنيا وعنى هذا الشأن وقال في العرف الشاذي في باب الوضوء من
 الرعان والنقي وقد اشارت ابو حنيفة ان يخرج الصحاح في صحيحه انتهى وقال الشيخ
 الدهلوي في مقامة تشرح المشكوك وقد صنف الاخر من الائمة صحاح مثل صحيح
 ابن خزيمة الى ان قال وعن سهل بن جبر ابي حنيفة وابن السكك والمتقي لابن الجارود وهذا
 الكتب كلها مختصة بالصالح ولكن جماعة انتقدوا عليها لتقصاها وانصافا انتهى

اقول بل صرح صاحب الإيكاراس ايضا بنفسه في الحزب الثاني من كتابه تحقيق الكلام في وجوب القراءات خلف الامم تحت جواب ثالث عن دليل رابع للحقبة بما عر به ان الحافظ ابا عوانة قد انتمز الصحة في صحيحه فيا للعجب كيف غفل صاحب الإيكاراس عن قوله هذا بنفسه ثم كيف نجح من فرح العلامة المحدث النيموي ثم ذكر النيموي حديث ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا اكبر فأكبروا وادأقر عفا لفتوا قال مرواة الخمسة الا الترمذي وهذا حديث صحيح قال صاحب الإيكاراس قد قلت في اسنادة محمد بن عجلان وهو مدلس ورواه عن يزيد بن مسلم معذنا فكيف يكون هذا الحديث بهذا اللفظ صحيحا انتهى قال النيموي قد تابعه عليها خارجة بن مصعب ويحيى بن العلاء وخارجة بن مصعب ذكره الحافظ في تهذيب التهذيب ونقل تضعيفه عن جماعة من المحدثين وقال في ثمانية قال مسلم سمعت يحيى بن يحيى وسئل عن خارجة فقال مستقيم الحديث عندنا ولم يكن ينكر من حديثه الا ما يدلس عن غياث بن ابراهيم فانا كنا قد عرفنا انك ثلاث الاحاديث فلا نعرف من لسانه قال قال ابن عدي له حديث كثير واصل فيهما مسند ومنقطع وعندي انه يغلط ولا يعتمد الكذب انتهى وقال الذهبي في الميزان وقال ابن عدي خارجة بن مصعب هو فمين يكتب حديثه انتهى فظهر ان ابن عجلان قد تابعه عليها خارجة بن مصعب وهو مستقيم الحديث والطعن بالمدلس ليس يندفع بالمتابعة كذا قال العلامة الكوفي شيخ النيموي في كتابه امام الكلام وهكذا قال الشيخ ابو محمد عباس بن السيد ضوان السافعي المدني في بلوغ الوطر من مصطلح اهل الترمذ حيث قال ومتى توبع سئى الحفظ والمستور والمرسل والمدلس برا ومعتبر صار حديثا لانه بل باعتبار المجموع انتهى ثم قال النيموي فان قلت قال ابو داود وهذه الزيادة واذا قرأ فانصتوا ليست بمحفوظة والوهم عندنا من ابي خالد وقال البخاري في جزئه ولم يتابع ابو خالد في زيادته وقال البيهقي في المعرفة قد اجمع الحفظ على خطأ هذه الزيادة في الحديث ابو داود وابو حاتم وابن معين والحاكم والدارقطني وقالوا انها ليست بمحفوظة انتهى كلام البيهقي قال

له قوله قد التزم الصحة في تحقيق الكلام جزوا في مطبوعه ١٣٣٥ هـ ١٩١٦ م بين يديه حافظ ابو حاتم كاسند كائى صحيح مؤلفا لم يرد كيو لم او فلول في اي صحيح بين صحت كالتزام كيا ١٢ منبر

النيموي قولهم انها ليست بمحفوظة غلط لا يصح لان ابخال قد تابعه عليا ابو سعيد محمد بن سعد الاضاري عن ابن عجلان عند النساء ورجالهم ثقات وقد صح حديث ابي هريرة مسلم صاحب الصحيح حين سألوه صاحبه ابو بكر بن انت ابي الضمير بعد ما سألوه عن حديث ابي موسى الاشعري انتهى قال صاحب الإيكاراس قول النيموي قولهم انها ليست بمحفوظة غلط الخ صحيح جدا فان هؤلاء الحفاظ النقاد قد اجمعوا واتفقوا على ان هذه الزيادة في هذه الحديث غير محفوظة ولكنها قد اختلفوا في تعيين الوهم انه من هو فقال ابو داود وغيره ان الوهم من ابي خالد وقال ابو حاتم الوهم من ابن عجلان ترى اليه حتى في كتاب القراءات ورواه اسنادا عن ابن ابي حاتم قال سمعت ابي وذكر حديث ابي خالد الاحمر عن ابن عجلان فقال ابي ليست هذه الكلمة محفوظة هي تحايط ابن عجلان انتهى وبعضهم لم يثبتوا ان الوهم من هو فمجرد متابعية محمد بن سعد الاضاري ابا خالد كيف يكون قول هؤلاء الحفاظ كلهم غلط انتهى كذا قال النيموي ان ابخال ليس في هذه الزيادة متفرد بل تابعه عليها ابن عجلان ابن عجلان اثنان احد هما محمد بن سعد الاضاري كما قال النيموي واثنان حسان بن ابراهيم الكوفي قال فضل الله القيا في فتح مسلم نقلا عن قول العلامة النور الكشميري رحمه الله تعالى وتابعه عليها ايضا عن ابن عجلان حسان بن ابراهيم الكوفي ما في ذكره في كتاب القراءات وهو وجال الصحيحين قال ابن النيموي وما قال البيهقي في كتاب القراءات من وقوع في احاديث حسان بن ابراهيم بعض ما ينكر فليس بشئ من ذلك فانه من رجال الصحيحين وما قول صاحب الإيكاراس وقال ابو حاتم الوهم من ابن عجلان ففيه ان ابن عجلان وثقه احمد وابن معين والبخاري وقال عبد الغني في السبل كما نقله ابن الترمذي في ثقة كثير الحديث وذكر له دطفي ان مسلما اخرج له في صحيحه هذه الزيادة ثقة وقد تابعه عليها خارجة بن مصعب وهو مستقيم الحديث كما ذكره الحافظ في تهذيب التهذيب وقد صح حديث ابن عجلان ابن حاتم وذكر ابو عمر في التهذيب عنه عن ابن حنبل انه صح الحديثين يعني حديث ابي موسى وحديث ابي هريرة هذا او قال الحافظ عماد الدين ابوالفداء اسمعيل بن عمر بن كثير انه مشق من تلامذة ابي القاسم في تفسيره والقول الثالث انه لا يجب لقراءة على الاموم في التسمية لما ثبت في صحيح مسلم عن ابي موسى الاشعري وعن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال واذا قرأ فانصتوا قال ابن كثير وصححه مسلم بن الحجاج ايضا مذهب هذا الحديثان على صحة هذا القول انتهى ملخصا وقال الشيخ الكشميري في كتابه فصل الخطاب

وليس هذا الحديث من احاديثه عن سعيد المقبري التي قيل انها اختلطت عليه ومع هذا اعتد
 عنه ابن حبان كما في هذا الحديث والاراد بذلك ان اصنع ابن عجلان في احاديث سعيد
 لا ينفذ فيه على الإطلاق نعم تنبى احاديثه عن سعيد خاصة على النقد وقال فضل الله العتاني
 في شرحه وسلم ولو فرضنا عدم صحة هذه الزيادة اي واذا قرأوا فاضوا فلا كلام في صحة صدر
 الحديث اي انما جعل الامام ليومته ومعنى ليومته به يتبع به كما في الفتح ثم نظرنا في
 نصوص السامع فوجدنا ضرورة الاتباع في التكميل ان يكبر في الركوع ان يركع وفي السجود
 ان يسجد وفي صلاته جالسا ان يجلس وفي قوله سمع الله لمن حمده ان يقول ربنا ولك الحمد
 ثم تبيننا في شيء من نصوص الكتاب والسنة ما يدل على تعيين صورة الاتباع في قراءة
 القرآن هل هو القراءة او الاضمار فاذا نحن وجدنا عن ابن عباس في كفيته
 تلقى وحى القرآن قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعالج من التنزيل شدة
 وكان مما يحرك شفتيه فانزل الله عز وجل لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا
 جمعه وقرآنه قال جميعه لك صدر في نقى
 قرأنا ما فاتهم قرآنه قال فاستمع له وانصت فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك
 اذا تلاه جبريل مستمع فاذا انطلق جبريل قرأه النبي صلى الله عليه وسلم كما قرأه اخرجوه
 الشيخان فعمل من فحى الله تعالى بنبيه صلى الله عليه وسلم من تحريك الشفتين بالقراءة مع جبريل
 واما اية بانباها ان اتباع قرأه القرآن انما هو الاستماع والاضمار لا غير فلو صلى الله
 عليه وسلم انما جعل الامام ليومته به ادل دليل على صحة من هذه الزيادة واذا قرأوا فاضوا
 انتهى كلام الثنائي ثم قال صاحب البكار اعلم ان زيادة واذا قرأوا فاضوا في حديث
 ابي هريرة شاذة غير محفوظة عند النيبوي ايضا فانه قد تقدم ابن عجلان ولم يتابعه عليها
 احد من الثقات استحقى قال ابن النيبوي قد تقدم ان ابن عجلان ثقة كثير الحديث
 وثقة احمد وابن معين والعمري وان مسلما اخرج له في صحيحه وقد قال النيبوي في ما من
 الدجست في قبول زيادة الثقة ان الفرد به الثقة من الزيادة انما تقبل عندهم اذا تركها من
 هو ليس بالثقة منه حفظا واكثر عدد الاستحقة ففقد زيادة ثقة وهي مقبولة وتركه من هو
 ليس بالثقة منه حفظا لا يكون علة في زيادة من حفظ فكيف تكون زيادة واذا قرأوا فاضوا
 عند النيبوي شاذة غير محفوظة ومع ذلك لم يتركها ابن عجلان فانه قد تابعه عليها
 خارجة بن مصعب وهو مستقيم الحديث وقال العلامة خليل احمد في شرحه
 بذل المجهود فالخاص ان هذه الزيادة مروية من عدة طرق ثم قال بعد ذكر

الطريق هذا الحديث ثابت من اثني عشر طريقا بعضها صحيح وبعضها ضعيف ولو كانت
 الطرق كلها ضعيفة لكانت بتدويرها وكثرة احادها فكيف اذا كان الطريق الكثرة منها محجة
 ثم ذكر النيبوي حديث ابي هريرة عن سفيان بن عيينة عن الزهري عن ابن ابي عمير قال
 سمعت ابا هريرة يقول صلى الله عليه وسلم يا ايها الصائم فليصلي فليصلي فليصلي فليصلي فليصلي
 منكم احد قال رجل انما قال اني اقول مالي انما ارفع القرآن قال رواه ابن ماجه واسناده صحيح
 قال صاحب البكار قلت حديث ابي هريرة هذا قد اخرجاه مالك في موطاه والبيهقي في
 السنن والترمذي والنسائي فقد وهم النيبوي في غرضه وهذا الحديث ان ابن ماجه وحده قال
 ابن النيبوي هذا كلامه بذلك ان صاحب البكار المذكور لم يابل في رواية انا السنن ولم يفهم ما قال
 فيها النيبوي وعزوها الى من اخرجها فانظر الى النظران النيبوي لوقال وعزوها الى كل من اخرجها او الى
 كثير من اخرجوها لكان الاعتراض حسنا صحيحا فمضى لم يقل هكذا فله ان يعز وحديثا الى غير
 واحد من اصحاب التخيير او الى بعضهم ومع ذلك قال النيبوي في التعليق ورواه مالك ومن
 طريقه الثلاثة انتهى قوله قد وهم النيبوي مما لا يصح اليه ثم اجاب صاحب البكار عن هذا الحديث
 باجوبة الاول ان حديث المتابعة هذا الذي رواه ابو هريرة فخصه ورواه عباد بن
 الصامت بتمامه وكما له فمضى قوله مالي انما ارفع القرآن فلا يقرأ احد منكم شيئا من
 القرآن ان اذا جهرت بالقراءة الا بام القرآن انتهى قال ابن النيبوي حديث المتابعة
 الذي رواه ابو هريرة لا يسمع ان فيه اختصارا بل نقول رواه على التام والكمال كما سمع من
 النبي صلى الله عليه وسلم واما قوله في باب القراءة خلف الامام والدليل ابو ظم عن ابن
 حديث ابي هريرة اختصارا ان ابا هريرة كان يفتي بعد وفات رسول الله صلى الله عليه
 وسلم بقراءة فاتحة الكتاب في جميع الصلوات سرية كانت او جهرية استحقى ففيه كما قال
 الثنائي في فتح المله قول ابي هريرة يعني فتواه اقرأها في نفسك يا فارسي تحمل على
 ما حملنا عليه حديث الش من ان معنى في نفسك وحديث اي اقرأها وحديث وهذا
 القول من ابي هريرة رضى الله عنه بعد رواية الحديث المرفوع من صلى صلوة لم يقرأ
 فيها بام القرآن فهي حذاج ثلاثا غير تام يشبه ما قال سفيان بعد روايته الاصل
 لمن لا يقرأ بام القرآن ان يصلي وحده استحقى فكيف في فتواه دليل على اختصار حديثه
 المرفوع ثم قال صاحب البكار والجواب الثاني ان هذا الحديث لا يدل على ترك القراءة
 خلف الامام بالسري بل انما يدل على تركها بالجهري ويرفع الصوت بحيث ينفذ الى المتابعة
 مع الامام وهو ممنوع بالاتفاق قال العلامة محمد عبد الحى في غيث الغمام غاية ما فيه

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما لي انما ارفع القرآن فهو ان دل على النهي فانما يدل على نهي
 القراءة المفضية الى المنازعة في الجهرية انتهى وقال الشوكاني استدلال به القائلون بانه
 لا يقرأ الا بموت خلف الامام في الجهرية وهو خارج عن محل النزاع لان الكلام في قراءة الامام
 سرا والمنازعة انما تكون مع جهر الموتى لا مع اسرارهم وقال الحافظ ابن عبد البر في التمهيد
 في الجواب عن حديث عمران بن حصين ما لفظه فحدثت عن ابن ابي عمير ان هذا الحديث ابن ابي عمير
 عن ابي هريرة ولا يكون المنازعة الا فيما جهر فيه الامام وساء الامام انتهى قال ابو النعمان
 قال مولانا خليل احمد رحمه الله في كتابه بطل المجهول بعد ذكر حديث عمران بن حصين
 ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى الظهر فجاء رجل فقرأ خلفه بسجدة اسم ربك الاعلى
 ان هذا يدل على ان قراءته كانت سرا لان صلاة الظهر سرية وكان رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يقرأ سرا فبين من الصحابي ان يجهر بالقراءة ولكن لما كان يجهر بها صارا
 سببا للمخالفة وهذا الحديث يدل على منع القراءة خلف الامام مطلقا انتهى واما قول
 البيهقي في كتاب القراءة خلف الامام ثم ان كان كسر النبي صلى الله عليه وسلم من قرأه شيئا
 فانما تركه جهره بالقراءة خلف الامام الا ان قال ابي بكر بن عبيد الله اسم ربك الاعلى فلولا انه رفع
 صوته لقرأ هذه السورة والا لم يسم له ما قرأه ففقيه ان الشيخ شاذلي احمد قال في شرحه
 على مسلم ان البيهقي حمل هذا الحديث ونظائر على ترك الجهر بالقراءة خلف الامام وهذا
 تخصيص بلا تخصيص وبعد عن مضمون الحديث بمراحل ونازع عن المقصود مما ارسل لا تلقوا
 بالفاظه ولا اشارته فيها اليه اصلا كيف وان الواقعة واقعة صلاة الظهر فما معنى الجهر شخص
 فيها بالقراءة خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا يقرأ الا ما فيه جهره او لا سائر المقتضين
 وقال الشيخ خليل احمد رحمه الله تعالى في بطل المجهول ان هذه الواقعة وقعت في صلاة
 الظهر وهي سرية واما المخالفة فلا يلزم ان تكون من دفع الصوت بل يمكن ان تكون هذه المخالفة
 من ارتكاب المكره من بعض من خلفه ونظيره ما رواه السنائي من طريق شبيب بن ابي الريح عن
 رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى صلاة
 الصبح فقرأ الروم والتيسر فلما صلى قال اباي اقوم يصلون معك الا يحسنون الظهر وساء الميسر
 عليا القرآن او ذلك قال الحافظ ابن حجر اسناد حديث شبيب بن ابي الريح عن رسول الله
 صلى الله عليه وسلم قرأ هذه السرية فصارت سببا للمخالفة بكونها غير اخوثة فبجها
 لا خصوص جهرها ويحتمل ان يكون قرأها سرا ولشدته خمسة وقعت المخالفة واما التسمية
 السورة من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيل ثابت فاما الحجاج بن اسباط

روى عن قتادة هذا الحديث ولفظه فلما فرغ قال من ذا الذي يخالفني وروى شاذلي
 وابو الوليد الطيالسي ومحمد بن كثير العبدى عن شعبة عن قتادة ولفظه فجاء رجل فقراء
 ليس فيه ذكر السورة في كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم ذكره عمر بن حصين
 الراوى واما سعيد بن ابى عمرو فروى عن قتادة هذا الحديث وفيه فلما انفتل قال ابيكم
 قرأه بسجدة اسم ربك الاعلى فلما اختلف فيها ولم يدركه اكثر الروايات فلم يثبت انتهى
 ثم قال صاحب البكار والجواب ثالث انه لو سلم ان حديث ابي هريرة هذا يدل
 على ترك القراءة خلف الامام بالسرا ايضا فهو محمول على ما عدا الفاتحة جعلا بين الاحاديث
 ويدل عليه حديث عباد بن الصامت لا تقبلوا الا بفاتحة الكتاب فانه لا صلوة لمن لم
 يقرأ بها ويدل عليه ايضا فتوى ابي هريرة اقرأها في نفسك يا فارسي قال البيهقي في كتاب
 القراءة ولا يترك الثابت عن ابي هريرة في الامر بقراءة فاتحة الكتاب وساء الامام برواية
 رجل مجهول مع احتمال روايته ان يكون المراد بها بعد الفاتحة من القرآن دون الفاتحة
 التي امر ابو هريرة بقراءتها وساء الامام وان كان يجهر الامام بالقراءة كما سبق انتهى قال
 ابو النعمان قوله لو سلم ان حديث ابي هريرة هذا يدل على ترك القراءة خلف الامام
 بالسرا ايضا فهو محمول على ما عدا الفاتحة جعلا بين الاحاديث لا يجدي به فقل انه لا حاجة
 الى الجمع بين الاحاديث لان حديث عباد في التماس لقراءة قد روى بوجه كمال ضعيفة
 وكذلك حديث محمد بن ابى عمار عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وحديث ابى
 قتادة عن انس هاجد يتان ضعيفان فلا حاجة الى التوفيق بينهما وبين الاحاديث الصحيحة الدالة
 على منع القراءة خلف الامام واما قوله ويدل عليه ايضا فتوى ابي هريرة في امرها في
 نفسك يا فارسي ففيه ان معنى في نفسك وحدك اي اقرأها وحدك كما قال الغمام في
 في الفتح واما قول البيهقي ولا يترك الثابت عن ابي هريرة في الامر بقراءة فاتحة الكتاب ورواه
 الامام برواية رجل مجهول ففيه ان العلامة علاء الدين بن علي بن عثمان المارديني رد
 على قول البيهقي بقوله اخرج حديث ابن ابي عمير ابن حبان في صحيحه وحسنه الترمذي وقال
 اسمه عامر ويقال عمر واخرجه ايضا ابو داود ولم يتعرض له بشيء وذلك دليل على حسنه
 عند كما عرفت وفي الكمال لعبد الغنى راوى عن ابن ابي عمير مالك ومحمد بن عمرو وقال ابن ابي
 حاتم سألت ابي عنه فقال صحيح الحديث حديثه مقبول وقال ابن معين راوى عنه محمد بن
 عمرو وغيره وحسن برواية ابن شهاب عنه ثم قال المارديني وهذا كله ينفي عنه الحاجة
 انتهى قال ابن النعمان فما قال البيهقي في كتاب القراءة مولا ابن ابي عمير يقال له علمه روى قال

الطبقات من يوقف فيهم جماعة فلم يحتموا إلا بأصحوه باسماء وقيامهم أخرجون كالطبقة
التي قبلها أحد الأسباب المتقدم كالسنن وقادة وابي اسحاق السبيعي وابي الزبير المكي وقال
الشيخ الدهلوي في مقدمة شرح المشكوة وقد ذهب الجمهور الى قبول تدليس من عرفانه
لا يدل على الاثبات في عينه والى ما كان يدل على الضعاف وغيرهم حتى يقع على
سماحه بقوله سمعت احدثنا او اخبرنا انتهى **وايضا** اقول ان هذا الحديث اخرجناه
احمد وابو يعلى وابو بكر بن ابى شيبة وغيره لكنه ابا اسحق مرواه مضعفا عند الامام احمد
وابن ابى شيبة والطحاوي والبخاري فان كان مرواه عن ابي الاحوص بالضعف عند الطبراني
او غيره او لم يات به احد من الثقات على هذا الحديث كان تخمين النيموي اسادا لا غير صحيح
وان كان مرواه عند الطبراني او غيره مصدرا بالتحديث او بالاجابرا او كان احد من الثقات
تابعه عليه فتعيينه صحيح وتخطيه صاحب الكبار في تحسينه اسادة من دون اثبات الثقة
في رواية كل من مرواه خطأ غير صحيح واعلم ان النيموي لم ينقل سند هذا الحديث عن
الطبراني والذي يظهر ان وجه تخمين النيموي اسادة ان ابا اسحق مرواه بالتحديث او
بالاجابرا عند الطبراني في الكبير وفي الاوسط فلذلك حسنه وكان النيموي قد طالع معجمه
الكبير من اوله الى اخره بالاستيعاب كما صرح بنفسه في بعض تصانيفه سراد السكين وكذا
طالع معجمه الاوسط كما نفهم من تعليقه على الجزء الثاني من هذا الكتاب وفيه انه احد
مرواه عنه مصدرا بالاجابرا او بالتحديث عند الامام احمد ولا عند ابى بكر بن شيبة
والطحاوي والبخاري ولا عند الطبراني في معجمه الصغير ثم قال صاحب **الابكار** ولو
سلم ان حديث ابن مسعود هذا حسن الاسناد فهو ما يدل على ترك القمارة بالجمهور
خلف الامام لا على ترك القمارة بالعرفان الا انكار فيه ليس الاعلى التخليط والتخليط لا
يكون الا بالقمارة بالجمهور ورفع الصوت خلف الامام انتهى قال **ابو البهي** قد مر
ان المعالجة والتخليط كونهما لا يتسلم من رفع الصوت بل كونهما من سدة الخمس
او من ارتكاب المصاهرة من بعض من خلفه ممكن وتظيرة ما رواه النسائي من طريق
شبيب عن رجل من اصحاب صلى الله عليه وسلم الحديث كما مر فيما تقدم ثم ذكر النيموي
حديث جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان له امام فقرأه الامام له
قراءة قال رواه الحافظ احمد بن منيع في مسنده ومحمد بن حسن في الموطأ والطحاوي
والدارقطني واسادة صحيح ثم قال فان قلت اعلمه الدارقطني بانه لم يسند له عن
موسى بن ابى عائشة غير ابى حنيفة والحسن بن عمار وهما ضعيفان

ثم قال النيموي قال الدارقطني في موضع اخر من سننه وروى هذا الحديث
سفيان الثوري وسفيان بن عيينة وجابر بن عبد الحميد وغيرهم عن موسى بن ابى
عائشة عن عبد الله بن شداد عن سفيان بن عيينة عن النبي صلى الله عليه وسلم وهو الصواب
قال النيموي كلام الدارقطني هذا غلط صريح لان ما مره من ان الحافظ لم يسندوه
عن جابر غير ابى حنيفة والحسن بن عمار قد دفع بهما رواه الحافظ احمد بن منيع في مسنده
قال اخبرنا الشيخ الانصاري ثنا سفيان وشريك عن موسى بن ابى عائشة عن عبد الله بن
شداد عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان له امام فقرأه الامام له
قراءة انتهى سراج له كلام ثقات ثبتت متابعة الامام ابى حنيفة باثنين احدهما سفيان وثانيهما
والثقة بسند الحديث تاريخه ومرواه اخرى انتهى وقال الكثيري في كتابه فصل الخطاب في مسئلة
ام الكتاب قد فقهنا عند ابن منيع ما اعلمناه هذا الحديث ونقلوا بانه مرسل انتهى قال صاحب
الابكار ما يخصه ان قول النيموي كلام الدارقطني هذا غلط صريح مبنى على التعصب ان
الحافظ ابن عبد البر وغيره قد اتفقوا الدارقطني في التصريح بان سفيان وشريك حالفا
ابا حنيفة وفي التصريح بان الحافظ لم يسندوه غير ابى حنيفة ثم قال وما رواه مسند احمد بن
منيع فالظاهر ان لفظ جابر وقع بعد لفظ عبد الله بن شداد في النسخة التي عند ابن الهمام
من خطأ بعض النساخ انتهى مختصرا قال **ابو البهي** دعوى خطأ النسخ في تحرير لفظ جابر
بعد لفظ عبد الله بن شداد في مسند احمد بن منيع الذي نقل منه الاسناد ابن الهمام في فتح
القدري من غير دليل نعم لو ثبت صاحب **الابكار** ان فلانا غير ابن الهمام وجد سنده في بعض
النسخة من مسند احمد بن منيع يسقط لفظه عن جابر بعد لفظ عبد الله بن شداد لكن ابن
الهمام وجد في نسخة من السند المذكور بعد لفظ عبد الله بن شداد لفظه عن جابر وكان ما فيه
من احتمالين اثنين الاول ان نسخة ابن الهمام مغلوطة ونسخة ذاك الفلان صحيحة والثاني بالنسبة
الى نسخة ابن الهمام صحيحة ونسخة ذاك الفلان غلط سقيمة لان في نسخة ذاك الفلان ترك
الكاتب لفظه عن جابر بعد لفظ عبد الله بن شداد خطأ وهو مأخوذ من اختلاف
نسخة من السند ولم يقدح صاحب **الابكار** على اثبات اختلاف النسخة من السند فكيف يصح
يقبل دعواه هذه اعني فالظاهر ان لفظ جابر وقع بعد لفظ عبد الله بن شداد في النسخة التي
عند ابن الهمام من خطأ بعض النساخ وهذه دعوى لا دليل عليها وانما خبر ابن الهمام قد قال في
فتح القدري هكذا اقول ان الحافظ الذين عدوهم لم يرفقوا غير صحيح فهو مراد هذا الحديث مسند

عن مسند قطب بن مالك ان احمد بن حنبل اخراجه مسند الامير سلا وقتال الغساني في فتح الممام بشرح صحيح مسلم
 وبقوى الظن بصحة روايته مسند ابن جابر كون جابر الراوي له اقد انفق بمقتضاها فقد روى
 مالك باسناد صحيح عن وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من صلى ركعة لم يضر
 فيها بامر القرآن فلم يصل الاوراء الامام منتهى ثم قال صاحب البكار واليه ان كان هذا الحديث
 في مسند احمد بن منيع او في غيره هكذا الانكر حماة المذهب الحنفي كعلامه ابن الترمذي وحماد
 الحافظ الزيلعي وغيرهما على هؤلاء الائمة اسند الانكار ولذا كره في معرض الاحتجاج
 ولد فوه به قهر داني حنيفة بروايته مسند ابن كره لم يفعل ذلك احد منهم مع سنده الاجماع
 ليه ابن الهمام منتهى قال البراء بن جابر لو اثبت صاحب البكار ان الشيخ ابن الترمذي في
 وصاحبه الزيلعي كليهما او واحد منهما ظفر بالسند ومع ذلك لم يذكروا لم يثبت احد منهما متابعة
 الامام ابو حنيفة بالاشيئين المذكورين كان قوله لو كان هذا الحديث في مسند احمد بن منيع
 هكذا الانكر حماة المذهب الحنفي ولا يحتمل ان لفظ جابر وقع بعد لفظ عبد الله بن
 سنده في نسخة التي عنده ابن الهمام من خطأ بعض النساخ فاذا لم يثبت صاحب البكار فيقال
 لعل الزيلعي وشيخه ابن الترمذي في لم يطلعا على مسند احمد بن منيع فلو انهم كرهوا الاحتجاج
 به وان كانا من المتقدمين والشيخ ابن الهمام وان كان من المتأخرين لكنه اطعم على سنده
 فذلك امر داه في معرض الاحتجاج به ولا يقال ان من كان من المتأخرين فلا يمكنه ان يجيد
 ما له بحديث المتقدمين من الكتب التي صارت نادرة الوجود الا ترى ان البيهقي وان كان من
 المتقدمين لكنه لم يظفر بسنن النسا في كتابه في بستان الحديثين لا يحدث الشك عند العزير
 الدهلوي رحمه الله تعالى وقال القاضي ابن رشد القرطبي الاندلسي في هداية المجتهد وحديث
 جابر لم يروه من فروع الاجاب الجعفي ولا حجة في فني حاشيتهم به قال ابو عمر وهو حديث لا يصح
 الاخر فوعا عن جابر بن منتهى وقال في عمارة الشريفة في نوصلها ان الصواب الامر سال كسا
 اعترفه فنقول ان منتهى السند المرسل عند عبد الله بن شداد واقرا الحافظ في انتم بكونه

له قوله في بستان الحديثين ان مولانا حدثنا عن عبد العزيز بن دلو رحمه الله تعالى في
 مسند ابن يونس كسالم به واد وصف ابن تيمر وعلو اسنادك داه مسند ساني وحاج
 ترمذي وسنن ابن بامر زرد اوز بود ودر احاديث ابن هر سه كتاب كما ينبغي اطلاع
 نه ارد ودر علم اوصاف تعالى بركت عظيم داه وقوت فم كمال عطا فرمود واز تصانيف
 عجيبة يادگار مانند مثل ان تصانيف از سابقين موداد ١٢ مسند

صحايا صغيرا فيكون مرسل الصحايا ومن المعلوم ان مرسل الصحايا مقبول بلا ريب فافهم
 على قبول مرسل الصحايا منتهى الحضا قلت وقال البيهقي في كتاب القراءات في المرسل
 الصحايا روى الله عنهم مقبولة وكذا روى مرسل كبار التابعين الى ان قال فاما من بعد
 كبار التابعين الذين يتساهلون في الرواية عن المجعولين والضعفاء فانا لا نقبل
 مرسلهم لاننا لانرى احمل الذي ارسل منهم حديثا حديثه عن موقوف به او مرعوب
 عنه وقال الشيخ محمد بن عبد الحى استاذ الفيض في كتابه ظفر الاماني وقد تخلص لك من هذا
 التفصيل ان في باب الاحتجاج بالمرسل تسعة اقوال احدها انه لا يحتج به مطلقا وان
 كان المرسل صحابيا وتاسعها يحتج به مرسل الصحايا دون غيرهم مطلقا ثم قال ولا يحتج
 على الظن المتوقع ان اكثر هذه الاقوال ضعيفة لا يثبتها واقواها هو قبول مرسل
 ثقات التابعين اذا علم تخريجهم في مرسلهم وروايتهم مرسل الصحايا منتهى ثم قال والذى
 قال صاحب البكار ليس كل حديث له طرق فيثبت بعضها وبعضا ويصير مجموعها قويا
 قابلا للاحتجاج قال الحافظ الزيلعي في نصب الراية كره من حديث كثرت روايته وقد روت
 طرقه وهو حديث ضعيف كحديث الطير وحديث الحاجم والمجموع وحديث من كنت
 مولاه فعلى مولاه بل قد لا يزيد الحديث كثرة الطرق الاضعافا منتهى قال البراء بن جابر
 قال اللكوى شيخ السيموى رحمه الله تعالى في ظفر الاماني تحت قول السيد الشريف على
 الجرجاني رحمه الله تعالى واما الضعف فلذلك رواية وشقه لا يجزى بتعدد طرقه
 قال الخليل بن علي بن الحنفية وغيرهم من ارباب الحديث قد صرحوا في مواضع
 ان الضعيف لا يجزى بتعدد طرقه فيستحب به تكليف لصاحب القول ويأخر ما يفتاد من كلام
 ابن الصلاح ان الضعيف على قسمين فانه ضعيف بزياله فقد بالطرق وذلك اذا كان انصافا
 من سوء حفظ روايته مع كونه من اهل الصدق والديانة فاذا مرايت ما رواه انه قد جأ
 من وجه اخر فمنازله ما حفظه ولم يحتل فيه ضبطه وكذلك اذا كان ضعفه بالارسال
 ومثله لا يزياله نحو ذلك فلو الضعف بحيث تقاعد هذا الجابر عن جبره وذلك
 كالضعف الذي ينشأ من كون الراوى متما بالكدب او كون الحديث شاذا والمراد هنا
 هو القسم الثاني ومن ههنا ينفع التماقق بين اقوالهم حيث يقولون في بعض الاحاديث
 انه ضعيف قد قوى برواية من وجه اخر ويقولون في بعض اخر انه حديث ضعيف لا
 يجزى بتعدد طرقه منتهى قول اللكوى شيخ السيموى رحمه الله تعالى فاذا عرفت هذا

فنعقول مقصود الزليعي رحمه الله بقوله كثر من حديث كثر روايته ولقد دوت طرقه
وهو حديث ضعيف هو القسم الثاني لا المطلق واعلم ان الزليعي قال بعد تلك العبارة
التي نقلها صاحب الكبار وانما ترجم بكثرة اذا كانت الرواية محتاجا بهم من الطرفين ثم قال
النيحوي وفي الباب ثانياً التابعين قال صاحب **الكبار** سر وفي القراءات خلف الامام
ايضا ثانياً التابعين انتهى قال **ابن النيموي** نعم في القراءات خلف الامام ثانياً التابعين
لكنه لا حاجة الى الاختصار لانه قد ثبت ان جماعة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
قد اجتمعوا على ترك القراءات خلف الامام ووافقهم على ذلك الاحاديث الصحيحة المرفوعة
في منع القراءات خلف الامام ولم يثبت الاحاديث في الامام بالقراءات خلف الامام من طرق
صحيحة بل كل ما جاء في القراءات خلف الامام من الاحاديث المرفوعة ضعيف كما ضعفه الشيخ
النيحوي فيما سبق من مواضعه والله اعلم

باب تأمين الامام والمأموم

ذكر فيه النيموي احاديث منها حديث ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تأمينه تأمين الملائكة عظماء ما تقدم من ذنبه
قال سر واه الجماعة ثم قال استدلال به الامام البخاري وغيره على الجهم بالتأمين للامام لانه
علق تأمين المأمومين بتأمينه واهم لا يعلمون تأمينه الا ان يسمعوها تأمينه قلت اجاب النيموي
بان الجمهور حملوا قوله اذا امن على المجاز فجمع بينه وبين قوله صلى الله عليه وسلم اذا قال
الامام ولا الضالين فقولوا امين قالوا بان المراد اذا امراد التامين وهذا كما قال الله تعالى
اذا قمتم الى الصلوة اي اذا اتم اقامة الصلوة قال الحافظ ابن حجر في الفتح قالوا فاجمع بين
الروايتين فيقتضي حمل قوله اذا امن على المجاز وقال السيوطي في تنوير الحوالك والجمهور على
القول الاخير لكن اولوا قوله اذا امن على ان المراد اذا امراد التامين ليقع تأمين الامام والمأموم معا
فانه ليجب فيه المقارنة انتهى قال النيموي فاذا كان معناه اذا امراد التامين لا يستفاد منه الجهم
بالتأمين للامام قال صاحب **الكبار** سر قلت لا تخالف بين قوله صلى الله عليه وسلم اذا امن
فامنوا وقوله اذا قال الامام ولا الضالين فقولوا امين فان المراد بقوله فقولوا امين اي
مع تأمين الاماميد عليه قوله صلى الله عليه وسلم فان الملائكة تقول امين وان الامام
يقول امين فمن وافق تأمينه تأمين الملائكة عظماء ما تقدم من ذنبه قال الحافظ هودال على ان

الموافقة في القول والزمان انتهى وهذا هو المراد بقوله اذا امن الامام فامنوا اي فامنوا مقارنا
بتأمينه فلا حاجة الى حمل قوله اذا امن على المجاز قال الخطابي في معاني السنن معنى قوله عليه
السلام اذا قال ولا الضالين فقولوا امين اي مع الامام حتى يقيم تأمينه وتأمينه معا فاما قوله عليه
السلام اذا امن فامنوا الايخافه ولا يدل على انهم يؤخرونه عن وقت تأمينه وانما هو كقول
الخطابي اذا رحل الامير فامنوا اي اذا اخذ الايرلر حيل فتبينوا الامر حال تكون مع حيلهم مع حيلة
وبين هذا في الحديث الاخر ان الامام يقول امين والملائكة تقول امين انتهى كلام الخطابي في
له يحمل قوله اذا امن على المجاز يصح استدلال الامام البخاري وغيره بهذا الحديث على المجازين
للإمام انتهى كلام **الكبار** قال **ابن النيموي** قوله لا تخالف بين قوله اذا امن فامنوا
وقوله اذا قال الامام ولا الضالين فقولوا امين فان المراد بقوله الخ ليس بصحيح
لان المخالفة بين القولين ظاهرة لا خفاء فيها ومن اجل المخالفة بينهما حمل الجمهور قوله
اذا امن على المجاز قال الشوكاني في النيل وظاهر الرواية الاولى من الحديث ان الموتم يقع التامين
عند تأمين الامام وظاهر الرواية الثانية منه انه يوقعه عند قول الامام غير المنفصّل عليهم
ولا الضالين وجمع الجمهور بين الروايتين بان المراد بقوله اذا امن اي امراد التامين ليقع
تأمين الامام والمأموم معا انتهى قول الشوكاني فاما قوله قال الخطابي في معاني السنن معنى قوله
عليه السلام ان قول الخطابي هذا سرادة العلامة العيني حيد قال قال الخطابي هذا الايخاف
ما قال اذا امن الامام فامنوا لانه نص بالتعيين مرة ودل بالتقدير اخرى كانه قال اذا قال الامام
ولا الضالين وامن فقولوا امين ويحتل ان يكون الخطاب في حديث ابي صامح لمن تباعد عن
الامام فكان بحيث لا يسمع التامين لانهم الامام به اخفض من قرأته على كل حال فقد يسمع قرأته
من لا يسمع تأمينه اذ كثرت الصفوف وكثرت المجموع انتهى قلت سرادة النبي بقوله ذكر الخطابي
الوجهين المذكورين بالاحتمال الذي لا يدل عليه ظاهر اللفظ الحديثين واما قول **الكبار** فاذا
له يحمل قوله اذا امن على المجاز يصح استدلال الامام البخاري وغيره بهذا الحديث على
الجهم بالتأمين للامام ففيه ان حمله على المجاز واجب لانهم كيف فان بين المجازين تعارضا في الظاهر
ولذا حمل الجمهور قوله اذا امن على المجاز وقالوا معناه اذا امراد التامين فعلى هذا القول لا يستفاد
منه الجهم بالتأمين للامام البتة فكيف يصح استدلال الامام البخاري وغيره بهذا الحديث على الجهم
بالتأمين للامام ثم قال صاحب **الكبار** سر ولو سلم ان قوله اذا امن محمول على المجاز فعلى هذا
التقدير ايضا يستفاد منه الجهم بالتأمين للامام وذلك لان الجهم انما حملوه على المجاز ليقع تأمين الامام
واما موم معا كما صرح به السيوطي في تنوير الحوالك وقد نقل النيموي عبارته وقال الحافظ ابن

جهر في فتم الباري واجاب الجهمي على تسليم المجاز المذكور بان المراد بقوله اذا من اي
 اراد التامين ليتوافق تامين الامام والمأموم معا انتهى فنقول لا يكابر فاذا امر الامام التامين
 لا يعلم المأموم تامينه فكيف يوقع المأموم تامينه مع تامين الامام وكيف يتوافق تامينهما وليس
 من اللازم حينئذ ان يقع تامينه مع تامينه بل يمكن ان يقع معه او قبله او بعده واما اذا جهر الامام
 بالتامين فيعلم المأموم تامينه حينئذ يوقع تامينه مع تامينه فيتوافق تامينهما مع قطعنا عن
ابن السيموي قوله ولو سلم ان قوله اذا من محمول على المجاز فعلى هذا المقدور ايضا يستفاد
 منه الجهر بالتامين ليس بصحيح لانه على هذا التقدير لا يستفاد منه الجهر بالتامين لانه لا يثبت نعم لو كان
 معنى اذا من الامام اذا قال الامام امين لثبت به الجهر بالتامين فاذا لم يكن معناه اذا قال الامام امين بل
 معناه اذا امر التامين كما قال الجهمي لا يستفاد منه الجهر بالتامين لانه لا يثبت ذلك الا بالجموع
 انما حملوه على المجاز فيقع تامين الامام والمأموم معا فيكون ظاهر الجهمي انما حملوه على المجاز لانه لا يثبت ذلك الا بالجموع
النووي في شرح مسلم حيث قال وتاؤوا قوله صلى الله عليه وسلم اذا من الامام فاموا فالتوا
 معناه اذا امر التامين لجميع بينه وبين هذا الحديث انتهى واما قوله فاذا امر الامام التامين
 لا يعلم المأموم تامينه في موضع معلوم قد يعلم ذلك في السراى في سر الامام بالتامين
 بالسكوت عند قوله ولا الضالين قال المحدث السدي في تعليقه على الجاهلي قوله اذا من
 الامام فاموا معناه دقت تامين الامام فاموا ولا يدرى وقت التامين عينا الا في الجهمي نعم تدينا
 في السر ذلك بالسكوت عند قوله ولا الضالين هذا ما قرأته في تعليق السدي على الجاهلي
 ونقله السيموي في رسالته الحبل المتين في الاخفاء بآمين ايضا **تعليل**ه وليعلم ان في انما
 السنن ولا قد غلط النسخ فكتب مكان قد يعلم ذلك في السر فخط قد يعلم ذلك في الجهمي
 فلتصلحه **نقد** قال **السيموي** فان قلت حينئذ لا يدرى وقت تامين الامام قلت موضعه
 معلوم قد يعلم ذلك في السر بالسكوت عند قوله ولا الضالين قال العلامة ابن دقيق العيد المالكى
 استطاع في شرح العمق واما دلالة الحديث على الجهر بالتامين فاضعف من دلالة على نفس التامين
 قليلا لانه قد يدل على تامين الامام من غير جهر انتهى كلامه فاجاب صاحب **الابكار** بقوله
 قلت قد رددت هذا الجواب لفظا بن جهر في فتم الباري حيث قال واجابوا بان موضعه معلوم
 فلا يستلزم الجهر به وفيه نظر لاحتمال ان يحل به فلا يستلزم علم المأموم به انتهى قال
ابن السيموي ليس في جوابه موضع نظر فان الامام كلما سكوت عند قوله ولا الضالين علم المقدري
 بالسكوت ان الامام يقول امين فالما موم ايضا يقول امين في ذلك الوقت فلا يحل
 به ومن المعلوم ان السكوت عند قوله ولا الضالين يستلزم علمه به.

باب الجهر بالتامين

ذكر فيه السيموي حديث وائل بن حجر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ
 ولا الضالين قال امين ورفع يدايه وادو الترمذي واخرون وهو حديث
 مضطرب قال صاحب **الابكار** حديث وائل بن حجر هذا صححه الحفاظ قال الحافظ في التلخيص
 سند صحيح وصححه الدارقطني وقال الترمذي حديث حسن انتهى قال **ابن السيموي** ان الحديث
 السيموي ما اثبت ما في متن الحديث من وجه الاضطراب على قوانين الاصول عند اهله فلا يصح
 الى قوله كما ثبت من كان بان هذا حديث صحيح او حسن قال السيموي بعد ما ساق الحديث
 لا يصح ابعاده اجوبة فهم بان هذا الحديث وان كان صحيحا عند غير واحد من اهل العلم
 لكنه عند التحقيق ضعيف بالاضطراب كما سيحكي وهم بان رفع الصوت مع عدم القرع
 العنيف بحيث يسمعه رجل او رجلان لا ينافى المخافة المتبصرة في الصلوة السرية لانه روي
 في الصحيحين عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقرأ في الظهر فيسمعهم الآية احيانا و
 عند الظهر في عن ابى مالك الاشعري انه صلى بهم الظهر فقرأ الآية بسم الله من يديه قال
 ابن عبد الهادي في التلخيص في بحث جهر البسلة المأموم اذا قرب من الامام او اذا سمع الجاهلي
 لا يصح ذلك جهر المأمور انه كان يصلي بهم الظهر فيسمعهم الآية والآيتين بعد الفاتحة احيانا
 وقال في الدر المختار ان في المخافة اسماع نفسه ومن يقر به فلو سمع رجل
 او رجلان لا يكون جهر ا قال العلامة الشافعي فتلا عن الخلاصة ان الامام اذا قرأ
 في صلاة المخافة بحيث يسمع رجل او رجلان لا يكون جهر انتهى فاما رواه واعلم
 بن حجر انه من رفع صوت النبي صلى الله عليه وسلم بالتامين كان كذلك قال صاحب
الابكار قلت قد ادعى السيموي ان رفع الصوت مع عدم القرع العنيف بحيث
 يسمعه رجل او رجلان لا يكون جهر ا وان ما رواه وائل بن حجر من رفع صوت النبي
 صلى الله عليه وسلم كان كذلك يعني كان يرفع صوته بآمين بحيث يسمعه رجل او رجلان
 ولا يجهر بها وهاتان الدعويان باطلتان اما بطلان الاولى فلانه لو يقيم عليها
 برهان بل قام الدليل على خلافها كما ستقف عليه انتهى قال **ابن السيموي** قوله
 ولا يجهر بها الخ فيه مغالطة لان السيموي ليس المدعى ان النبي صلى الله عليه وسلم
 لم يرفع بها صوته ولم يجهر بها مطلقا اي جهر كبير ولا
 جهر اشد بل هو قائم بان يرفع بها صوته لكن رافدا ميرا بحيث يسمعه من

كان قريبا منه من رجل اورجلين وله ثقل كالنكير فالحاصل ان الجهر على قسمين احدهما يكون مسموعا للقليل من رجل اورجلين والثاني ما يكون مسموعا للكثير فالاول لا يسمى جهر ا في اصلاح الفقهاء ولا يكون مخالفا للمخافة المتبعة في الصلوة السرية واما الصلاة العتافي فاختار في فتح المله ان الجهر قد يطلق والاراد به رفع الصوت بل يراد به الظاهر مطلقا كما في روح المعاني وغيره في قوله تعالى لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم ثم قال العتافي وفي صواب السرا الفقيه ايضا يوجد الظاهر في الجملة واما قول صاحب الكبار اما بطلان الاول فلا نه لم يقيم عليها برهان فهو بعيد عن الصواب فانه قد قلنا الدليل عليها وهو ما روى في الصحيحين عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقرأ في الظاهر ويسمعهم الآية احيانا وهذا يدل على ان رفع الصوت في اسماع النبي صلى الله عليه وسلم اياه كان هو مع عدم الفرع العنيف لان صلاة الظاهر سرية فلا يقال ان اسماع الآية يحتمل انها كانت مسموعة لكل من الصف الاول لما قلنا من ان صلوة الظاهر صلاة سرية بل لكونها سرية ليستلزم كونها مسموعة لرجل اورجلين وهذا لا يخالف المخافة المتبعة في الصلوة السرية ثم قال صاحب الكبار واما استدلاله عليها بما روى في الصحيحين انه كان يقرأ في الظاهر ويسمعهم الآية احيانا ففيه اننا لانسلم ان لفظ ويسمعهم الآية يدل على ان قراة النبي صلى الله عليه وسلم الآية التي يسمع الصعابة في الظاهر احيانا لم تكن بالجهر بل نقول انه يدل على انها كانت جهر وكيف وقد ثوب ابن ماجة في سننه بلفظ باب الجهر بالآية احيانا في صلاة الظاهر والعصر وذكر فيه حديث ابن قتادة بلفظ يقرأ ابا في الركعتين الاوليين من صلاة الظاهر ويسمعها الآية احيانا استحق قال ابو السيموي قوله بل نقول ان قراة النبي صلى الله عليه وسلم الآية احيانا في الظاهر كانت جهر فهو مسلم ولا نلزم ان قراة النبي صلى الله عليه وسلم

الآية التي سمعها البعض الصعابة في الظاهر احيانا لم تكن بالجهر الذي يكون مسموعا لرجل اورجلين بل نقول هذا التقدير من الجهر لا يخالف المخافة المتبعة في الصلوة السرية ولا يسمى ذلك جهر ا في اصطلاح الفقهاء قال في الدر المختار ادنى المخافة اسماع نفسه ومن يقر به فلا يسمع رجل اورجلان لا يكون جهر استحق فذكر من تمكن ان يقال ان قراة احيانا في الظاهر العصر كانت هي كتكبيرات لان صلوة الظاهر والعصر كلتا هما سريتان فالقراة بالجهر التي لا تكون كتكبيرات وغيرها لا تكون عند الفقهاء جهر اصطلاحيا نعم تكون جهر عند بعض محدثين ولا مشاحة في الاصطلاح فلذا انشأ قول ابن ماجة في سننه بلفظ باب الجهر بالآية احيانا في صلاة الظاهر والعصر والله

اعلم ثم قال صاحب الكبار وقال الحافظ في فتح الباري واستدل به على جواز الجهر في السرية وانه لا يستجود سمي على من فعل ذلك خلافا لمن قال ذلك من الخفية وغيرهم سواء قلنا كان يفعل ذلك عند البيان الجواز او لغير قصد للاستغراق في التذبرا منقطع قال ابو السيموي قد روي الحافظ ابن حجر اخو العلامة فيمن شمس الحق العظيم ابا في السرية بانها الحق في حاشية عون المعبود على مسان ابي داود بقوله قلت الحديث لا يدل الا على انه صلى الله عليه وسلم كان يسر في السرية ويسمع بعض الآيات احيانا فالاستدلال به على جواز الجهر مطلقا في السرية بعيد والله تعالى اعلم استحق واما قول العلامة ابن دقيق العيد في شرح العمدة وتعلق بالحديث اورد في ان قال الثالث يدل على ان الجهر بالتسليم يسير من الآيات في الصلاة السرية جائز معتقلا لا يوجب سهوا يقتضي السجود استحق كلامه فغلبه انه قال القاسمي في المرافعة قول ابن حجر ببيان الجواز لا يجوز عندنا اذ الجهر والاختفاء واجب على الامام الا ان يراد ببيان الجواز ان اسماع الآية والآمين لا يخرج عن السر استحق قال ابو السيموي والمراد باسماع الآية والآمين هو ان يكون بحيث يسمعه من رجل اورجلان فمن يقر به فهذا لا يخرج عن السر ثم قال صاحب الكبار واما ما حدث في المخافة الذي نقله السيوطي من الدر المختار وغيره فقول ليس بصحيح والصحيح ادنى المخافة اسماع نفسه وادنى الجهر اسماع غيره ولو كان واحدا قال في شرح الوقاية ادنى الجهر اسماع غيره وادنى المخافة اسماع نفسه هو الصحيح استحق قال المولوي عبد الحفي في عدة الرعاية وفي اطلاق الغير اشار الى انه يكفي اسماع الواحد فان كان بحيث يسمعه اثنان فصاعد يكون اعلى بالنسبة الى الاولى استحق قال ابو السيموي قال العلامة الشيخ محمد عبد الحفي المكي في شرح السيوطي في رسالته سبحانه الفكر في الجهر بالذكر في جهر المهند وادنى الامام ابو بكر محمد بن الفضل الى انه لا بد في الجهر من اسماع غيره ولو كان واحدا وادنى السر اسماع نفسه لا جهر فيصير الحروف وهو الصحيح كما في الوقاية والوقاية ولسن الجهر وادنى المهند وادنى الصحيح وادنى الاعتماد الثر علما عليه وقال في البحر الرائق ادنى الجهر عند المهند وادنى ان يكون مسموعا له وادنى المجتبي في النقل عنه انه لا يخرج به ما يسمع ان ومن يقر به ونقل في الذخيرة عن الخوافي ان الاستح هو هذا او قال في الظاهر فان الجهر عند المهند وادنى اسماع غيره واما في الخلاصة لو فرغ في المخافة بحيث يسمع من رجل اورجلان لا يكون جهر او الجهر ان يسمع الكل مشكلا استحق قال في الدر المختار ادنى المخافة اسماع نفسه ومن يقر به فلو سمع من رجل اورجلان فليس بجهر استحق قال ابن عابدين في زاد المحتار قوله ومن يقر به تصريحا بالانزاع ويستحق على ذلك ان ادنى الجهر اسماع غيره

اي من لم يكن يقر به ولذا قال في الخلاصة والحائية عن الجامع الصغير ان الامام اذا قرأ في صلاة المخافة بحيث يسمع رجل او رجلان لا يكون جهرًا والجهر ان يسمع كل اى كل الصف الاول لا كل الصلوات بل في القسم الثاني عن المسعودية ان جهر الامام اسمع الصف الاول ولا به علم ان الاشكال في كلام الخلاصة انه لا يمان في الكلام الحمد وان بل هو من قرأ عليه فقد علمت ان ادنى المخافة اسمع نفسه ومن يقر به من رجلين مثلاً او ادنى الجهر اسمع غيره ممن ليس يقر به كاهل الصف الاول واعلاه الا حد له انتهى كلام اللكنوي استاذ الشافعي ملتقطاً

وقال هو في السعاية اهم اختلاف في حد وجود القراءة وهو حد المخافة على ثلاثة قول فشرط الحمد والى والفضل لوجود صوت يصل الى اذنيه وبه قال الشافعي وشرط المراسي واحد خرج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه لكن بشرط كونه مسموعاً في الجهر حتى لو اذنا احد صاحبه الى فيه يسمع ولا يشترط الكبري والوكبر بل يكفي السماع والتفكير بتعظيم الجهر وبحسب هذا الاختلاف وقع الاختلاف في حد الجهر ايضا واختار شيخ الاسلام وقاضي خان صاحب المحيط والمواقيت قول الحمد والى وذهب صاحب نية القدير الى ان قول بشرط الحمد والى متحدان بناء على ان الظاهر سماعه بعد وجود الصوت اذ لم يكن ما لم يكن حقيق صاحب محلية والجم وغيرهما انه خلاف الظاهر وان الاقوال ثلثة ونقل في المجتبى عن احمد في انه لا يخبر به ما لم يسمع اذنا ومن يقر به وهذا لا يخالف المشهور عنه فان ما يكون مسموعاً له يكون مسموعاً لمن يقر به بالضم وفيه فهو يقتضي بالانضمام وذكر في الخلاصة والحائية عن الجامع الصغير ان الامام اذا قرأ في صلاة المخافة بحيث يسمع رجل او رجلان لا يكون جهرًا والجهر ان يسمع كل اى كل الصف الاول لا كل الصلوات بل في القسم الثاني عن المسعودية ان جهر الامام اسمع الصف الاول وفيه ضعف واضم فانه يستلزم ان يقرأ بحيث يسمع من رجال من هو قريب من الامام ومن هو بعيد منه ولم يسمع كل من كان في الصف الاول لا يكون جهرًا وهو خلاف المعقول والمنقول انتهى ما قال في السعاية قال ابو البهيبي قد قال الشيخ اللكنوي استاذ الشافعي رحمه الله تعالى في سباحة الفكر في الجهر بالذم ان مات ل

الحمد وان رحمه الله عز وجل اصح وأرجح لاعتقاد اكثر علماءنا عليه رحمهم الله تبارك وتعالى من ان ادنى السماع اسمع نفسه لا جهرًا ولا جهرًا وهو الصحيح كما في الوقاية والنقاية وملتقى الاجم وقد قال هو في السعاية فان المخافة عند اى عند الحمد والى ان يسمع نفسه ويقر به سماع رجل او رجلين ممن يقر به والجهر عند اى عند الحمد والى ان يسمع غيره ممن هو ليس يقر به فاذا قرأ بحيث يسمع من رجل او رجلان ولم يسمع غيره الا يمين جهر عندك

فظهر بذلك ان ما قاله الفضل اللكنوي في عمدة الرعاية وفي اطلاق الغير اسراراً الى انه يكفي سماع الواحد فان كان بحيث يسمعه اثنان فصاعداً يكون اعلى النسبة الى الادنى فلهذا لا يقول يكفي سماع الواحد انه يكفي في حد ادنى الجهر سماع الواحد الذي هو غير من يلزم من اسمع نفسه سماع رجلين ممن يقر به يعني ادنى الجهر سماع الواحد ممن هو ليس يقر به والله تعالى اعلم ثم اعلم ان ما قال صاحب الاكبارة في منعه في الوقاية وادنى المخافة اسمع نفسه هو الصحيح فهو وهم منه فانه ليس هذا اللفظ المعنى في المخافة الجهر في منعه الوقاية بل هذا اللفظ في الوقاية والنقاية وغيرهما قال العلامة اللكنوي وادنى السماع نفسه لا جهرًا ولا جهرًا وهو الصحيح كما في الوقاية والنقاية وملتقى الاجم فلفظ الاكبارة في عمدة الرعاية فلهذا قال صاحب الاكبارة وابطال الدعوى الثانية فلان حديث وائل بن حجر قد روى بثلاثة الفاظ فروى ابو داود وغيره بلفظ جهر بأمين ولفظ رفع بها صوته وروى الترمذي وغيره بلفظ مد بها صوته وكل من هذه الالفاظ الثلاثة يدل على انه صلى الله عليه وسلم جهرًا بالتامين الى ان قال في حديث وائل بن حجر رفع بجميع الفاظها يدل على ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يجهر بآمين انتهى قال ابو البهيبي ما رواه ابو داود ومن لفظ جهر بآمين فهو من جهة بعض الرواة كانه نقله بالفتح والصور رفع بها صوته كما في الروايات وترفع الصوت مع عدم القراع العنيف بان يكون مسموعاً لرجل او رجلين غير محال في الصلاة السرية وتوسل ان المراد به جهرًا كالتكبير ففيه على ما قال العلامة خليل احمد في شرحه بذكر المجهود ان لا ينكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يرفع صوته بآمين بل يقول شئت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع بها صوته ولكن لم يثبت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جهرًا بآمين في اخر عمره صلى الله عليه وسلم فبهذا نحن علمنا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جهرًا بآمين احياناً لتعظيم الاهته

ثم اخفى بها والدليل عليه ان امين دعاء والاصل في الدعاء الاخفاء لا الجهر
استحقاقه وقال الشيخ العلامة شهيد احمد الجنبجوي نور الله مرقدته كما حكى عنه في الكوكب
الذري على جامع الترمذي انه قال لو ثبت جهره عليه السلام كان محمولاً على الجهر
او على كونه في اول الامر وقال المشير رحمه الله تعالى في كتابه فيض الباري على
صحيح البخاري ان الجهر جائز والامر اربعة سنة وهو المختار عندى استحقاقه اعلم ان
راوى الاخفاء باين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عبد الله بن مغفل وانس ايضا
قاله الترمذي رحمه الله في تفسيره الاكشاف وقيل في السبل وقيل على ذلك بعد رسول
الله صلى الله عليه وسلم من اكار الصلاة عمر وعلى وعبد الله بن مسعود رضي الله عنهم
ثم قال صاحب **الابكار** اعلان قول دائر وانما خلفه ليس بنص على انه كان خلف رسول
الله صلى الله عليه وسلم في الصف الاول ولو سلم فليس فيه دلالة على ان من كان في الصف
الثاني والثالث مثلاً لم يسمعه استحقاق **ابن السنيوي** قول دائر سمعته وانما خلفه ظاهر
الدلالة على انه كان خلفه لتعليقه امره كان الصلاة فقولته فسمعتته وانما خلفه ليشير الى ان
السنيوي صلى الله عليه وسلم لم يقلها جهرًا كالتكبيرات وغيرها قال **النيهوي** وكذلك
بويدة امره ابو داود عن ابي هريرة انه قال قال من سمع من يديه من الصف الاول فاجاب
عنه صاحب **الابكار** بقوله قوله من الصف الاول بيان من يديه ومناه حتى يسمع
اهل الصف الاول فيخرج بها المسجدة قال **ابن السنيوي** من ابتدئ الشيء لا بياناً ومعنى من
يليه من الصف الاول من يديه من رجل او رجلين من الصف الاول ويدل على كونها ابتدئاً
ما جاء في بعض الروايات عن وائل انه قال قال امين سمعته وانما خلفه فهذا يدل على انه
لم يسمعه كل من الصف الاول واما ما جاء في رواية ابن ماجة من لفظ حتى يسمع اهل الصف
الاول فيخرج بها المسجدة فضعيف جداً لانه فيه تشريحاً رافع قال البخاري لا يتابع
عليه وقال ابن حبان يروى اشياء موضوعة كانه المعتدل لها وقال ابن عثيمين لبر هو
ضعيف عندهم من الحديث وقال في كتاب الاضافات التقوا على انكار حديثه و
طرح امره استحقاق فان قلت راوى في بعض الاخبار عن وائل انه قال فجهه باين قلت قال
السنيوي في جوابه ان هذا من جهة بعض الروايات كانه نقله بالمعنى والصواب رفع بها صوته
كما في اكثر الروايات قال صاحب **الابكار** قلت راوى ابو داود في سننه باسناد صحيح
عن وائل بن حجر انه صلى خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فجهه باين ثم
قال **ابن السنيوي** سلمنا ان هذا الحديث رواه ابو داود باسناد صحيح

لكنه بعض الروايات كانه نقله بالمعنى والصواب رفع بها صوته لان سفيان الثوري ومحمد
بن سلمة وغيرهما رواه عن سلمة فلم يقلوا فيه فجهه باين بل قالوا رفع بها صوته الاعلا
بن صالح فانه رواه عن سلمة بن كهيل بهذا اللفظ فظهر بذلك كانه نقله بالمعنى ثم قال
صاحب **الابكار** وقال الحافظ في الفتح وقد راوى روح بن عباد عن مالك في هذا
الحديث اي حديث اذا امن الامام فاموا قال ابن شهاب وكان رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا قال ولا الضالين جهرًا باين اخرجهم (السر) استحقاق **ابن السنيوي** هذا
حديث ضعيف بالامر سال علا انه حديث شاذ لانه رواه جماعة من الثقات عن
مالك بلفظ يقول امين ثم قال صاحب **الابكار** فلما ثبت لفظ رفع بها صوته
ولفظ مد بها صوته باسناد صحيح كذلك ثبت لفظ فجهه باين بسند صحيح فالقول
بان لفظ فجهه باين من جهة بعض الروايات كانه نقله بالمعنى ادعاء محض لا دليل عليه
استحقاق **ابن السنيوي** كما قال من قبل ما ثبت بسند صحيح في رواية ابي داود من
لفظ فجهه باين فهو من جهة بعض الروايات والصواب رفع بها صوته يدل عليه ان
ان سفيان الثوري ومحمد بن سلمة وغيرهما رواه عن سلمة بن كهيل فلم يقلوا
فيه فجهه باين فلم يدرك ان دعوى السنيوي ان لفظ فجهه باين من جهة بعض
الروايات صحيحة نقوله ادعاء محض لا دليل عليه الاصح ثم قال صاحب **الابكار**
ولو سلم ان لفظ فجهه باين من جهة بعض الروايات والصواب رفع بها صوته فهذا
اللفظ ايضا يدل على الجهر كما تقدم قال **ابن السنيوي** قد مر فيما تقدم ان رفع الصوت
مع عدم القراء العفيف بحيث يسمعه رجل او رجلان لا يخالف المخافة المستبورة
في الصلوة السرية فالقول ان لفظ رفع بها صوته ايضا يدل على الجهر هو غير صواب لانه
لا تدل دلالاته على الجهر بالتمام كالتكبير والتسليم ثم قال **النيهوي** ومنها ان الجهر كان
احياناً لتعليم الامامين كما جهر عمر بن الخطاب بالثناء عند الافتتاح وابو هريرة بالتعوذ
فكذلك كان الجهر بالتمامين تعليماً قال الحافظ ابن القيم في زاد المعاد
في باب قنوت النوازل فاذا جهر به الامام احياناً ليعلم الامامين
فلا بأس بذلك
فقد

جهر عمر بالافتتاح ليعلم الامامين وجهر ابن عباس بقراءة الفاتحة في صلاة الجنازة
ليعلمهم انها سنة ومن هذا ايضا جهر الامام بالتأمين استحقاق قال صاحب **الابكار**

قلت القول بان جهره صلى الله عليه وسلم بالتأمين كان للتعليم تخفيف جد افاته ادعاء
 بعض الادميين عليه انتهى قال **ابن السيموي** قوام ان الجهر بها كان احيانا للتعليم الالة
 المعجزة صحيحة يؤيد ما جاء في رواية الدولابي من حديث وائل بن حجر الخصمي يقول
 رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين فرغ من الصلوة حتى رايت حذرة من هذا
 الجانب وقرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال امين يمد بها صوته ما اراه الا
 يعلما قال ابن السيموي هذا الحديث وان كان ضعيفا لان في اساده يحيى بن سلمة ضعفه
 جماعة كما قال السيموي لكنه يكون به الجمع بين الاحاديث المختلفة ويكون هو ذلك في
 الجمع الذي يجوز ان يقال له في اعطاء المتن **الاستنباط** ان في كتاب الاسماء والكسرة للحافظ الدولابي قد
 وقع لفظ ما اراه الا يعلما بضم الهمزة من الراء اى اذن او بفتحها من
 الراى اى اعلم او اظن لانه راى بمعنى ظن ايضا وليس في ذلك الكتاب ما اراه من الراء
 بالذال قبل التاء لانه قد وقع نظري في كتابه كتاب الاسماء والكسرة فاذا فيه ما اراه الا يعلما
 فقول صاحب البكار ما اراه مكان ما اراه في عدة مواضع من شرحه على الترمذي المسمى
 بتحفة الاحوذى وكذا في بعض المواضع من كتابه هذا البكار المنسجم وهم صريح غلط فاحتمل
 قال صاحب البكار ويدل على سخافته ان الصحابة رضوا عنه كقولنا يجرون خلف الامام
 حتى كان المسجد رجة فلو كان جهره صلى الله عليه وسلم بالتأمين للتعليم لجهره بالتأمين خلف
 اماهم انتهى قال **ابن السيموي** اشار به صاحب البكار الى ما قال البخاري في صحيحه من
 ابن الزبير ومن وراءه حتى ان المسجد للجة فحواه انه لا يثبت من هذا الاثر استحباب الجهر
 بالتأمين للمقدى لانه جهره بآمين ابن الزبير للتعليم الا ترى ان عبد الله بن الزبير قد جهره بيسم
 الله الرحمن الرحيم اعلاما بان قرأها سنة قال البيهقي في المعرفة وروينا عن الزريق
 بن قيس انه قال صليت خلف ابن الزبير فقرأ **أحمر بسم الله الرحمن الرحيم** قال الشافعي
 في سنن حرملة وكان ابن عباس يفعلها انتهى وروى الخطيب بسند صحيح عن بكر
 بن عبد الله انه في قال صليت خلف عبد الله بن الزبير فكان يجهر بسم الله وقال
 الزيلعي في نصب الراية قال ابن الهادي اسناد صحيح لكنه يحمل على الاعلام بان قرأها
 سنة فان الخلفاء الراشدين كانوا يسمونها (اي بالسملة) فظن كثير من الناس
 ان قرأها بدعة انتهى قلت فلو كان جهره بالتأمين احيانا للتعليم ان التأمين بعد
 الفاتحة سنة فان قلت لو كان جهره بالتأمين للتعليم فله جهره به من كان خلف ابن
 الزبير في الصلوة قلنا انهم اتبعوا في ذلك اماهم فلا يلزم من تأميدهم بالجهر استحباب

جهره بالتأمين لما موم والله اعلم ومن شاع زيادة التفصيل في هذا المقام فليرجع الى الجبل
 المتين في الاخفاء بالتأمين للعلامة السيموي ثم قال صاحب البكار وايضا لو كان
 جهره به للتعليم كان احيانا لا على الدوام وقد روى ابو داود وغيره بلفظ كان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ ولا الضالين قال امين ورفع بها صوته فذا يدل
 على انه صلى الله عليه وسلم كان يداوم على الجهر فتفكر قال **ابن السيموي** كون لفظ
 كان محضا للدوام غير مسلم قال العلامة هاشم السدي في كتابه درهم السيرة انهم
 صرحوا بان لفظه كان لا يتلزم الدوام والاستمرار انتهى وقال الشوكاني في النبل
 نقلا عن النووي في باب التوركة وبثلاث ان المختار الذي عليه الاكثرون المختار
 من الصوابين ان لفظه كان لا يلزم منها الدوام ولا التكرار وانما هي فعل ماض قدل على قوله
 مرة انتهى قال ابن السيموي فلا يثبت من رواية ابي داود وغيره بلفظ كان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم (الحديث) ان النبي صلى الله عليه وسلم يد اوم عليه ورفع
 بها صوته الى اخره فاما ما قلنا من قال **ابن السيموي** والتحقيق ان حديث وائل بن حجر
 ضعيف بالاضطرار وجهه انه روى من طريق سفيان عن وائل بن حجر ان النبي صلى
 الله عليه وسلم قال امين ورفع بها صوته او مثل ذلك ومن طريق شعبة اخفى بها
 صوته او نحو ذلك وليس حديث سفيان اصح من حديث شعبة كما زعمه البخاري وغيره
 وغيرهما بل كلاهما متساويان فاضطرار الحديث في الرفع والخفض قال صاحب البكار
 قلت دعوى اضطرار الحديث في الرفع والخفض باطلة جدا فان حديث سفيان وشعبة
 ليسا بمساويين بل جزم الحفاظ النقاد بان حديث سفيان اصح من حديث شعبة قال
ابن السيموي كلاب كلاهما متساويان وجزم الحفاظ بكون حديث سفيان اصح من حديث
 شعبة بعيد عن الصواب كما حققه السيموي في باب ترك الجهر بالتأمين فليرجع اليه قال
 صاحب البكار قال الحافظ في التلخيص الحبير وقد رجحت رواية سفيان بمائة
 اثنين له بخلاف شعبة فلذا لا جزم النقاد بان روايته اصح قال **ابن السيموي**
 لكن السيموي رجح رواية شعبة على رواية سفيان بوجه حسن بقوله وعندى وجه
 حسن لترجيح رواية شعبة على ما رواه الثوري وهو ان شعبة لم يكن يدلس لاعتنا لفظا
 ولا عن الثقات ومع انه لا يدلس قد صرح بالاجابا وقال اخبرني سلمة بن كهيل كما هو
 عند ابي داود الطيالسي واما الثوري فكان ربما يدلس وقد عفته فبهذا يرجح ما رواه شعبة
 من حديث الخفض على ما رواه الثوري من حديث الرفع لشعبة التذليل فيه ثم قال السيموي

واما متابعه الاثنين له يعني العللاء بن صالح ومحمد بن سلمة بن كهيل فلا تعدح فيها رواه
شعبة لانهما ليسا من الاثبات الثقات حتى يقال ان شعبة خالفه الثقات وتكون روايته
شاذة غير محفوظة ثم قال وخاية ما في الباب ان كل واحد من الحديثين يرجح على الآخر
بوجه فالاختلاف بين الثوري وشعبة في الرفع والخفض يقتضي ان الحديث مضطرب
لا يصح الاحتجاج لاحد الفريقين ثم ذكر كسر النيبوي حديث ابى هريرة قال كان النبي
صلى الله عليه وسلم اذا فرغ من قراءة ام القرآن رفع صوته وقال امين قال سواه الدار
والحاكم وفي اسناد هذين قال صاحب **الابكار** قلت قد مضى الاحتياط بان هذا الحديث
صحيح او حسن قال الحافظ في التلخيص بعد ذكر هذا الحديث قال الدارقطني اسناد حسن
والحاكم صحيح على شرطهما والبيهقي حسن صحيح مستحق وذكر الحافظ الزيلعي في نصب
الترامية ومكت عليه وقال العلامة محمد بن الامير في سبل السلام والحديث حميد يثبت
التأقية استحق فبعد تصحيح هؤلاء الحفاظ او تحديدهم هذا الحديث قول النيبوي في
اسناد هذين مما لا يلتفت اليه قال **ابن النيبوي** لما اثبت النيبوي ضعف هذا
الحديث على قواعد الوصول عند اهله بان قال ان الراوي الغلاني في هذا الحديث
مجهول بالكذب لا يجدي به حينئذ تصحيح احد من الائمة قال النيبوي قد انتمر الحافظ
ابن القتيبي تصحيح الحاكم وقال في اعلام الموقعين رواه الحاكم باسناد صحيح قال النيبوي
فيه استحق بن ابراهيم بن العللاء الزبيدي بن زريق لم يخرج له الشبان في صحيحهم ولا
الاربعة في سننهم وضعفه النسائي وابوداؤد وكذا به محمد بن عوف الطائي وقال في
المقريب صدوق يمس كثيرا فاجاب عنه صاحب **الابكار** تكذيب محمد بن عوف
الطائي ايا لا يقبل لانه قد تقدم دعوته ولم يكن به احد غيره بل قال ابو حاتم
لاباس لانه قد تقدم دعوته ولم يكن به احد غيره بل قال ابو حاتم لاباس به سمعت
يحيى بن معين يفتي عليه فبعد قول ابى حاتم فيه لاباس به وثناء ابن معين عليه
لا يقبل تكذيب محمد بن عوف الطائي ولا يعتمد عليه قال **ابن النيبوي** قالوا ان
الجهراح المفسر قدم على القديلي وان كان الجراح واحد وان الراوي يصير به فجهرا
فتكذيب محمد بن عوف الطائي اياه جرح مفسر مقبول وان كان فيه منقردا قال
السيوطي في تدريس الراوي اذا اجتمع فيه اى في الراوي جرح مفسر والقديلي الجرح
مقدم ولو مراد عدد المعدل هذا هو الاصح عند الفقهاء والاصوليين وقال الثوري
في شرح مسلم هل يشترط في الجرح والمعدل العدد فيه خلاص العلماء والصحيح

انه لا يشترط بل يصح جهرا او عدلا يقول واحد لانه من باب الخبر فيقبل فيه الواحد
استحق وقال الفضل المكنزي شيخ النيبوي في الرفع والتكميل قال ابن الصلاح
والصحيح الذي اختاره الخطيب وغيره انه يثبت في الرواية بواحد لان العدد له
ليشترط في قبول الخبر فلم يشترط في جرح روايه ولقد يله بخلاف الشهادة وقال
العلامة عبد الغنى البجلي في الشافعي في كتابه قرة العين في ضبط اسماء رجال
الصحاحين البحث الرابع ثبت الجرح والتعديل في الرواية بقول واحد وقيل لا بد
من اثنين كالشهادة استحق ثم قال **النيبوي** ومع هذا ان اسناده لا يتحقق من
هو حديث غير محفوظ وقد اقر بذلك الدارقطني في كتابه العلل حيث قال اختلف
عن الزبيدي في اسناده وعلته فرواه عبد الله بن سالم عن الزبيدي عن الزهري
عن سعيد وابى سلمة عن ابى هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا فرغ من قراءة
القرآن تهم فرفع صوته بامين وسواه بقية عن الزبيدي عن الزهري عن ابى سلمة وحده
عن ابى هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم اذا امين الامام فاموا ثم قال الدارقطني
والمنعوط عن الزهري اذا امين الامام فاموا استحق كلام النيبوي ثم قال فبطل ما
زعمه الحاكم من ان هذا حديث صحيح على شرط الشيخين قال **ابن النيبوي** سكت
عنه صاحب **الابكار** وله يمكن من الرد على هذا الكلام للشيخ النيبوي ثم ذكر النيبوي
حديثا اخر عن ابى هريرة قال تراءى الناس التامين وكان رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع اهل الصف
الاول فيرتج به المسجد قال سواه ابن ماجه واسناده ضعيف قال صاحب **الابكار**
قلت هذا الحديث وان كان اسناده ضعيفا لكنه منجبر بتعدد طرقه استحق قال
ابن النيبوي دعواه ان حديث ابى هريرة هذا زيادة قوله فيرتج به المسجد
منجبر بتعدد طرقه باطله صريحة لانه ليس في طريق من الطرق هذه الزيادة
الا في طريق شهر بن رافع ثم قال صاحب **الابكار** وقد اعترف النيبوي في رسالته
الحبل المتين بان حسن لغيره استحق قال **ابن النيبوي** ان النيبوي لم يقل في
تلك الرسالة ان حديث ابى هريرة الذي رواه ابن ماجه زيادة قوله فيرتج بها
المسجد هو حسن لغيره فقوله ان النيبوي قد اعترف في رسالته الحبل المتين بان
بان حسن لغيره هو غلط وكذب فان النيبوي قال في رسالته الحبل المتين هكذا
الحديث الثالث سواه الاحمدي في مسنده باسناد صحيح قال حدثنا سفيان بن عيينة

ناسعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال لا الضیاع
رفع صوته وقال امین حتی یرسم من یلیہ من الصف الاول ثم قال وهذا الحدیث
اخرجه ابوداؤد الاصل فی سننہ قتیل حدثننا نصر بن علی ان صفوان بن عیینہ عن ابی ہریرۃ
بن رافع عن ابی عبد اللہ بن عمر ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا تلا غیر المفصوب علیہم ولا الضالین قال امین حتی یرسم من یلیہ من
الصف الاول ثم قال النبیوی وهذا الحدیث وان کان ضعیفاً فی نفسه لکنہ ہو بطریق
اخری عند الحمیدی لیس فیہا بشر بن رافع محدث ابی داؤد وهذا بالمتابعة حسن لغيرہ
استثنی ما قال النبیوی فی الجبل المتین معہما با فانظر ما نقلت من کلام النبیوی عن کتابہ
جبل المتین من اولہ الی اخرہ معہما با ان فیہ اعترافہ بان حدیث ابی ہریرۃ هذا بزيادة
قوله فیخرجہا المسجد حسن لغيرہ بل حاصل ما قال النبیوی ان ما رواہ ابوداؤد من
حدیث ابی ہریرۃ من دون زیادۃ قوله فیخرجہا المسجد ہو حدیث ضعیف لکنہ بالمتابعۃ
حسن لغيرہ تنبیہ اعلما ان ما ہو عندنا من نسخة قلیہ من مسند الحمیدی لیس
فیہ هذا الحدیث وهذا اثرک وسمو من قلم الناسم فیہا ہو بایدینا من مسند
الحمیدی فان النبیوی نقل هذا الحدیث من مسندہ فی کتابہ الجبل المتین وقال
فیہ الحدیث الثالث ما رواہ الحمیدی فی مسندہ با سند صحیح قال حدثننا سفیان
بن عیینہ ناسعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا قال ولا الضالین رفع صوته وقال امین حتی یرسم من یلیہ من الصف

لہ قولہ اخرجه ابوداؤد الخ رسالہ جبل المتین ۱۷ میں علامہ نبوی نے یوں لکھا ہے۔ اور یہ
حدیث ابوداؤد میں بھی یوں مروی ہے حدثننا نصر بن علی ان صفوان بن عیینہ عن ابی ہریرۃ
بن رافع عن ابی عبد اللہ بن عمر ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا تلا غیر المفصوب علیہم ولا الضالین قال امین حتی یرسم من یلیہ من الصف الاول
ابوداؤد کی یہ حدیث اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہے مگر چونکہ منہ حمیدی میں دوسری سند سے
مروی ہے لہذا بوجہ متابعت یہ حدیث ابوداؤد بھی حسن لغیرہ کا حکم رکھتی ہے انتہی کلام دیکھو
علامہ نبوی نے یہ کہاں کہا ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث جس میں فیخرجہا المسجد کی زیادت ہے
وہ حسن لغیرہ کا حکم رکھتی ہے علامہ نبوی رح تو یہ فرماتے ہیں۔ حدیث ابوداؤد بوجہ
متابعت حسن لغیرہ کا حکم رکھتی ہے ۱۲

الاول وقال النبیوی فی رسالہ رد السکین ۱۷ وقال الزرقانی فی شرح المو
والحمیدی من طریق سعید المقبری وابی داؤد من رواۃ ابی عبد اللہ بن عمر
ابی ہریرۃ کلاہما عن ابی ہریرۃ بخوہ بلفظ اذا قال ولا الضالین رفع صوته وقال امین حتی یرسم
من یلیہ من الصف الاول استثنی فقلہ من قولہ کلاہما عن ابی ہریرۃ بخوہ ان
الحدیث فی مسند الحمیدی بلا نقاش وان لم یوجد هذا الحدیث فیہا ہو عندی
من مسند الحمیدی شرا علیہ ان ما قال والذی العلام ادخلہ اللہ داسر السلام
فی رسالہ رد السکین ان الحمیدی فی کل موضع من مسندہ مروی الاحادیث عن
سفیان بن عیینہ لا عن غیرہ ففیہ قصور النظر فان الحمیدی قد رواہا فی
مسندہ عن غیرہ ایضاً فانہ قال تحت احادیث ابی ایوب الانصاری حدثننا عبد
الغزیز بن محمد الدراسی عن صفوان بن سلیم وسعید بن سعید عن عمر بن ثابت

لہ قولہ فی رسالہ رد السکین الخ رسالہ رد السکین مطبوعہ ۱۳۱۲ھ ص ۱۷ میں حضرت والذی
شوق نبوی رحمہ اللہ نقل الی یہ تحریر فرماتے ہیں، جس نے منہ حمیدی دیکھا ہے وہ خوب
جانتا ہے کہ حمیدی نے اس سند میں ہر گز سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے نہ کسی اور شیخ
سے اور صفحہ میں یہ فرماتے ہیں قال المقرض (یعنی مولوی سعید رح کجا ہی ثم ہمارا یہ حدیث
ان الفاظ سے سند حمیدی میں نہیں ہے اور نہ آپ نے کسی معتبر کتاب کا حوالہ دیا کہ آپ نے
کس کتاب کے واسطے سے یہ حدیث نقل کی ہے اگر اصل کتاب سے نقل کی ہے تو وہ اصل کتاب
کہاں ہے کس شخص کے کتاب خانہ میں ہے، اقول (انفال والذی مولانا شوق نبوی)
افسوس ہے کہ حدیث کے باب میں آپ حضرات کے دعویٰ بہت کچھ ہیں مگر پھر بھی
منہ حمیدی کا یہ نہ لگا جسے اسی رد و قدح کے ذریعہ سے آپ لوگوں کو نایاب
کتابوں کا پتا تو مل جاتا۔ ہر کیف ہندوستان میں ایک انہیں بلکہ حمیدی کے تین
نسخے ہیں ایک نسخہ مکرئی جناب مولانا مولوی سعید صاحب مفتی عدالت عالیہ حیدرآباد دکن
کے کتب خانے میں دوسرا میرے مکرم دوست جناب مولوی شیخ احمد مکی محدث جن کا اکثر
قیام بھوپال میں رہتا ہے ان کے پاس ہے مگر یہ نسخہ پورا نہیں۔ اقصیٰ۔ تیسرا
نسخہ شفیقی مولوی عبد الحق صاحب ساکن کراچی ضلع مدراس کے پاس ہے۔ میں
نے وہ حدیث اسی کراچی کے نسخے سے نقل کی ہے اس میں بعینہ وہ روایت

عن ابي ايوب الانصاري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صام رمضان
واتبعه ستا من شوال كان صيام الدهر حدثنا اسمعيل بن ابراهيم الصائغ عن عيسى
بن سعيد عن عمر بن ثابت عن ابي ايوب عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل ذلك
وقال هو في ضمن احاديث ابي هريرة رضي الله عنه حدثنا سفيان وعبد العزيز
وابن ابي حازم عن العلاء عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
كل صلاة لا يقرأ فيها بعتحة الكتاب فهي خداج فهي خداج قال عبد الرحمن فقلت
لابي هريرة فاني اسمع قراءة الامام فضعته في يده فقال يا فارسي اويابن الفارسي
اقرأ بها في نفسك قال **ابن النجاشي** ورأيت الحسين بن علي بن الحسين بن
ذكرنا انفا ايضا فانه روى في مسنده عن محمد بن ابراهيم بن ابراهيم
حديث معاذ بن جبل روى عن مروان بن معاوية الفارسي حديث عبد الله بن
محسن الانصاري روى عنه سفيان بن عيينة في مسنده في كثير من جدها
قال والدي رحمه الله تعالى في رسالته رآه السكتين من ان الحسين بن علي بن الحسين
من مسنده روى الاحاديث عن سفيان بن عيينة لا عن غيره فهو من قصور النظر
الجميع الان يقال ان ما رواه عن غير سفيان بن عيينة فهو الشاذ وهو كالمعدوم في
قلت لما اعترف النجاشي بان ما رواه الحسين بن علي في مسنده من حديث ابي هريرة و
لفظه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال ولا الضالين رفع صوته وقال
امين حتى يسمع من يليه من الصف الاول هو حديث صحيح وان ما رواه ابو داود في
سننه من حديثه ولفظه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تلا غير المقضوب
عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع من يليه من الصف الاول هو حديث حسن
لغيره ثبتت الحجة بالتأمين قلت جوابه ما مر سابقا من ان ما رواه ابو هريرة من رفع
صوت النبي صلى الله عليه وسلم بالتأمين كان هو رفعه ليعلم انهم سمعوا من كان قريبا
منه ولم يكن كالتكبير بل كان من حيث انه يسمع من يليه من الصف الاول يعني يسمعه
من الصف الاول من يليه من راجل او رجليه والله اعلم وهذا كان تقريبا لا مائة ولا اسي
جمع الله ذكر النجاشي وجه تصحيح ما رواه ابن ماجه بقوله ان فيه بشر بن رافع
قال البخاري لا يتابع في حديثه وقال احمد ضعيف وقال ابن معين حديثه باكل
وقال النسائي ليس بالقوي وقال ابن حبان يروي اشياء موضوعة كانه يعتقد بها و
قال ابن عبد البر في المكتبة هو ضعيف عند هم منكم الحديث وقال في كتاب الانصاف

اتفقوا على انكار حديثه وطرحوا رواه وترك الاحتجاج به لا يختلف علماء الحديث
في ذلك وقال الحافظ في التكميل فقيه ضعيف الحديث من السابعة استغنى قال حيا
الابكار قلت قال الخريجي في الخلاصة وثقه ابن معين وابن عدي قال **ابن النجاشي**
قال الذهبي في الميزان قال ابن عدي عند البخاري ان بشر بن رافع هو ابو الاسباط
الحارثي وعند ابن معين ان ابالاسباط شيخ كوفي وان بشر بن رافع اخر ولما ان
كانا اثنين عدة احاديث وكان احاديث بشر اكثر من حديث ابي الاسباط فقلت
صاحب **الابكار** وقال الذهبي في الميزان قال ابن عدي لا بأس باخباره لمرآته
حديثا منكم استغنى قال **ابن النجاشي** اذا انفارض الجرح والمقد يل في راد واحد
فجرحه بعضهم وعدله بعضهم فقد جرح اذا كان مفسرا وان بشر بن رافع قد وقع
فيه جرح مفسر ثم قال **ابن النجاشي** وهذا الحديث اخراجه ابو داود عن طريق بشر
بن رافع بدون قوله في ترجمته المسجد ولفظه قال كان رسول الله صلى الله عليه
وسلم اذا تلا غير المقضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع من يليه من
الصف الاول واخرجه ابو يعلى في مسنده قال حدثنا نصر بن علي الجهضمي اصفوان
بن عيسى عن بشر بن رافع عن ابي عبد الله بن عيسى ابي هريرة عن ابي هريرة قال
ترك الناس امين وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ غير المقضوب عليهم
ولا الضالين قال امين حتى يسمع الصف الاول استغنى فظهر ذلك ان ما رواه ابن ماجه من
زيادة قوله في ترجمته المسجد لا يتابع على ذلك قال صاحب **الابكار** قلت
روى هذا الحديث ابن ماجه في سننه من طريق محمد بن بشير عن صفوان
بن عيسى عن بشر بن رافع بزيادة قوله في ترجمته المسجد وروى ابو داود في سننه
وابو يعلى في مسنده كلاهما من طريق نصر بن علي عن صفوان بن عيسى بن بشر بن
رافع بدون هذه الزيادة فخالف محمد بن بشير بن نصر بن علي فروى هذا الحديث
عن صفوان عن بشر بدون هذه الزيادة ومحمد بن بشير ثقة حافظ ومزياده
ليست منافية لاصل الحديث فهي مقبولة فظهر ذلك ان قول النجاشي ان ما رواه
ابن ماجه من زيادة قوله في ترجمته المسجد لا يتابع على ذلك مما لا يصح اليه
استغنى قال **ابن النجاشي** الثقة اذا خالف لرواية من هو اوثق منه فروايتيه
لا تقبل وتكون شاذة غير محفوظة ومحمد بن بشير ثقة ونصر بن علي اوثق منه
قال الذهبي في الميزان محمد بن بشير البصري الحافظ بنده ثقة صدوق

وقال عبد الله بن الدور في كذا عند يحيى بن معين مجزئ ذكر بند امر فرأيت يحيى
لا يعقبه ويستضعفه وكذا به الغلاس فما اصفى احد الى تكذيبه لتيقنهم ان هذا
صادق امين استحق كلامه وقال السمعي في الانساب في ترجمة نصر بن علي الجعفي
انه كان ثقة ثقة حجة روى عنه اصحاب الكتب الستة وجماعة سواهم استحق لمخضاً
قال ابو النعمان محمد بن بشير وان كان من الثقات لكنه خالف من هو اوثق منه
في رايه غير مقبولة قال في التفسير روح المعاني في جلد اول مصري السيد العلامة
محمود الاقوي البغدادي ومتى خالف الراوي الثقة من هو اوثق منه بزيادة او نقص
مختره شاذ استحق ثم قال **ظاهر الاسلام** محمد بن علي النعماني ومع ذلك هذه
الزيادة تخالف قوله حتى يسمع اهل الصلوات اول استحق فاجاب صاحب **الابكار** بقوله واما
قوله ومع ذلك هذه الزيادة تخالف قوله حتى يسمع اهل الصلوات الاول فمضى على سوء
الفهم فان امرنا بما لم يكن بتامين رسول الله صلى الله عليه وسلم وحده بل
بتامين الصحابة رضي الله عنهم معه استحق قال ابو النعمان لو كان امرنا بما لم يكن
بتامين الصحابة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لكان السياق هكذا وكان رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع
اهل الصلوات الاول فقالوا امين فيرتجها المسجد فاذا لم يرد هذا الحديث فمثل هذا
السياق علم بذلك ان هذه الزيادة هي تخالف قوله حتى يسمع اهل الصلوات الاول فقوله
ضممني على سوء الفهم موضح ان صاحب **الابكار** نفسه هو الذي ليس له فهم مستقيم
ثم ذكر النعماني حديث ام الحصين انها صلت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم
سلم فلما قال ولا الضالين قال امين فسمعتته وهي في صف النساء قال رواه ابن
سراويه في مسنده والطبراني في الكبير وفيه استعمل بن مسلم المكي وهو ضعيف
استحق فاجاب صاحب **الابكار** بقوله استعمل بن مسلم اثنان احدهما
ضعيف والاخر صدوق قال الحافظ في التمهيد اسماعيل بن مسلم المكي البصري
كان من البصريين ثم سكن مكة وكان فيها ضعيف الحديث من الخامسة ثم قال
فيه استعمل بن مسلم المخرومي مولاهم المكي صدوق من السادسة استحق والنظر
ان في اسناد حديث ابن سراويه والطبراني في استعمل بن مسلم الثاني اعني
المخرومي المكي فان الحافظ الزيلعي ذكر هذا الحديث عن مسند ابن سراويه
باسناده ومنتنه ثم سكنت عليه وكذا ذكر الحافظ في الدراية وسكنت عليه هو

ايضا قال ابو النعمان ليس في اسناد حديث ابن سراويه والطبراني استعمل
بن مسلم المخرومي المكي بل فيها استعمل بن مسلم ابو اسحق البصري ثم المكي لان الدلائل
الشواهد في صحيحه بان فيه ضعيف حيث قال في التمهيد وفي الباب عن ام الحصين عند
الطبراني في الكبير وفيه استعمل بن مسلم وهو ضعيف استحق قلت وقد اعترف
صاحب **الابكار** بنفسه بان في اسناد هذا الحديث استعمل بن مسلم المكي في ثقة
الاخوي شرح الترمذي حيث قال فيه وذكر هذا الحديث الحديث في مجمع الزوائد
وقال بعد ذكره رواه الطبراني في الكبير وفيه استعمل بن مسلم المكي وهو ضعيف
استحق واما قوله فان الحافظ الزيلعي ذكر هذا الحديث عن مسند ابن سراويه باسناد
ومنتنه ثم سكنت عليه وكذا الحافظ ابن حجر ففيه ان من سكوتهما لا يستلزم الحكم بان سندهما
صحيح او حسن ودعوى السكون على امر على التزامه مطابقة بالدليل فانه يحتمل
ان يكون المتردد ومن يدعي ان السكون ايضا من افراد التزام النعمة فلا بد عليه من
دليل على ذلك قاله في تبصرة الناقد **تسليمه** قد جاءت في كلامهم صلة السكون
بعلني وعن وفي تقول سكنت عليه قبله وعنه لم يجبه وسكنت في الامر صبر ورضي وتقبل
قاله المتبحر محمد طيب المكي في النخبة الاجابية في الصلوات الفعلية ثم قال **ظاهر**
الملة والاسلام محمد بن علي النعماني لم يثبت الجهم بالتامين عن النبي صلى الله
عليه وسلم ولا عن الخلفاء الاربعة وما جاء في الباب فهو لا يخفى من شئ فاجاب
صاحب **الابكار** بقوله قلت قول النعماني هذا مبني على فراط التعصب بلا شك
كيف وقد صرح هو بصحة حديث ابى هريرة الذي اخرجه النسائي وغيره عن
نعيم المجمر قال صليت وراء ابى هريرة فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم ثم قرأ
بسم القرآن حتى اذا بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال امين فقال الدلائل
امين الحديث وفي اخره واذا سلم قال والذي نفسي بيده اني لا شهكم صلاة
بسم الله صلى الله عليه وسلم ذكره النعماني في باب التعوذ وقال اسناده صحيح
استحق وثبت من هذا الحديث الصحيح انه صلى الله عليه وسلم كان يحجهم بالتامين
استحق قال ابو النعمان اجاب عنه النعماني في الجبل المتين في الاخفاء بالتامين
فليجمع اليه وحاصل ما قال النعماني في الجبل المتين ان هذا الاثر لا يدل على
الحجهم بالتامين كالتكبيرات ولا يلزم من كون شئ مسموعا دلالة على الحجهم بالتكبير
ثم قال فيه النعماني واما من يثبت البسملة وحجهم بالتامين وليدل هذا الاثر على الحجهم

بالتأمين فعليه ان يجهر بسم الله الرحمن الرحيم ايضا لانه وسرد في هذا الاثر
 قراءة بسم الله الرحمن الرحيم ايضا استخذه ما قال النسيوي في المجلد المتين لم يرد
 وقال مولانا صاحب التعليق الصحيح على مشکاة المصابيح وقد مر سابقا عن الخلاف
 الاربعة باسناد صحيح انه كان لا يجهر ون بها وكذا صح عن النبي صلى الله عليه
 وسلم ولم يصح في الجهر شيء كما اقر به الدارقطني فلما لم يجهر وبالسلمة مع
 ان كونها آية من الفاتحة تختلف فيه فالتأمين الذي ليس من القرآن اجماعا حرمي
 واحد من ان لا يجهر بها بل ينبغي ان يخفى وليس بها لعلا يتوهم كونها من القرآن
 استخفي ثم قال صاحب الألبكار وقد صرح النسيوي بصحة حديث أبي هريرة الذي
 أخرجه الحميني في طريق سفيان عن سعيد المقبري عن أبي هريرة قال كان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال ولا الضالين رفع صوته وقال
 آمين حتى يسمع من يليه من الصف الاول قال في رسالته جبل المتين بعد ذكر هذا
 الحديث هذا الحديث من نوع صحيح الاسناد استخذه وقد صرح النسيوي بحسن حديث
 أبي هريرة الذي أخرجه ابوداود من طريق بشر بن مرفع عن أبي عبد الله بن عم
 أبي هريرة عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تلا غير المفسوب عليهم
 ولا الضالين قال آمين حتى يسمع من يليه من الصف الاول حيث قال في تلك الرسالة
 حديث أبي داود حسن لغيره استخفي قال النسيوي اجاب عنه النسيوي بان
 رفع الصوت مع عدم القراءة العتيق بحيث يسمعه رجل او رجلان لا يخالف المخافة
 المتبعة في الصلاة السرية وبان النبي صلى الله عليه وسلم لم يقلها جها كما تكثيرات
 وغيرها بل رفع صوته بها سر فدايسير اسمعها من كان قريبا منه ويؤكد قول أبي هريرة
 قال آمين حتى يسمع من يليه من الصف الاول استخذه ثم قال صاحب الألبكار وقد
 عرفت فيما تقدم ان لفظ من الصف الاول بيان لمن يليه كما يدل عليه حديث
 أبي هريرة الذي أخرجه ابن ماجه بلفظ قال آمين حتى يسمع اهل الصف الاول استخذه
 قال النسيوي قد مر جوابه فيما سبق ان كلمة من ابتدائية لا بيانية ومعنى حتى يسمع
 من يليه من الصف الاول هو حتى يسمع رجل او رجلين الذي هو يليه من اهل الصف
 الاول ويدل على كونها ابتدائية ما جاء في بعض الروايات عن وائل انه قال قال آمين
 فسمعته وانا خلفه واما ما جاء في رواية ابن ماجه من لفظ حتى يسمع اهل الصف الاول
 فهو ضعيف جدا كما عرفت فيما تقدم ثم قال صاحب الألبكار وقد تقدم ان

حديث وائل بن حجر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرأ ولا الضالين قال
 آمين رفع صوته بصيغة صحيحة الحفاظ وقد عترف النسيوي بان هذا الحديث صحيح
 عند غير واحد من اهل العلم قال النسيوي حديث وائل بن حجر هذا وان كان
 صحيحا عند غير واحد من اهل العلم لكنه عند التحقيق ضعيف بالاضطراب كما
 حققه النسيوي وقد قال هو بعد ذكر حديث وائل بن حجر الذي فيه قال آمين واخفى
 بها صوته واما الاختلاف بين الثوري وشعبة في الرفع والحذف فغايته ان الحديث
 مضطرب لا يصح الاحتجاج لاحد الثوريين استخذه وقال على القاسري في المرقاة شرح
 المشكوة ولما اختلف في الحديث عدل صاحب الهداية الى ما هو عن ابن مسعود انه
 كان يخفي استخذه ثم قال صاحب الألبكار اعلم ان الائمة الخفية ايضا قد اعتزوا
 بصحة حديث الجهر بالتأمين فبعضهم قالوا بصحة حديث الجهر حديث السر كليهما
 كالعلامة ابن التركماني وبعضهم صرحوا بان حديث الجهر أصح كالعلامة سراج احمد
 السمرهندي الحنفي فانه قال في شرح الترمذي في احاديث الجهر بالتأمين اكثر واصح
 استخذه معربا وكالعلامة الشيخ عبد الحق الدهلوي فانه قال في ترجمة المشكوة قد
 جاء احاديث في جانب الجهر بالتأمين اكثر واصح من حديث معربا وقال العلامة عبد الحى
 في السعاية وحدها بعد التأمل والاعتان ان القول بالجهر بالتأمين هو الاصح ورواية
 الحنفى عنه صلى الله عليه وسلم ضعيفة لا تواتر روايات الجهر وصحت وجب ان
 تحمل على عدم القراء العتيق وانما هو في ادعية الى حمل روايات الجهر على بعض
 الاحيان والجهر عليه مع عدم ورود شيء من ذلك في رواية وقال في التعليق
 المعرج ان الضايف ان الجهر بالتأمين قوي من حيث الدليل استخذه قال النسيوي عبارة
 صاحب الألبكار فبعضهم قالوا بصحة حديث الجهر وحديث السر كليهما غلط لا يصح
 عند اهل العربية لان ظاهر الجمع في قولوا لا يعود الى المفرد على ما هو في علم الاعراب
 وهو لفظ البعض في قول بعضهم فان البعض هنا يطلق على ما هو فرد من الشيء لان
 القائل بصحة حديث الجهر والسر كليهما هو العلامة ابن التركماني وحده فلو كان معه
 احد غيره قال لا بصحة حديث الجهر والسر كليهما الصحيح قول صاحب الألبكار فبعضهم
 قالوا لان البعض قد يطلق على طائفة ايضا يقال عندهم بعض الشيء أى جزء طائفة
 منه وقد يطلق على ما هو فرد من الشيء فنقول بعض الليالي أى ليلة من الليالي قاله
 في المناجيل فاذا ما وجدنا احدا قال لا بصحة حديث الجهر والسر كليهما سوى ابن

الترك في مكان الصواب ان يقول صاحب الابكار فقال بعضهم او بعضهم قال مكان
فبعضهم قالوا واما ما قالوا ان الجهر باين قوى او اصح ففقيه ان قوام هذا من
اجل الدلائل التي عندهم على الجهر بالتأمين فلا ترتيب على قولهم ان الجهر باين
قوى او اصح وقوله انوا احياء الى وقتنا هذا او اطلوا على ما ترجم به النيهوى راوية شعبة
على ما رواه الثوري من وجه حسن وهو ان شعبة لم يكن يدلس عن الضعفاء ولا عن
الثقات ومع انه لا يدلس قد صرح فيه بالخبر وقال اخبرني سلمة بن كهيل كما هو
عند ابى داود الطيالسي واما الثوري فكان ربما يدلس عن الضعفاء وقد عرفت هذا ابراهيم
ما رواه شعبة من حديث الخفاف على ما رواه الثوري من حديث الرفع لشعبة التلخيص
فيه وعلى ما رواه النيهوى من حديث وائل بن حجر الحضرمي يقول رايت رسول الله صلى
الله عليه وسلم حين فرغ من الصلوة حتى رايت حذو من هذا الجانب ومن هذا الجانب
وقرأ غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقال امين عن بها صوته ما اراه الا فعلنا الرجوعا
عما ذهبوا اليه وخرجوا بما حققه النيهوى وانشأ عليه باب الاستدلال به على ان كلام
الساهي وكلام من ظن التمام لا يبطل الصلوة

ذكر فيه النيهوى حديث ابى هريرة في قصة ذي اليمين قال صلى بنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم احدى صلواتي الغنى قال ابن سيرين قد سماها ابو هريرة ولكن سئمت انما قال
فضلى بنار كثنين ثم سلم فقام الى خشبة معروضة في المسجد فالتك عليها كانه غضبان
ووضع يده اليمنى على اليسرى ونبش بين اصابعه ووضع حذو الايمن على ظهر كفه
اليمنى وخمجت السراجان من ابواب المسجد فقالوا قصت الصلوة وفي القوم ابو بكر
وعمر فها بان يكلماه في القوم رجل في يديه طول يقال له ذو اليمين قال يا رسول
الله انبئت ام قصرت الصلوة قال لا اس ولم تقصر فقال كما يقول ذو اليمين
فقالوا نعم فتقدم فصل ما ترك ثم سلم ثم كبر وسجد مثل سجودة او اطول
ثم رفع راسه وكبر ثم كبر وسجد مثل سجودة او اطول ثم رفع راسه وكبر
ثم سألوه ثم سلم فيقول نبئت ان عمر بن حنبل قال ثم سلم قال النيهوى
رواه الشيخان ثم قال هذه الرواية وان كانت في الصحيحين لكنها مضطربة بوجه
قال صاحب الابكار اصل لقصة الذي استدلال به على ان كلام الساهي وكلام
من ظن التمام لا يبطل الصلوة اعني مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلوة وبنائه
بعد السلام والكلام لم يختلف فيه احد من روى قصة ذي اليمين كابى هريرة و

عمر بن حنبل وابن عمر وذي اليمين نفسه بل كلام متفقون فيه فلا كلام في
صحته انتهى قال **ابن النيهوى** سلمنا سهوا صلى الله عليه وسلم في الصلوة وبنائه
بعد السلام والكلام لكن كون هذه الواقعة

بعد السلام ابى هريرة غير مسلم لان قصة ذي اليمين كانت قبل اسلام ابى هريرة باعوام
حين كان الكلام مباحا في الصلوة ولم يكن ابو هريرة حاضرا في قصة السهو ثم قال صاحب
الابكار واما الاختلافات التي ذكرها النيهوى فهي في امور اخرى فلو فرض ان تلك
الاختلافات موجبة للاضطراب فلا يلزم من ذلك الضعف في اصل القصة ففي النيهوى
في اثبات الاضطراب في حديث ذي اليمين لا يجدى نفعا انتهى قال **ابن النيهوى** في
هذه الرواية امر ذكر الوقت وعقد الركعات وموقفه عليه الصلوة والسلام بعد ما سلم
سأهيا وغير ذلك فمعه صور النيهوى في اثبات الاضطراب في واقعة ذي اليمين ولا شك
ان فيها اضطرابا فان قيل ذلك ثبت الاضطراب في اصل القصة الذي استدلال به على ان كلام الساهي
وكلام من ظن التمام لا يبطل الصلوة فما الفائدة من اثبات الاضطراب قلنا لتحقيق هذه
الرواية وتقيدها فتجيب عن اصل القصة اى السهو في الصلوة وبنائه بكون السلام
والكلام بان ذلك كان حين كان الكلام مباحا في الصلوة والله اعلم قال النيهوى
قول ابى هريرة وفي القوم ابو بكر وعمر يدل على ان قصة ذي اليمين كانت حين كان
الكلام مباحا في الصلوة لان عمر بن الخطاب قد حدث به تلك الحادثة بعد النبي
صلى الله عليه وسلم في صلواته وفعل فيها خلوات واعمله رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوم ذي اليمين مع انه كان حاضرا في قصته اخرج الطحاوى في معاني الآثار باسناد
عن عطاء قال صلى عمر بن الخطاب باصحابه فسلم في ركعتين ثم انصرف فقبل له في
ذلك فقال جهنت غير من المراق باحمالها واحتمالها حتى ومرت المدينة فضلى بهم
اربعة ركعات قال النيهوى هذا امر سهل جيد قال صاحب **الابكار** لعل النيهوى لم
يقف على ان امر سهل عطاء اضعف المرسل قال الذهبي في الميزان في ترجمة عطاء
قال احمد ليس في المرسل اضعف من مرسل الحسن وعطاء ياخذ ان عن كل احد انتهى
فمرسل عطاء هذا من اضعف المرسل فلا يصح الاستدلال على ان قصة ذي اليمين
كانت حين كان الكلام مباحا قال **ابن النيهوى** لعل عطاء هو ابو محمد ابن السائب
قال في كشف الاستسار عن رجال الآثار عطاء غير مشهور عن حكيم وعنه
وهيب هو ابن السائب المذكور فها لم يثبت صاحب **الابكار** ان عطاء في رواية

الطحاوي هو عطاء بن ابي رباح سيد التابعين علما وعملا لا غير فكيف يصح قوله لم يل
عطاء هذا من اضعف المراسيل ولو سلم انه هو هو فيقال كما قال بعض العلماء الغلاة
احسن رضا حال البراءة غفر الله له امراسيل الائمة الثقات مقبولة عندنا وعند الجماهير
ولاشك ان عطاء والحسن منهم وقلة المبالاة عند التحمل لا يقتضي عن الاداء فقد
ياخذ الامام عن مناء ولا يرسله الا اذا استوثق انتهى ثم قال صاحب الابكار علا
انه يحتمل ان عمر كان اذ ذاك قد ذهب عن قصة ذي اليمين فيقال ابو النعمان
دعواه هذه باطلة لانه لو ذهب عمر عن قصة ذي اليمين لقال له الصحابة ممن
حضر او يوم قصة ذي اليمين في صلاة النبي صلى الله عليه وسلم ان النبي صلى الله عليه
وسلم لم يفعل ذلك وانكر واعليه فعله وذكره قصة ذي اليمين فيذكر عمر بن الخطاب
ان كان عمر ناسيا لكنه لم يقل له ذلك احد من الصحابة ممن كانوا حاضرين يوم
ذي اليمين ثبت هذا ان عمر كان متذكرا للقصة ولا ذهب عنها قط وفعل ما فعل
لما ثبت عنده وعندهم من سنخ ما كان منه صلى الله عليه وسلم يوم ذي اليمين
وان قال صاحب الابكار ان الصحابة ممن حضروا فعل رسول الله صلى الله
عليه وسلم يوم ذي اليمين كلهم ذهابا عنها والذم عنكر واعليه ولم يذكره فعله صلى الله عليه
وسلم قلنا هذا خلاف المعقول بلا مية بقول صاحب الابكار من غير دليل
ان عمر لم يذهب عن قصة ذي اليمين هو ولا غيره باطل وقال الامام الطحاوي في معاني
الافانار وقد كان فعل عمر بن الخطاب صحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قد حضر
بعضهم فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم ذي اليمين في صلاته فلم ينكروا
ذلك عليه ولم يقولوا له ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد فعل يوم ذي اليمين
خلاف ما فعلت ثم قال صاحب الابكار وايضا يحتمل ان عمر كان يرى ان من
حدث به هذه الحادثة فله ان يستأنف الصلوة وله ان يئتي ولم يرا فعله
صلى الله عليه وسلم واجبا قال ابو النعمان كيف يقطن بعمر ان يجالفت ما عمله رسول
الله صلى الله عليه وسلم يوم ذي اليمين مع انه كان حاضرا في قصة وقال العلامة
ابن القزويني في الجوهر النقي وذلك لا يصح ان يكون منه ومنهم الا بعد وقوفهم
على سنخ ما كان منه عليه السلام يوم ذي اليمين وقال العلامة العيني في عمدة
القارري فلولا ثبت عندنا انتساخ ذلك لما عمل بخلاف ما عمله النبي صلى الله
عليه وسلم وايضا فان عمر لم يذهب عن قصة الصحابة ولم ينكر عليه فصارا

ذلك منهم اجماعا قال ابن النعمان ولا يقال ان عمر رضي الله عنه فعل ذلك بخلافه
ليان الجواز كما ظنه صاحب الابكار لان عمر رضي الله عنه ما كان شاهرا عامرا في النعمان
ذكرنا في هذه الرواية من وجوه الاضطراب فقال منهما في الوقت ففي بعض الروايات
عند الشيخين انه صلى صلوة الظهر وفي بعضها عند مسلم انه صلى صلوة العصر
وفي بعضها عندهما انه صلى احدى

صلاتي العشي وفي رواية عند مسلم بلفظ احدى صلاتي العشي اما الظهر واما
العصر وفي رواية عند البخاري بلفظ احدى صلاتي العشي قال محمد وكثير طعن
انها العصر وفي رواية له الظهر والعصر وفي رواية عند النسائي احدى صلاتي العشي
قال قال ابو هريرة ولا كني نبيت والحاصل ان ابا هريرة قال حرمة صلاة الظهر
بالجزم واخرى صلاة العصر بالجزم وتارة اما الظهر واما العصر بالاشك او في معناه
ثم قال ومما في عدد الركعات ففي حديث ابي هريرة عند الشيخين انه صلى ركعتين
ثم سلم وفي حديث عمر بن الخطاب عن مسلم وغيره انه سلم في ثلاث ركعات
ثم قال ومما في موقف النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما سلم ساهيا وقام من
مكانه ففي حديث ابي هريرة عند الشيخين ثم قام الى ختبة في مقدم المسجد فأتكأ
عليها او ما في معناه وفي حديث عمر بن الخطاب عن مسلم وغيره ثم قام فدخل الحجرة او ما
في معناه قال صاحب الابكار قلت هذا الاختلاف ليس موجبا للاضطراب
فان حديث ابي هريرة بلفظ ثم قام الى ختبة في مقدم المسجد فأتكأ عليها امر محج
من حديث عمران بن حصين بلفظ ثم قام فدخل الحجرة قال الحافظ في الفتح بعد بيان
طريق الجمع بين حديث ابي هريرة بلفظ ثم قام الى ختبة في مقدم المسجد وبين حديث
عمران بلفظ ثم قام فدخل الحجرة ما لفظه فان كان كذلك والاخر رواية ابي هريرة
المرجح لموافقة ابن عمر له على سياقه كما اخبره الشافعي وابوداود وابن ماجه وابن
خزيمة وموافقة ذي اليمين نفسه له على سياقه كما اخبره ابو بكر الاثرم وعبد الله
بن احمد في زيادات المسند وابو بكر بن ابي خنيمه وغيرهم انتهى قال ابو النعمان
قال النعمان متعبا على الحافظ انها يرجح حديث ابي هريرة في تعداد الركعة واما
في غيره من الوجوه المتقدمة فحديث عمران امر محج من رواية ابي هريرة لانه لم يحفظ
الوقت ولم يوافق احد من الصحابة على ما رواه من انه قام الى الختبة واتكأ عليها
وقد اضطرب في ذكر سجدة السهو واما عمران فقد حفظ الوقت ووافقه غيره على

ما قال من انه دخل الحجرة ولم يضطرب في سجدة في السجود استغنى فقال ومنها
في سجد في السجود فخرج الشيخان في هذه القصة انه صلى الله عليه وسلم سجد في السجود
وعنه ابى داود باسناد صحيح من طريق سعيد المقبري عن ابى هريرة بلفظ فرك ركعتين
آخرين ثم انصرف ولم يسجد سجد في السجود تابعه على ذلك غير واحد من اصحاب ابى
هريرة اخرج السنائي باسناد صحيح من طريق ابن شهاب عن سعيد وابى سلمة وابى بكر بن
عبد الرحمن وابن ابى حنيفة عن ابى هريرة انه قال لم يسجد رسول الله صلى الله عليه و
سلم يومئذ قبل السلام ولا بعده قال صاحب الايكار ما قلت الاحاديث المروية
في قصة ذي اليمين عن ابى هريرة وعمران بن حصين وابن عمر وذي اليمين نفسه
كلها متفقة على انه صلى الله عليه وسلم سجد سجد في السجود الا رواية ابى داود
من طريق سعيد بن ابى سعيد المقبري عن ابى هريرة والارواية السنائي من طريق
ابن شهاب وهما ضعيفان لا يثبتان لان نقلهما الاحاديث المرجحة الكثيرة
ثم قال اما رواية ابى داود فمداورها على سعيد المقبري وقد كان اختلف في اخر
عمره قال الحافظ في التقریب تغير قبل موته بربع سنين استغنى وقال الخزاز
في الخلاصة قال الواقدي اختلف قبل موته بثلاث سنين استغنى قال النيسابوري
لا يضر اختلاطه في اخر عمره لان سعيد المقبري من رجال البخاري وقد روى البخاري
عنه محتجا به في صحيحه لا متابعه ملا وقد قال ابن الصلاح في مقدمته واعلم ان
من كان من هذا القبيل محتجا بروايته في الصحيحين او احدهما فان الغرض على
الجملة ان ذلك مما يميز وكان ما خذ عنه قبل الاختلاط والحكم في من خلط في اخر
عمره من الثقات انه يقبل حديث من اخذ عنهم قبل الاختلاط ولا يقبل حديث
من اخذ عنهم بعد الاختلاط وقال النووي في مقدمة شرح مسلم واعلم ان ما كان
من هذا القبيل محتجا به في الصحيحين فهو مما علم انه اخذ قبل الاختلاط استغنى
كلام النووي قال ابن النيسابوري لم ياخذ احد عن سعيد المقبري في الاختلاط فان الذي
قال في الميزان في ترجمة سيد المقبري ما احتج به من اخذ عنه في الاختلاط فان ابن عيينة ما خشي له
يسيل فلم يجعل عنه قول الذهبي ما احتج به من اخذ عنه في الاختلاط يدل ان ابن ذكوان الذي
روى هذا الحديث عن سعيد المقبري لم ياخذ عنه في الاختلاط ثبت ما ذكرنا
ان اختلاطه في اخر عمره لا يضر فانه اخذ عنه قبل الاختلاط ثم قال صاحب
الايكار وما رواه السنائي فمدارها على ابن شهاب الزهري وهو مضطرب

ثمرة مروى عن سعيد وابى سلمة وغيرهما هكذا روى عنهم لم يسجد سجد في السجود
حتى يقته الله ذلك رواه ابوداود في سننه استغنى قال النيسابوري يقول العلامة
خليل احمد في بذل المجهود والنظر الدقيق يحكم بان معنى قول ابى هريرة هذا حتى
يقته الله اي مع ان يقته الله حتى للمصاحبة بمعنى مع كما في قوله قرات وراوى حتى
الدا عاى مع الدعا ويدل على ذلك ما قال البيهقي في سننه ويحيى بن كثير لم يحفظ
سجد في السجود عن ابى سلمة وانه حفظها عن فضم بن جوس وقد حفظها سعد بن ابراهيم
عن ابى سلمة ولم يحفظها الزهري لانه ابى سلمة ولا عن جماعة حذوفا هذه القصة
استغنى ثم يقول العلامة خليل احمد في هذا الكلام يدل على ان حديث الزهري ليس
فيه ذكر السجدتين بل وقع في بعض احاديثه نفى السجدتين كما اشار اليه ابوداود
وصرح به السنائي قلت فظهر بذلك ان الزهري ليس مضطربا ثم قال النيسابوري
فانظر هذه الاختلافات التي وقعت في حديث ابى هريرة من قصة ذي اليمين
ثم قال وقد اضطررنا في دفعها عنهم من ذهب الى نقد الواقعة ثم راد هذا
المنهج بقوله هذا قول لا يرضيه الناظر ولا يطعن به الخاطران السائل
وسياق سؤاله وسياق ما اجاب به النبي صلى الله عليه وسلم واستقيم به الصحابة
كل ذلك متحد في هذه الروايات ثم قال النيسابوري ومنهم من سلك مسلك التوفيق
في بعضها والتزجيم في بعضها ثم قال اما في الاول اي في الوقت فقال الحافظ
في الفتح فانظروا ان اباهريرة مرواه كثيرا على الشك وكان ربما غلب على ظنه
انها الظهر فخرم بها وتارة غلب على ظنه انها العصر فخرم بها وظهر الشك في تقيدها
ايضا على ابن سيرين وكان السبب في ذلك الاهتمام بما في القصة من الاحكام الشرعية
ولم يختلف الرواة في حديث عثمان في قصة الحماق انها العصر فان قلنا انها
قصة واحدة فيلزم رواية من عين العصر في حديث ابى هريرة ثم النيسابوري
تعب على قول الحافظ ولم يختلف الرواة في حديث عثمان ان اخذ بقوله فيه نظر
اخرج الطحاوي في رواية من حديث عثمان بلفظ صلى الله عليه وسلم الظهر واحمد
في رواية البيهقي في رواية بلفظ صلى الله عليه وسلم الظهر او العصر بانك ثم قال النيسابوري
لكنه لا شك ان رواية العصر ارجح لتوافق اكثر الروايات عليها استغنى ثم قال واما
في الثاني اي في عدد الركعات فقد قال الحافظ في الفتح فقد حكى العلاني ان
بعض شيوخه جعله على ان المدا به انه سلم في ابتداء الركعة الثالثة واستغنى

قال الحافظ لكن طريق الجمع يكتفى فيها بإد في مناسبة استقصى لكن النيهوى نقب
 عليه بقوله أن السلام بالسهو عند انقيام في ابتداء الركعة الثالثة بعين في غاية
 البعد ولذلك استبعد العلاء وقد قال الزهراني في شرح الموطن أن حمل
 على أنه سلم في ابتداء الثالثة لا يصح لأن السلام وقع وهو جالس عقب الركعتين
 فإين ابتداء الثالثة ثم قال النيهوى في استبعاد هذا الجمع وقد أخرج أحمد في رواية
 من حديث عثمان بن ملفة صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر والعصر ثلاث
 ركعات ثم سلم استقصى ثم قال فهذا الرواية توهن ما أوله الحافظ قال صاحب
 الألبكار قلت لو سلمت هذا الجمع فلا يخرج من الحافظ ابن حجر قال بعد هذا
 الجمع فإن كان كذلك والأخرى رواية أبي هريرة أخرج لموافقة ابن عمر له على سياقه
 قال أبو النيهوى يقول النيهوى متعباً على الحافظ إنما يرجح حديث أبي هريرة في
 نقد أد الركعة وإما في غيره من الوجوه المتقدمة فحديث عثمان أخرج من رواية
 أبي هريرة لأنه لم يحفظ الوقت ولم يوافق أحد من الصحابة على ما رواه من أنه
 قام إلى الختبة وتكأ عليها وقد اضطرب في ذكر سجدة في السهو وأما عثمان فقد
 حفظ الوقت ووافقه غيره على ما قال من أنه دخل الحجرة ولم يضطرب في سجدة
 السهو ثم قال وإما في الثالث أي في موقف النبي صلى الله عليه وسلم فقال الحافظ
 لعل الراوي لما سأله أنه تقدم من مكانه إلى جهة الختبة ظن أنه دخل منزله ثم النيهوى
 نقب على الحافظ بقوله هذا التأويل مخيف جداً ياباه سياقه حديث عثمان بل
 هو غير صحيح لقد أخرج الطبراني في الكبير بإسناد رجاله ثقات عن أبي العباس أن
 النبي صلى الله عليه وسلم صلى يوماً ودخل البيت وكان في القوم رجل طويل اليمين
 وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسميه ذا اليمين فقال ذا اليمين يا رسول
 الله أقصرت الصلوة أم نسيت فقال لم تقصر ولم انس قال بل نسيت الصلوة
 قال فتقدم فصلى به ركعتين ثم سلم ثم كبر فوجد مثل سجدة أو أطول ثم كبر
 ورفع رأسه ولم يحفظ محمد سلم بعد أم لا استقصى ثم قال وله شاهد أن أبا
 من حديث ابن عباس أخرجه البزار والطبراني في رواية بلفظة قد دخل على
 بعض نسائه ومن حديث عبيد بن عمير ذكره السيوطي في جمع الجوامع ثم على المتفق
 في كثر العمال بلفظة ثم سلم والضمان إلى أهله فإن الظن من الراوي قال
 صاحب الألبكار لو سلم أن تأويل الحافظ غير صحيح فلا يخرج فانه قال بعد ذكر

هذا التأويل فإن كان كذلك والأخرى رواية أبي هريرة أخرج لموافقة ابن عمر له على
 سياقه قال أبو النيهوى قد تقدم فيما تقدم أن حديث أبي هريرة إنما يرجح
 في نقد أد الركعة وإما في غيره فحديث عثمان أخرج من رواية أبي هريرة ثم قال
 وإما في الرابع أي في سجدة في السهو فأجاب عنه بعضهم بأن رواية لم يسجد محمد في
 السهو متقدمة وقد مر أنه في ما سلفنا من ذكر التواتر قال صاحب الألبكار
 قلت قد تقدم مراراً في ذكر كبر قال أبو النيهوى مراراً في رواية قد مر فيما سبق أن
 الزهري ليس مضطرباً في مثل الحديث وإن الاختلاف في سعيد المقبري لا يصح
 لأنه من رجال البخاري ولأن أحد المأخذ عنه في الاختلاف على ما قال الزهري في
 الميزان فحفظ ثم قال النيهوى ومنهم من ذهب إلى الترجيح لعل لأما البخاري
 ذهب إليه كما يفهم من صنيعة من أخرجه حديث أبي هريرة في صحيحه وأما عنه
 حديث عثمان وكيف ما كان قال الحافظ في الفتح بعد ما ساق الكلام في التوفيق
 فإن كان كذلك والأخرى رواية أبي هريرة أخرج لموافقة ابن عمر له على سياقه
 كما أخرجه الشافعي وأبو داود وأبو داود وأبو داود وأبو داود وأبو داود وأبو داود
 نفسه له على سياقه كما أخرجه أبو بكر الأثرم وعبد الله بن أحمد في زيادات
 المسند وأبو بكر بن أبي حنيفة وغيرهم استقصى ثم نقب النيهوى على الحافظ
 بقوله إنما يرجح حديث أبي هريرة في نقد أد الركعة وإما في غيره من الوجوه المتقدمة
 فحديث عثمان أخرج من رواية أبي هريرة لأنه لم يحفظ الوقت ولم يوافق أحد من
 الصحابة على ما رواه من أنه قام إلى الختبة وتكأ عليها وقد اضطرب في ذكر سجدة
 السهو وأما عثمان فقد حفظ الوقت ووافقه غيره على ما قال من أنه دخل الحجرة
 ولم يضطرب في سجدة في السهو فإسناد عثمان من أن حديث أبي هريرة أخرج من
 حديث عثمان باطل جداً فأجاب عنه صاحب الألبكار بقوله قول النيهوى
 هذا كله مخيف جداً فإن حديث أبي هريرة أخرج من حديث عثمان في نقد أد
 الركعة وفي سائر الوجوه المتقدمة كما عرفت فيما سبق قال أبو النيهوى كلاماً لا يضر
 أن حديث عثمان أخرج من حديث أبي هريرة إلا في نقد أد الركعة كما حققه النيهوى
 ثم قال صاحب الألبكار وإما قول النيهوى لم يوافق أحد من الصحابة على
 ما رواه من أنه قام إلى الختبة وتكأ عليها فباطل مرادود عليه فإن ابن عمر و
 ذا السدين وداقاه عليه كما صرح به الحافظ وكذلك كل ما نقوه النيهوى ههنا باطل

وقد عرفت فيما سبق قال **ابن النيموي** ان ابن عمه وذو اليمين لم يوافقا ابا
 هريرة على ما رواه من انه قام الى الخنبة وانكأ عليها فانه ليس في حديث ابن
 عمر عند ابن ماجه ولا في حديث ذي اليمين عند عبد الله بن احمد في زيادات
 المسند انه قام الى الخنبة وانكأ عليها بل عند ابن ماجه في حديث ابن عمر هكذا ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم سهر في الركعتين فقال رجل يقال له ذوالنيت
 يا رسول الله اقصرت او شئت قال وما قصرت واشئت قال اذا فضلت ركعتين
 قال اكما يقول ذو اليمين قالوا نعم فتقدم فضلت ركعتين ثم سجد سجدتين
 السهو انتهى ما في ابن ماجه وعند عبد الله بن احمد في زيادات المسند هكذا
 حدثنا عبد الله قال حدثني محمد بن المثنى قال ثنا معدي بن سليمان قال
 ثنا شبيب بن مطير عن ابيه مطير ومطير حاضر يصدرق مقالته قال كيف كنت
 اخبرتك قال يا ابتاه اخبرتنى انك تقيك ذو اليمين مذي ختب فاخبرك ان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بهم احدى صلاتي العتي وهي العصر فضلى كقن
 وخرج عن الناس هم يقولون اقصر الصلوة اقصر الصلوة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تتبعوه
 وعمر رضي الله عنهما فلحقه ذو اليمين فقال يا رسول الله (الحديث) قال **ابن النيموي** فاني موافقة ابن عمر
 اليمين نفسه على ما قاله من انه قام الى الخنبة وانكأ عليها وما في حديث ذي اليمين هذه اللفظة
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم واتبعه ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فلحقه ذو اليمين
 فقال يا رسول الله الحديث قال ابن النيموي وفي هذا السياق احتمال لما فيه من حذف
 المتعلق وهو الذهاب مثلا فاصل الكلام هكذا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 للذهاب الى الحجرة واتبعه ابو بكر وعمر رضي الله عنهما فلحقه ذو اليمين ثم قال
النيموي بعد ما ساق الكلام في اثبات الاضطراب في هذا الحديث لابي هريرة وفي
 عدم ترجمته على حديث عمر ان في غير نقد الركعة ثم لا يخفى ان حديث ابي
 هريرة من مراسيل الصحابة لانه لم يحضر قصة ذي اليمين لانه قتل ببدرو كان
 اسلام ابي هريرة بعد عام خيبر سنة سبع من الهجرة قال النيموي واستدل على
 ذلك بثلاثة وجوه **احدها** ان ابن عمر بن نفق بان اسلام ابي هريرة كان بعد ما
 قتل ذو اليمين اخرجه الطحاوي في معاني الآثار فذكره باسنادة عن عبد الله العمري
 عن نافع عن ابن عمر انه ذكر له حديث ذي اليمين فقال كان اسلام ابي هريرة
 بعد ما قتل ذو اليمين رجاله كلهم ثقات الا العمري فاختلف فيه قواه غير واحد

من الائمة وضعفه النسائي وابن حبان وغيرهما من المتقدمين وتعم الحافظ في
 التقييب وقال ضعيف واعرض عن اعدل ما وضعف به خلا لما وعدة في ديباجته
 ثم قال النيموي واحسن شيء ما قاله الذهبي في الميزان صدوق في حفظه شيء قال
 صاحب **الانكاس** قلت لاسلم ان احسن شيء هو ما قاله الذهبي فلا شك ان العمري
 في حفظه شيء وحديثه هذا مخالف لاحاديث الصحيحين التي تدل على شهادته ابي هريرة
 قصة ذي اليمين فهو منك غير مقبول قال **ابن النيموي** قال النيموي هذا لا يخط حديثه
 عن درجة الحسن وقد احسن حديثه غير واحد من اهل العلم منهم ابو يعلى الموصلي حيث
 قال في مجمع الزوائد في باب غسل الكافر اذا سلم قال ابو يعلى عن رجل عن سعيد بن قيس
 قال فان كان هو العمري فالحديث حسن واخرج له مسلم في صحيحه وقال الذهبي في
 الميزان قال الدارمي قلت لابن معين كيف حاله في نافع قال صالح ثقة ثم قال النيموي
 هذا الاخر اخرجه الطحاوي من طريق العمري عن نافع فهو حسن جدا قال صاحب **الانكاس**
 وليعلم ان النيموي جعل ابن حبان ههنا من المتقدمين فانه ضعف العمري وجعله في
 بحث القراء خلف الامام من المتساهلين حيث قال النيموي فيه واما ابن حبان فهو من
 المتساهلين انتهى قال **ابن النيموي** ما قال صاحب **الانكاس** من ان النيموي قال فيه
 واما ابن حبان فهو من المتساهلين فهو غلط تصحيف من **الانكاس** لان النيموي لم يقل
 في حق ابن حبان في بحث القراء خلف الامام بل فقط هو من المتساهلين على صيغة الجمع
 حتى يقال ان ابن حبان تساهل في جميع من الرواة الذين ذكرهم في الثقات بل قال
 فيه النيموي هكذا واما ابن حبان فهو متساهل بصيغة الواحدة لا الجمع وكذا اصحف
 صاحب **الانكاس** في تحفة الاحوذى شرح الترمذي قال ابن النيموي وعمرام النيموي
 من قوله فهو متساهل في بحث القراء خلف الامام ان ابن حبان تساهل في نافع
 بن محمود لانه ذكره في كتاب الثقات ولا مراعاة انه من المتساهلين في جميع الرواة ممن ذكرهم
 في كتاب الثقات وكيف لان ابن حبان هو الذي قد تشدد في بعض الرواة
 كما لا يخفى على من طالع الرفع والتكميل لاسناد النيموي وايضا قال استاذة في
 رسالته الاجوبة الفاضلة لاسئلة المشقة انكاطة ان ابن حبان له مبالغة في الجرح في بعض
 المواضع انتهى فالخاتمة

ان ابن حبان تساهل في بعض وتشدد في بعض واما ما قال النيموي ههنا ضعفه
 النسائي وابن حبان وغيرهما من المتقدمين فيتحتمل ان كلمة من تفسير للفظ غير

فقط لا لفظ الشامي وابن حبان وغيرهما وايضا لا حرج ان قيل ان كلمة من تفسير
لكل من المذكور فان الامام ابن حبان منصف بالمشاهلية وضدها كلها وقد ثبت
النيوي شياهل ابن حبان في بحث القراءة خلف الامام حيث قال ان كثيرا من الروايات
مثل الحسين بن الحسين اشقر الخ ضعفهم جماعة من ائمة ائمة انما وذكرهم ابن حبان في
التقاة فلا اعتداد بما ذكره في ذلك الكتاب ثم قال النيموي وثانيهما ان ذا اليد
هو ذا الشامي كلاهما واحد واستدل على ذلك بوجوه منها ما رواه الزهري في
حديث ابي هريرة ذا الشامي مكان ذي اليد بن اخراجه الشامي في سنة وجهين
وكذلك غير واحد من المخرجين ومنها ما رواه الزهري والطبراني في الكبير عن ابن
عباس قال قال صلى الله عليه وسلم ثلاثا ثم سلم فقال له ذو الشامي
انقصت الصلوة يا رسول الله قال كذا كذا يا ذا اليد بن قال نعم فركع ركعة وسجد
سجدتين ثم ذكر النيموي اقوال جماعة من اهل العلم كابن سعد وابن حبان وابي
عبد الله محمد بن يحيى العدني وغيره ان ذا اليد بن هو ذا الشامي كلاهما واحد
ثم قال فثبت بهذا الاقوال ان ذا اليد بن وذا الشامي واحد وقد اتفق اهل
الحديث والسير ان ذا الشامي استشهد ببدر واستدل على ذلك بما قال ابن اسحق
في معانيه وابن هشام في سيرته والبيهقي في المعرفة وسائر اهل المغازي من ان ذا
الشامي هو خراعي استشهد يوم بدر قال صاحب **الابكار** قلت استشهد ذي
الشامي ببدر مسلم واما ان ذا اليد بن هو ذا الشامي الذي قتل ببدر فهو غير مسلم
قال الحافظ ابن حجر في الفتح وقد اتفق معظم اهل الحديث من المصنفين وغيرهم على
ان ذا الشامي غير ذي اليد بن ونقص على ذلك الشافعي في اختلاف الحديث وقال
ان الصواب التفرقة بين ذي اليد بن وذي الشامي استغنى قال **ابن النيموي** الصواب
ما اشبهه محمد بن علي النيموي برواية الزهري وبرواية ابن عباس وباقوال جماعة
من اهل العلم من ان ذا اليد بن هو ذا الشامي الذي استشهد ببدر وكلاهما واحد
ثم قال صاحب **الابكار** مجيبا عن رواية الزهري واما رواية الزهري بلفظ ذي
الشامي مكان ذي اليد بن ففي كونها محفوظة نظرا قال الحافظ في فتح الباري واما
قول بعضهم ان قصة ذي اليد بن كانت قبل نسخ الكلام في الصلوة فضعيف لانه
اعتمد قول الزهري انها كانت قبل بدر وقد منا انه وهم في ذلك قال **ابن النيموي**
ان النيموي رواية الحافظ وغيره بقوله يا للعجب كيف يثبتون الوهم الى الزهري

ويزعمون انه متقدم بذكر ذي الشامي وقد مر ما يوافق على جملة ذا الشامي مكان
ذي اليد بن من حديث ابن عباس عند الزهري والطبراني ومن اقوال غير واحد
من اهل العلم وقد تابعه في ذلك عمران بن ابي اسحق عن ابي سلمة عن ابي هريرة
عند الشامي والطحاوي باسناد قوي قال النيموي فاذا ثبت ان الزهري قد وقع
في ذكر ذي الشامي باسناد قوي فلا يصح قوام ان الزهري قد وهم في ذلك ثم
قال صاحب **الابكار** نقلا عن قول الحافظ فقد ثبت شهود ابي هريرة للقصة
وشهد بها عمران بن حصين واسلامه متاخرا ايضا قال **ابن النيموي** شهود عمران
بن حصين في يوم ذي اليد بن غير مسلم قال النيموي ان عمران لم يرو عنه شيء ما يدل
على حضوره يوم ذي اليد بن قال وقد اخراجه الشامي وغيره عن عمران بلفظ صلى بهم
وظاهر هذا القول انه لم يحضر تلك الصلوة فيعمل حديثه على الارسال ثم قال صاحب
الابكار نقلا عن قول الحافظ ورواية معاوية بن خديجة قصة اخرى في السهو ووقع
فيها الكلام ثم البناء اخرها ابو داود وابن خزيمة وغيرهما وكان اسلامه قبل موت
النبي صلى الله عليه وسلم بشهرين قال **ابن النيموي** اجاب النيموي عن حديث معاوية
بن خديجة هذا بقوله انما الاسلام ان معاوية بن خديجة اسلم قبل وفات النبي صلى
الله عليه وسلم بشهرين بل نقول ان هذه الواقعة كانت قبل نسخ الكلام واليه
ذهب الطحاوي في معاني الآثار ثم قال صاحب **الابكار** قد وقع في عامة
روايات ابي هريرة لفظ ذي اليد بن دون ذي الشامي وكذلك وقع في حديث
عمران بن حصين لفظ ذي اليد بن وكذلك وقع في حديث ابن عمر بلفظ ذي اليد
هو المعتمد المعمول عليه قال **ابن النيموي** ان ما وقع في اكثر روايات ابي هريرة من
لفظ ذي اليد بن وكذا ما وقع في حديث عمران وابن عمر من لفظه فالمراد به هو
ذا الشامي المقتول ببدر وقد عرفت ان ذا اليد بن وذا الشامي اسماء رجل
واحد ثم قال صاحب **الابكار** ويمكن ان يقال ان ذا اليد بن كان يقال له
ذا الشامي ويؤيد كانه وقع في رواية الزهري واولا لفظ ذي الشامي ثم وقع
فيها لفظ ذي اليد بن وعلى هذا فالمراد بذي الشامي في روايته هو ذا اليد بن
استغنى قال **ابن النيموي** لو كان المراد بذي الشامي في رواية الزهري وذا اليد بن
الذي عاش بعد النبي صلى الله عليه وسلم لادى ذا الشامي الذي قتل ببدر ما نفق
الزهري وهو واحد امر كان الحديث واعلم الناس بالمغازي على ان قصة ذي

اليدى كان قبل بدس ثم حكمت الامور فقول صاحب الابكار فالمراد بذي الشمالين
 في روايته ذواليدى الذي عاش بعد النبي صلى الله عليه وسلم ضعيف جدا واما جاء في
 بعض الاخبار ان ذاليدى بن بقى بعد النبي صلى الله عليه وسلم رواه عنه المتأخرون
 من التابعين غير صحيح وقد بين النيموى وجه ضعفه في كتابه هذا آثار السنن فليجرح
 اليه فالمراد بذي الشمالين في رواية الزهري هو ذوالشمالين الذي قتل بدس وهو
 صاحب القصة ثم قال صاحب الابكار مجيبا عن رواية ابن عباس واما رواية
 ابن عباس فلم يذكر النيموى سندها لينظر هل هي صالحة للاحتجاج او الاستشهاد او لا
 قال **ابن النيموى** وان لم يذكر النيموى سند هذا الحديث لكن يظهر من صحيح البخاري
 في مجمع الزوائد ان رجاله ثقات عنه فانه قال فيه بعد ما ذكره رواية البراء والضراري
 وفيه جابر الجعفي وثقه شعبة والثوري وضعفه الناس ثم قال صاحب الابكار علا
 ابن ابن عباس كان يرى ان قصة ذى اليدى كانت بعد نسخ الكلام
 فانه لما سئل ان ابن الزبير صلى ركنين من المغرب ثم مسلم ثم صلى اخرى بعد الكلام
 ثم سجد سجدين قال ما اعلم عن سنة نبيكم فكيف يصح الاستدلال برواية ابن عباس
 على ان ذاليدى هو ذوالشمالين الذي قتل بدس بل رواية ابن عباس هي الدليل على
 ان ذاليدى بن غير ذى الشمالين المقتول بدس قال **ابن النيموى** اجاب عنه النيموى
 بان الحديث اسناده ضعيف ثم بين وجه ضعفه في تعليقه على آثار السنن فارجع اليه
 ثم قال صاحب الابكار مجيبا عن اقوال غير واحد من اهل العلم كابن سعد وغيره
 ان ذاليدى هو ذوالشمالين كلاهما واحد بان هذه الاقوال معارضة بما اتفق معظم
 اهل الحديث من المصنفين وغيرهم على ان ذاليدى بن غير ذى الشمالين الى ان
 قال قال الحافظ في الفتح اتفق ائمة الحديث كما نقل ابن عبد البر وغيره على ان
 الزهري وهم في ذلك قال **ابن النيموى** **ابن** قالوا من ان ذاليدى بن غير ذى
 اليدى بن فليس بصواب بل الصواب باحققة النيموى من ان ذاليدى هو ذاليدى صاحب القصة
 واما زعموه من وهم الزهري في ذلك فهو باطل لانه لم يتغير وهو يذكر ذى الشمالين
 بل تابعه على ذلك عمران بن ابي النضر عند النسائي وعند الطحاوي باسناد صحيح ثم
 قال النيموى وثالثهم ان الزهري هو واحد اسكان الحديث واعلم الناس بالمغازي
 قد نقل على ان قصة ذى اليدى كانت قبل بدس قال ابن حبان في صحيحه في النوع
 السابع عشر من القسم الثاني بعد ما اخرج حديث ابي هريرة من قصة ذى اليدى قال

الزهري كان هذا قبل بدس ثم حكمت الامور قال النيموى وقد وافقه على ذلك ابن
 وهب على ما حكاه عنه العلامة ابن التركماني في الجوهر النقي حيث قال ذكر عن ابن وهب
 انه قال انما كان حديث ذى اليدى في بدء الاسلام ثم قال النيموى فثبت بهذا
 الوجوه ان ذاليدى هو ذوالشمالين الذي استشهد بدس وان ابا هريرة لم يكن
 حاضرا في قصة السهو قال صاحب الابكار واما قول ابن وهب فلم يجر به العلامة
 ابن التركماني بل قال ذكر عن ابن وهب فلا يدري ان الذي ذكر من هو وكيف هو
 قال **ابن النيموى** وان لم يذكر ان الذي ذكر من هو لكنه يكفي للاعتقاد وان كان
 لا يدري ان الذي ذكر ثقة ام ضعيف ثم نقل صاحب الابكار اجاب به النيموى
 عما زعموا من وهم الزهري من قوله يا للعجب كيف ينسبون الوهم الى الزهري و
 يزعمون انه متفرد بذلك ذى الشمالين وقد مر ما يوافقه من حديث ابن عباس
 عنه البراء والطبراني ومن اقوال غير واحد من اهل العلم وتابعه على ذلك
 عمران بن ابي النضر عن ابي سلمة عن ابي هريرة عند النسائي والطحاوي بسند
 قوى ثم رآه بعد نقله بقوله قلت قد عرفت فيما تقدم انه وقع في عامة روايات
 ابي هريرة لفظ ذى اليدى دون ذى الشمالين وكذلك وقع في حديث عمران بن
 حصين وحديث ابن عمر ايضا لفظ ذى اليدى قال **ابن النيموى** قد مر جوابه فيما
 سبق من ان ذاليدى هو ذوالشمالين المقتول بدس وان ذاليدى وذاليدى
 رجل واحد وهو المراد في عامة روايات ابي هريرة بذلك ذى اليدى ثم قال صاحب
 الابكار وقد ثبت شهود ابي هريرة قصة ذى اليدى وشهدا عمران بن
 حصين ايضا كما صرح به الحافظ ابن حجر وعمران بن حصين اسلم عام خيبر كما
 نص عليه الحافظ في التقریب قال **ابن النيموى** شهود ابي هريرة في قصة ذى
 اليدى بن غير مسلم وكذا شهود عمران لا يسلم واما ما استدل به على شهود ابي
 هريرة في قصة ذى اليدى من قوله صلى بن رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن
 قوله بينما انا اصلي ففي الاول ان المراد به صلى بالمسلمين وفي الثاني انه غير محفوظ
 كما سياتي واما ما قال من ان عمران ايضا شهدا ففيه انه لم يرو عن عمران
 شئ مما يدل على حضوره يوم ذى اليدى وانما يروى عنه بلفظ صلى بهم وقام
 هذا القول انه لم يحضر فيها فيحمل حديثه على الاسر سال قال العلامة ابن التركماني
 في الجوهر النقي في الرد على النيموى ثم اني نظرت فيما بايدنا من كتب الحديث

فلما جئ في مثنى منها ان عمر بن حصين حضر تلك الصلوة ولم يذكر اليه في ذلك
مع كثرة سوقه للطريق بل في كتاب النسائي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام صلى بهم
وسمى شجيد ثم سلم وكنى في صحيح مسلم وغيره بمعناه والاظهر ان ذلك مختص
من حديث ذي الريد بن وظاهر قوله صلى بهم انه لم يحضر تلك الصلوة واذا حمل
حديث ابي هريرة على الامر سال بما ذكرنا من الادلة فحمل حديث عمر بن الخطاب على ذلك
اولى انتهى ثم قال صاحب **الابكار** وروى معاوية بن حديج قصة اخرى في
السهو ووقع فيها الكلام فمما الباء وكان اسلامه قبل موت النبي صلى الله عليه وسلم
بشهرين قال **ابن النجاشي** اننا اسلمنا معاوية بن حديج اسلم قبل وفات النبي
صلى الله عليه وسلم بشهرين بل نقول هذه الواقعة كانت قبل نسخ الكلام واليه
ذهب لطحاوي ثم قال صاحب **الابكار** والحجب من النجاشي انه كيف استدلل
برواية الزهري وعمر بن الخطاب عن ابي سلمة عن ابي هريرة بلفظ ذي الشمالين
على ان ذي الريد وذو الشمالين واحد وهذه الرواية بهذا اللفظ شاذة عند
فان هذا اللفظ قد تقدم به ابو سلمة عن ابي هريرة وخالفه جميع اصحابه فانهم
رووه بلفظ ذي الريد فاخرج البخاري من طريق محمد بن سيرين عن ابي هريرة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف من اثنيتين فقال له ذو الريد بن الخطاب
واخرج مسلم من طريق ابي سفيان مولى ابن ابي احمد انه قال سمعت ابا هريرة
يقول صلى الله عليه وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة العصر فسلم في ركعتين فقال
ذو الريد بن الخطاب **ابن النجاشي** قوله وهذه الرواية بهذا اللفظ شاذة عند النجاشي
فان هذا اللفظ اي لفظ ذي الشمالين قد تقدم به ابو سلمة عن ابي هريرة هو غلط
صريح مشعر بطلته عما وقع عند النسائي باسناد صحيح من المتابعة في لفظ ذي الشمالين
لا بسلمة فان ابا سلمة قد تابعه على ذلك ابو بكر بن سليمان بن ابي حنيفة عن ابي
هريرة اخرج النسائي في سننه اخبرنا محمد بن رافع قال حدثنا عبد الرزاق قال
اخبرنا معمر عن الزهري عن ابي سلمة بن عبد الرحمن وابي بكر بن سليمان بن ابي حنيفة
عن ابي هريرة قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر والعصر فسلم في
ركعتين وانصرف فقال ذو الشمالين ابن عمر وانقصت الصلوة ام نسيت
(الحديث) وهذا اسند صحيح متصل فنقول صاحب **الابكار** وهذه الرواية بهذا
اللفظ شاذة فان هذا اللفظ قد تقدم به ابو سلمة عن ابي هريرة وخالفه جميع اصحابه

باطل لا يصح اليه فانه تابع ابا سلمة على ذلك عن ابي هريرة ابو بكر بن سليمان
بن ابي حنيفة ثم قال **النجاشي** حاصل كلامهم ان الزهري وهم في جعله ذوالشمالين
مكان ذي الريد بن الخطاب يبدل هو ذو الشمالين غير ذي الريد بن الخطاب
النجاشي واستدلوا على ذلك بوجوه **احد**ها ان ذي الريد بن اسمه الخباق اعلم
على ما في مسلم من حديث عمر بن الخطاب ان فقام رجل يقال له الخباق وكان في يديه طول
واما ذو الشمالين فاسمه غير **وثانيها** ان ذي الريد بن سلمى اعتمادا على ما رواه مسلم
في رواية فاما رجل من بني سليمة ويؤيده ما ذكره السيوطي في جمع المجامع ثم على
المتقي في كنز العمال عن عبد بن عمر في قصة السهو فادركه ذو الريد بن اخو بني سليم
وثالثها ان ذي الريد بن بقي بعد النبي صلى الله عليه وسلم مرواة عنه المتأخرين
من التابعين واستدلوا على ذلك بخبرين احدهما ما رواه عبد الله بن احمد في
زيادات المستد والطبراني في الكبير واخرون في تصانيفهم من طريق معمر بن
سليمان قال ثنا شبيب بن مطير عن ابيه مطير ومطير حاضر يصدق مقالة قال
كيف انت اخبرتك قال يا ابتاه اخبرتك انك لفيك ذو الريد بن بذي خشب
فاخبرك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى بهم احدى صلاتي العشي وهي العصر
(الحديث) **وثانيها** ما رواه ابو بكر بن ابي شيبة من طريق عمرو بن مجاشع ان محمد بن
سويد افطر قبل الناس بيوم فانكر عليه عمر بن عبد العزيز فقال شهد عندي
فلان انه سري الهلال فقال عمر او ذو الريد بن هو **وسرا** **البعها** ان حديث الخباق
اخرجه مسلم وغيره عن عمر بن حصين وهو متأخر الاسلام اسلم عام خيبر
وخالسها ان ابا هريرة حضر القصة يدل عليه قوله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله صلى الله
عليه وسلم **فاجاب النجاشي** عن هذه الوجوه اما عن **الاول** بان الذي تكلم
في السهو يقال له الخباق وغيره ذو الريد بن وذو الشمالين جميعا وقيل عبد الله
ايضا قد استدلل على ذلك باقوال غير واحد من اهل العلم واما عن **الثاني** بان
ذو الريد بن ايضا من خراصة كما انفى على ذلك ابن سعد في طبقاته وابن حبان في
ثقافته وقد يدل على ذلك ما قاله ابو محمد الخزاز في ان ذي الريد بن احد اجل
ثم قال واما ذو الشمالين فقد ثبت ان اسمه احد احد ادة كان سليما قال ابن
هشام في سيرته في باب من حضر بيده قال ابن المنيق ذو الشمالين بن عبد عمر
بن فضلة بن غبستان بن سليم بن ملكان بن اقصي بن حارثة بن عمرو بن عامر

من خراعة ثم قال النيموي فما روى في قصة السهو رجل من بني سليمة فإراد
بذلك سليمان بن ملكان وهو من خراعة لاسليم بن منصور الذي ليس بخراعي ثم
قال النيموي فاحفظه فان هذا الجواب لا يجد في غير هذا الكتاب قال أبو النيموي
ظهر بذلك وغيره من تحقیقات عجیبة فی مواضع من تعلیق هذا الكتاب ان ما
قال النيموي في بعض تالیفات تبيان التحقيق قد تقررت في مواضع من هذا
التعلیق بتحقیقات عجیبة وفوائد غريبة خلت عنها زمر المحدثین ولم يظفر بها
احد من المتقدمين والمتأخرين ففي هذه الدعوى هذا العلامة النيموي صادق
بلاشك ودعواه هذه هي الحق والصواب وفوق كل ذي علم عليم وإما عن
الثالث بان ما رواه عبد الله بن احمد وغيره من حديث ذي الیدین عن
معدی بن سليمان عن شعيب بن مطير فهدى سلسلة الضعفاء اما معدی بن
سليمان فقال الذهبي في ميزانه قال (بوزاعة) والحي الحديث وقال النسائي
ضعيف وقال ابن حبان لا يجوز ان يحتج به وقال الحافظ في التقریب ضعيف واما
شعيب بن مطير فلا يعرف واما مطير فقال الذهبي في ميزانه قال البخاري لم يصح
حديثه وقال الحافظ في التقریب مجهول الحال ثم قال ثبت ان اسناده في غاية
الضعف فلا يصح ان يستدل به على شئ مما يعارض بما هو اقوى من حيث الدليل
ولضعف هذا السند قال البيهقي في المعرفة ذو الیدین بقى بعد النبي صلى الله عليه
وسلم فيما يقال واما ما رواه أبو بكر بن أبي شيبة من حديث محمد بن سوید فلا دخل
له في الباب لان عمر بن عبد العزيز بن عبد الرحمن الذي راى الهلال بدی الیدین
فيما اخبره لما يتجسس منه ثم قال النيموي والمجب انهم يزعمون ان ذا الیدین
عاش بعد النبي صلى الله عليه وسلم زمانا ومع ذلك لم يرو عنه غير مطير الذي
هو مجهول مع ان قصته من عجب الامور واما عن الرابع بان عمر بن سوید
عنه شئ مما يدل على حضوره يوم ذي الیدین وقد اخرجه النسائي وغيره عن
عمر بن بلظم صلى الله عليه وسلم فظاهر هذا القول انه لم يحضر تلك الصلوة فيجعل حديثه
على الارسال واما عن الخامس وقال هو اقوى الادلة لمن ذهب الى
وهم الزهري بان الطحاوي حمل قوله صلى الله عليه وسلم على المجاز وقال واما قول
ابي هريرة عندنا صلى الله عليه وسلم فظاهر انه هو في نفسه عدل حافظ من نظر اعر
قال النيموي واغترض عليه البيهقي في المعرفة بان هذا الترك الظاهر ثم ذكر

قوله الآخر على انه رواه يحيى بن كثير عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال بينا انا
اصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال قال البيهقي فلم يخز في هذا القول
معناه صلى المسلمين استخف فاجاب عنه النيموي بان الطحاوي لم يترك
الظاهر الا بالقرينة الصارفة القوية وقد اسلفناها استخف قال أبو النيموي
اراد بها ما اسلفه من ثلاثة وجوه مذكورة تدل على عدم حضوره يوم ذي الیدین
في تلك الصلوة ثم اجاب عن القول الآخر للبيهقي بقوله واما قوله بينا انا
اصلي فليس بمحفوظ ولعل بعض رواة هذا الحديث فهم من قول ابي هريرة
صلی بنا انه كان حاضرا فروى هذا الحديث بالمعنى على ما مر عنه وقد اخرجه
مسلم من خمس طرق فلفظه في طريقين صلى بنا وفي طريق صلى لنا وفي طريق
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى ركعتين وفي طريق بينا انا اصلي مع رسول
الله صلى الله عليه وسلم ثم ذكر به يحيى بن كثير وخالفه غير واحد من اصحاب
ابي سلمة وابي هريرة فكيف يقبل ان ابا هريرة قال في هذا الخبر بينا انا اصلي
واعلم ان النيموي قد اجاب عما استدلوا به على وهم الزهري من وجوه
خمس واشبع واجاد ولم يستقم صاحب الابكار على رد جميع ما ذكره النيموي
من الاجوبة المرد على من نسب لوهم الى الزهري فان الابكار قال هكذا ثم
اجاب النيموي عن الوجوه التي استدلت بها على ان ذا الیدین غير ذي الشهادتين
قتل مبذرا الى ان قال قال النيموي واما الخامس وهو من اقوى الادلة لمن
ذهب الى وهم الزهري فيجب عنه بان الطحاوي حمل قوله صلى الله عليه وسلم على المجاز
وقال انها قول ابي هريرة صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني بالمسلمين
ثم قال الابكار قال النيموي ويجاب عن قوله بينا انا اصلي بانه ليس بمحفوظ
قال صاحب الابكار قول النيموي بينا انا اصلي ليس بمحفوظ مما لا يصح
اليه فان يحيى بن كثير ثقة ثبت مقنن قال الحافظ في مقلدة الفتح احدا لامة
الثقات الاثبات قال شعيب حدیثه احسن من حديث الزهري وقال الذهبي
في تذكرة الحفاظ قال احمد بن حنبل اذا خالفه الزهري فالقول قول يحيى استخف
قال أبو النيموي قال الذهبي في ميزانه هو في نفسه عدل حافظ من نظر اعر
الزهري استخف قلت كيف ما كان سلما ان يحيى بن كثير ثقة ثبت لكنه انفرد به
وما تويع عليه وخالفه غير واحد من اصحاب ابي سلمة وابي هريرة فكيف يقبل

ان اباهم يروى قال في هذا الخبر بيننا انا وصلى قال العلامة العيني في العمدة وقيل
يحتمل ان بعض الرواة فهم من قول ابي هريرة في احدى رواياته صلى بانه كان
حاضرا فروى الحديث بالمعنى على ما روى عنه وقال بيننا انا وصلى انتهى وهكذا قاله
من قبل زمانه العلامة ابن الترمذي في الجوهري انتهى ثم قال لا يخاف
بين قوله بيننا انا وصلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلى بنا وصلى لنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال **ابو النعمان** كذا بل بين قوله بيننا انا وصلى
وقوله صلى بنا وصلى لنا نوع من المخالفة فان الاول صريح في انه حضر تلك
الصلاة والثاني والثالث غير صريح فيه فمعناه وصلى بالمسلمين ثم قال **النعمان**
وفي الباب احاديث اخرى كلها لا تخلو عن نظر ثم ذكرها النعمان ثم ضعفها
الى ابن ابي عمير وقال لا حديثنا ابو العباس محمد بن يعقوب قال حدثنا يحيى بن ابي
طالب قال اخبرنا عبد الوهاب بن عطاء قال اخبرنا سعيد يعني ابن ابي عروبة عن
مطر الوراق عن عطاء ان ابن الزبير صلى بهم ركعتين من المغرب ثم سلم ثم قام
الى الحجرة ليستلمه فبسم القوم فقال ما شاء الله ثم صلى اخرى ثم سجد
سجدتين وهو جالس قال فذكر ذلك لابن عباس فقال اما علم عن سنة نبيكم
صلى الله عليه وسلم قال النعمان اسناده ضعيف جدا لان يحيى بن ابي طالب
قد تكلموا فيه كما ذكر في باب وضع اليدين فوق السرة وسعيد بن ابي عروبة كثير التدليس
رواه بالضعفة ومطر الوراق حديثه عن عطاء ضعيف كما في التقريب قال صاحب
الابكار قلت قد غفل النعمان فان هذا الحديث قد اخرجه الامام احمد في مسنده
باسناد رجاله رجال الصحيح ففي المتن عن عطاء ان ابن الزبير صلى المغرب فسلم
في ركعتين فنهض ليستلم الحجة فبسم القوم فقال ما شاء الله قال فضله ما بقي وسجدتين
قال فذكر ذلك لابن عباس فقال اما علم عن سنة نبيه صلى الله عليه وسلم رواه
احمد انتهى قال الشوكاني في النيل الحديث ايضا اخرجه البزار والطبراني في الاوسط
والكبير قال في مجمع الزوائد رجال احمد رجال الصحيح انتهى قال **ابو النعمان**
سلمنا ان الامام احمد قد اخرجه في مسنده باسناد رجاله رجال الصحيح لكنه
لا يراهم من ثقة الرجال صحة الحديث حتى ينتفي منه الشذوذ والعلّة قال الزيلعي
في نصب الراية في باب صفة الصلاة عند خاتمة سبعة اوراق من الحديث الثافي

عشر وصحة الاسناد يتوقف على ثقة الرجال ولو فرض ثقة الرجال لم يلزم منه
صحة الحديث حتى ينتفي منه الشذوذ والعلّة انتهى قلت ان هذا الحديث قد رواه
الامام احمد ايضا باسناد فيه سعيد بن ابي عروبة ومطر الوراق كما في اسناد البيهقي
فانه قال في مسنده ٣٥٠٠ جلد ٣٥٠٠ حدثنا عبد الله بن شاذان عن ابي حنيفة عن ابي
سعيد عن مطر عن عطاء عن ابن الزبير صلى المغرب فسلم في ركعتين ونهض
ليستلم الحجة فبسم القوم فقال ما شاء الله قال فضله ما بقي وسجدتين قال فذكر
ذلك لابن عباس فقال اما علم عن سنة نبيه صلى الله عليه وسلم انتهى قال
ابو النعمان وقد عرفت فيما سبق ان النعمان قد ذكر ما في هذا الحديث من علّة
قادرة وهي ان سعيد بن ابي عروبة كثير التدليس رواه بالضعفة ومطر الوراق
حديثه عن عطاء ضعيف فظهر لك ان الحديث غير صحيح وكون كان رجاله
رجال الصحيح لان سعيد بن ابي عروبة كثير التدليس رواه بالضعفة وعنفه
المدلس لا يخرجها قال ابن الصلاح في مقدمته اختلفوا في قبول روايته من غير
هذا التدليس بل يدرسون الاسناد فجعلهم فريق من اهل الحديث والفقهاء لم يوافقوا
قالوا لا يقبل روايته بحال بين السماع او لم يبين والصحيح التفصيل وان ما رواه
المدلس بلفظ يحتل لم يبين فيه السماع والاتصال حركه حكم المرسل وانواعه
وما رواه بلفظ مبين الاتصال نحو سمعت وحدثنا واخبرنا واشباهها فهو مقبول
محتج به انتهى وقال الحافظ ابن حجر في شرح النخبة وحكم من ثبت عنه التدليس
اذا كان عدلا ان لا يقبل منه الا ما صرح فيه بالتحدث على الاصح وقال السيوطي
في كتابه اتمام الدراية شرح النخبة الجامعة لاربعة عشر علما ومن عرفت بذلك
اي بالتدليس وهو ثقة لم يقبل رواياته الا ما صرح فيه بالتحدث انتهى فقله ان
النعمان قد غفل مما لا ينبغي اليه قال **ابو النعمان** رحمه الله تعالى قد شرعت في
هذا الكتاب الرابع رجب من السنة الحادية والخمسين لبعثت عشرة قوائم من
سنة قوله في هذا الكتاب يعني القول الحسن في الرد على ابي بكر المنزاع علم يا اخي ان صاحب الابكار سمى كتابه
باباكر المنزاع اعني قول النعمان في فائدة الطبع لا تارة السن الذي طبع في عام ثمة عشرة لاف ثلث
مائة من الهجرة في احسن المطابع الواقع في عظيم آباد حيث قال النعمان في فائدة طبع الجزر الاول من
الكتاب المحسن الذي هو من ابي بكر المنزاع المسمى باباكر السن انتهى فلو جعل صاحب ابي بكر المنزاع كتابه هذا
موسوما باسم غير هذا كان اولي

هجرة النبي الامين و فرغت من زبارة ثالث جمادى الاخرة من السنة الثانية و خمسين
بعد المئتين المذكورة من هجرة سيد المرسلين الا اشياء كثيرة فحقيرها من بعد هذا
في بعض الاحايين و وقع انطباع سنة الف و ثلث مائة و اثننتين و ثمانين و لله الحمد
والنكر والصلوة والسلام على من سله الى يوم الدين **تمت**

اعلان

رساله لامع الانوار بتايد جامع الانوار مولف مولانا شوق نبوي مطبوعه احسن المطابع طبعه ماه جمادى
الاخرة ۱۳۱۹ھ کے صفحہ دو میں یہ عبارت ہے واضح ہو کہ ہمارے قدیم مخاطب پُرانے معترض جناب
مولوی محمد علی صاحب ساکن قصبہ مواعظ گڑھ نے ہمارے رسالہ جامع الانوار فی اختصار المجتہد
بالابصار کا جواب لکھا ہے جس کا نام المذهب المختار فی الرد علی جامع الانوار رکھا ہے اور لامع الانوار
کے اخیر میں یہ مرقوم ہے۔

مستلزم

واضح ہو کہ جناب مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی نے بھی درباب عدم جواز صلوة
المجہد فی القری ایک عمدہ رسالہ تالیف فرمایا ہے جس کا نام اوثق العری ہے اُس کا جواب بھی
صاحب مذہب المختار نے لکھا ہے جس کا نام ہدایۃ الوری رکھا ہے اور مذہب المختار کے ساتھ
چھپوایا ہے اس کا جواب معترض صاحب کے ہموطن جناب مولوی محمد عبدالغفار صاحب مدرس
نواح کر ضلع بلگرام گنگوہی نے تحریر کیا ہے جو زیر طبع ہے مولوی صاحب موصوف
کی تحریر سے معلوم ہو گا کہ اُن کے رسالے سے مذہب المختار کے تمام ضروری باتوں کا جواب ہو جاتا ہے
ایسی حالت میں راقم کو جواب لکھنے کی بظاہر ضرورت نہ تھی مگر چونکہ معترض صاحب نے اپنی تمام
باتوں کا جواب طلب کیا ہے اور راقم کو اس اثنا میں تحقیقات سے بہت سی جدید و مفید باتیں
معلوم ہوئیں لہذا فقیر نے بھی مذہب المختار کا تفصیلی جواب لکھا ہے رسالے کے شروع میں جو بہت
پر زور مقدمہ لکھا گیا ہے وہ اور کثرت جہتاً کثرت صفحہ ۵۴ اور سباحث صفحہ ۶۹ متعلقہ جوائز
اور مصر و مصر جامع میں فرق اور اُن کی تعریفیں ناظرین کے ملاحظہ کے قابل ہیں اور مذہب المختار
کے بعد ہمارے جامع الانوار کا ایک دوسرا جواب بھی مولوی عبدالرحمن صاحب ساکن مبارکپور ضلع
اعظم گڑھ کے نام سے چھپ کر شائع ہوا ہے جس کا نام نور الابصار رکھا گیا ہے ہندوستان میں
برخوردار کے ساتھ نور الابصار کثیر الاستعمال ہے اس نام سے اہل مذاق کو عجب شگوفہ لگتا آیا ہے۔

ہر کیفیت اُن نے اس رسالہ کا مستقل جواب لکھنا جو وہ ذیل نظر انداز کیا۔ ہر رسالہ قابل
جواب اور ہر شخص لائق خطاب نہیں ہوتا اس رسالے کے مولف کوئی معروف شخص نہیں اتنا
کیا ہے کہ ڈیالوگ میں جناب مولوی شمس الحق صاحب کے یہاں اکثر آتے ہیں۔ اُن کی استدلال
علمی اس سے ثابت ہے کہ میرا نے جو قبا کی نسبت یہ لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ سے تین کوس کے فاصلے
پر یہ بزرگ لکھتے ہیں کہ فیض غلط ہے مضافاً بدیر سے صرف دیا تین میل کے فاصلے پر ہے اور دلیل میں مجمع البحار کی یہ
یہ عبارت پیش کی جو صریحاً جلیلین اذنتہ من المدینۃ یجب کہ اس عبارت میں تین میل ہی موجود ہے اور یہی افسوسناک امر ہے
سمجھ لیا ہے میل جو عربی لفظ ہے اس کی فارسی کردہ اور ہندی کوس لے لغت بہار عمر میں لکھا
ہے میل ثلث فرساک کہ آکر وہ گویند غیاث میں ہے میل بمعنی کردہ اور تریخ اللغات میں
ہے کوس۔ فارسی کردہ عربی میل۔ جب میل کی ہندی کوس ہے تو تین کوس لکھنا غلط
کیونکہ ہو گیا اور یہ امر آخر ہے کہ عرب کا کوس یہاں کے کوس سے بہت چھوٹا ہوتا ہے جس کو اتنا بھی
انہیں معلوم کہ کوس میل عربی کی ہندی ہے وہ کیا اور اُس کے اعتراضات کیا۔ اور اس رسالہ کا
ماخذ وہی مذہب المختار ہے اُس کے مضامین کو اُلٹ پھیر کر لکھا ہے چونکہ ہم نے مذہب المختار کا
تفصیلی جواب لکھا ہے اُس سے نور الابصار کا جواب بھی ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے
کہ فرما جناب مولوی شمس الحق صاحب کے صاحبزادے کی طرف سے بھی ایک رسالہ اسی بحث
میں چھپ رہا ہے اگر وہ بھی ہمارے رسالہ کا جواب ہے تو چونکہ صاحبزادے کی طرف سے وہ تالیف
ہو رہی ہے ہم اُس کے جواب کی طرف بھی متوجہ نہیں ہو سکتے۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ
تعالیٰ ہمارا یہی رسالہ لامع الانوار حضرات انصاف پسند اور طالبین حق کے لیے اُن تمام مسائل
کے لیے کافی ہو گا جو حسب اللہ و قسم الوکیل الراقم خادم العلماء محمد ظہیر احسن شوق نبوی
کان اللہ لہ شہرہ طیبہ محلہ شاہ کی امی۔

نذرة من ترجمة صاحب آثار السنن

قال ابراهيم النخعي رحمه الله تعالى اعلم ان صاحب آثار السنن هو محمد بن علي النخعي
المسكنى بابي الخير الشهير بظهير احسن غفر الله ذوالمنن تاجر وولادته ظهير الاسلام
لان مولده بالسنة الثمانية والسبعين بعد الالف وثلث مائة من الهجرة على
صاحبها الصلوة والسلام وموته يوم الجمعة عند الخطبة من شهر الصيام من
سنة ثلاث عشرة مائة بعد السنة الثانية والعشرين فعملاً كان ارباعاً واربعين

الذين بذلوا في احياء سنته المبرج ومن في نظام مسلكهم اندراج اما بعد فقد
 القس منى الشيخ الفاضل السابق في حلية الفضائل الباذل في تحصيل العلوم الشرعية
 المجد المثمر في اقتناصها عن ساعد المجد - مولانا العلامة الفهامة المحقق
 المدقق المولوى **محمد ظهير احسن** ادام الله بقاءه ويزاد كل يوم في مصاعد
 الفضل ارتقا - الاجازة فيما يجوز في روايته ونقح في درايته - فاجبته
 لذلك - واسعته الى ما هناك واني احقر من ان اكون من فرسان هذا الميدان
 واقل من ان اذكر بلسان او يشار الى بيان - ولكن البلاد اذا اقتضت - و
 صوخ بفتحها رعى الشيم **فاقول** قد اجرت الهام المذكور بجميع ما يجوز في روايته
 من كتب الحديث كالكتب الستة والجوامع والسنن والمسائيد والاجزاء والمشايخات
 والمستخرجات والمستدرجات والمسلسلات وغير ذلك ومن كتب التفسير وعلومه
 كعلوم الحديث واصوليهما وسائر المؤلفات في المقول والمقول وبالطريقة القا
 المصنوية الصافية قدس الله اسم الله وجميع الاوراد والاذكار وغيرها
 اجازة عامة تامة كما اجاز في شيوخنا الاجلاء الاعلام النبلاء الكرام منهم حامل
 لواء الرواية والاسناد - امين الله على العباد لمحق الاحفاد بالاجداد وفي الله
 الكمال - جامع فنون العلوم وشتات الفضائل مولانا المفسر المحدث الحاج الشاه
 الحافظ **عبد الغنى** الدهلوى المدنى قدس سره ومولانا المفسر المحدث **محمد**
قطب الدين الدهلوى المكي راحمة الله عليه عن مولانا **محمد اسحق**
 الدهلوى المكي وغيره من علماء الحرمين الشريفين والهند والروم الى آخر السند
 المشهور المذكور في حصص الشارح والانتباه والبيان الجنى والرسالة السماة العجالة
 النافعة وغيرها ووصى السجائر المذكور بتقوى الله تعالى ونزوم طاعته وبلائه
 العلم والذكر لاسيما بلا اله الا الله واوصيه بالشفقة والمرافة بالمومنين خصوصا
 المقبلين على العلم والمتوجحين واسأله ان لا ينساني من صالح دعواته في خلواته
 وجلواته ووالدى ومثنى والى المسلمين لاسيما ببلوغ المرام وحين الختام والفرز
 برضا الملاك العلامة ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم وحبنا الله ونعم الوكيل
 وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم قاله نجلا الفقير الى الله تعالى
محمد عبد الحق غفر الله ذنوبه وستر عيوبه امين في الرابع من ذي القعدة
 سنة الثامن عشر وثلاث مائة بعد الالف من الهجرة النبوية على صاحبها الف الف

صلوة وتحية **قال** النبوى ان المحدث المشهور بين الافاق مولانا الشاه
محمد اسحق يروى عن الشيخ الصفى النقى المتقى المسند الشاه **عبد العزيز**
 الدهلوى قدس سره ما وقد اسروى جميع الكتب الحديثة عالميا بدرجتين عن
 شيخنا المحدث قطب الزمان الجامع بين الشريعة والعرفان مولانا الشاه **فضل**
سرحمن المراد ابا دى المتوفى سنة ثلاث عشرة وثلثمائة بعد الالف نور الله
 مرقد له لما حضرت عنده بعد ما فرغت عن تحصيل الكتب الدينية من المقولات
 والمقولات **حدثني** بحديث الرحمة المسلسل بالاولية وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني
 به الشاه **عبد العزيز** الدهلوى وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني به ابى الشاه على الله الدهلوى
 وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني به السيد عمر بن احمد بن عقيل الحسينى المكي من لفظه تجا
 قبر النبي صلى الله عليه وسلم وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني **جدي**
 الشيخ **عبد الله** بن سالم البصرى المكي وهو اول حديث سمعته منه قال حدثني
 الشيخ **يحيى** بن محمد الشهير بالمشاوى وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا به
 الشيخ **سعيد** بن ابراهيم الحجازى المكي المشهور بقدره قال وهو اول حديث
 سمعته منه قال اخبرنا به الشيخ **المحقق** سعيد بن محمد المقرئى قال وهو اول
 حديث سمعته منه عن الشيخ **الولى** الكالى احمد حجي الوهرانى قال وهو اول حديث
 سمعته منه عن شيخ الاسلام **فعارف** بالله تعالى سيدى ابراهيم التامرى قال
 وهو اول حديث سمعته منه قال قرأته على المحدث الربانى ابى الفتح **محمد**
ابى بكر بن الحسين المرغنى قال وهو اول حديث قرأته عليه قال سمعت من لفظ
 شيخنا **زين الدين** عبد الرحيم بن الحسين العرقى قال وهو اول حديث سمعته
 منه قال حدثنا ابو الفتح **محمد** بن محمد بن ابراهيم البكرى المكي قال وهو اول
 حديث سمعته منه قال اخبرنا **الحبيب** ابو الفرج عبد اللطيف بن عبد المنعم

له هذا الاسم الشريف فى الأصل بغير الالف واللام يشترط ان لا يولد له ولدت له بعض الناس يدعون
 على حزمه الاخير الالف واللام وليقولون فضل الرحمن على السلوب العربية ١٢
 له هذه الواسطة قد سقطت فى اتحاف الاخوان للشيخ احمد المكي من سواد كاتب
 وقد كتبها مولف بيده على امش بعض النسخ المطبوعة من الاتحاف ١٢

الخفافى قال وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا الحافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن عتي بن الجوزى قال وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا ابو سعيد اسمعيل بن ابي صالح النيسابورى قال وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا والدى ابو صالح احمد بن عبد الملك المؤذن قال وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا ابو طاهر محمد بن محمد بن محسن الزياتى قال وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا ابو حامد احمد بن محمد بن يحيى البزارى قال وهو اول حديث سمعته منه قال حدثنا عبد الرحمن بن بشر بن الحكم قال وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا سفيان بن عيينة قال وهو اول حديث سمعته منه عن عمر بن دينار عن ابي قابوس مولى عبد الله بن عمر بن العاص عن عبد الله بن عمر بن العاص رضى الله تعالى عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الراحمون يرحمهم الرحمن تبارك وتعالى اراحوا من فى الارض يرحمكم من فى السماء قال الزين العرائقى هذا حديث صحيح أخرجه ابو داود والترمذى جميعا من طريق ابن عيينة باسناد وقال للجملة الثانية متابعة عند احمد لفظها اراحوا ترحموا قلت وللجملة الاولى شواهد كثيرة فى الصحيحين وغيرهما انتهى قلت قد قرأت عليه عدة احاديث من الجامع الصحيح للإمام البخارى رحمه الله العليل البهارى ثم اجازنى بجميع مروياته من الاحاديث وبعض من الاوراد التى هى خير لدارين مما جمع ومعاذ ثم حدثنى فى بعض رحلاتى اليه بالحديث المسلسل بالمحبة قال حدثنى به الشاه عبد العزيز الدهلوى عن ابيه الشيخ ولى الله الدهلوى قال حدثنى

سلفه كذا ضبط العلامة المرحوم عبد الفتى المحدث البهارى فى رسالته التى عنده فى المسألة الرحمة الازلية المكتوبة بخط المؤلف رحمه الله تعالى ١٢ منه

سلفه قال شيخ الاسلام زكريا الانصارى ويرحمكم بالرفع جملة دعائية لا بالخبرم جواب الامر انتهى وقال الشيخ عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن الكزبرى الذى فى ثبته وقد تقدم سنة ثمان للشيخ الامام التتقن الشيخ عبد الله بن محمد الراوى البغدادى ما جاء فى حديث الرحمة وذكره جواز رواية يرحمكم بالنصب كالرفع والخبرم انتهى قلت قال شيخنا المراد اباى رحمه الله تعالى ان رواية الخبرم ارجح من رواية غيرهما والله اعلم وعلمه ام ١٢ منه

الشيخ ابو طاهر المدنى سماعا من لفظه قال اخبرنا الشيخ احمد الغلى سماعا على الشيخ محمد البابلى عن عتي بن محمد عن ابراهيم بن عبد الرحمن الطلقى عن ابي الفضل الجلال السيوطى قال اخبرنى ابو الطيب احمد بن محمد البخارى الاذيب سماعا قال اخبرنا قاضى القضاة محمد الدين اسمعيل بن ابراهيم الحنفى قال اخبرنا الحافظ ابو سعيد اللاتى قال اخبرنا احمد بن محمد الامامى قال اخبرنا عبد الرحمن بن مكى قال اخبرنا ابو طاهر السلفى قال اخبرنا محمد بن عبد الكريم قال اخبرنا ابو عتي بن شاذان قال اخبرنا احمد بن سليمان البخارى قال حدثنا ابو بكر بن ابي الدنيا قال حدثنا المحسن بن عبد العزيز الجرجورى قال حدثنا عمر بن مسلم التميمى قال حدثنا الحكم بن عتبة قال اخبرنى حيوة بن شريح قال اخبرنى عتبة بن مسلم عن ابي عبد الرحمن الحبلى عن الضائعى عن معاذ بن جبل رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاذ انى احببك فقل اللهم اعنى على ذكرك وشكرك وحسن عبادك قلت كلام قالوا انا احبك فقل او نحوه وقال لى سيدى انى احبك فقل اللهم انى احببك ثم اجازنى بجميع مروياته وباخذ العهد على طريق شيخه فى الطريقة الشاه محمد افاق المجددى

قلت ان شيخنا المراد اباى رحمه الله الحديث على الشاه محمد اسحق الدهلوى وله اجازة عامة عنه وقد اجاز له الشاه عبد العزيز الدهلوى ايضا بجميع مروياته على ما نص عليه غير واحد من اهل العلم منهم الشيخ المحدث احمد بن عثمان المكي فى التحاف الاخوان وقد قالوا انه قرأ الجامع الصحيح على الشاه عبد العزيز الدهلوى ايضا خلافا لما ذهب اليه صاحب التحاف والله اعلم بالصواب قلت فحصل لى ثلث طرق الى الشاه عبد العزيز الدهلوى رحمه الله طريقتى العلامة المهاجر المكي ادام الله بركاته وفيها بينى وبين الشاه عبد العزيز الدهلوى ثلث وسائل وثانيتها طريق شيخنا المراد اباى رحمه الله الشاه محمد اسحق الدهلوى وفيها واسطان وثالثتها طريق شيخنا المراد اباى رحمه الله

سلفه هو صاحب اسانيد كثيرة من اهل الشان استوعبها فى معجمه الكبير الذى لم يتفق عليه الا ان يكون من اكابر اربابى قد صحبتته ازمنة كثيرة واستفدت منه فوائد غيرة البقاء الله وسلمه وحماه ١٢ منه

